دینی، اخلاقی اور معاشرتی اقدار کا علمبردار

ماہنامہ فہمِ دین

خصوصی اشاعت

جلد 08 • شمارہ 11•12 • مئی • جون 2019

جنت کے سوداگر

BAITUSSALAM PUBLICATIONS
WWW.BAITUSSALAM.ORG/BS/PUBLICATIONS

Baitussalam.org Baitussalam_org Baitussalam_org +9221-111-298-111

WWW.BAITUSSALAM.ORG

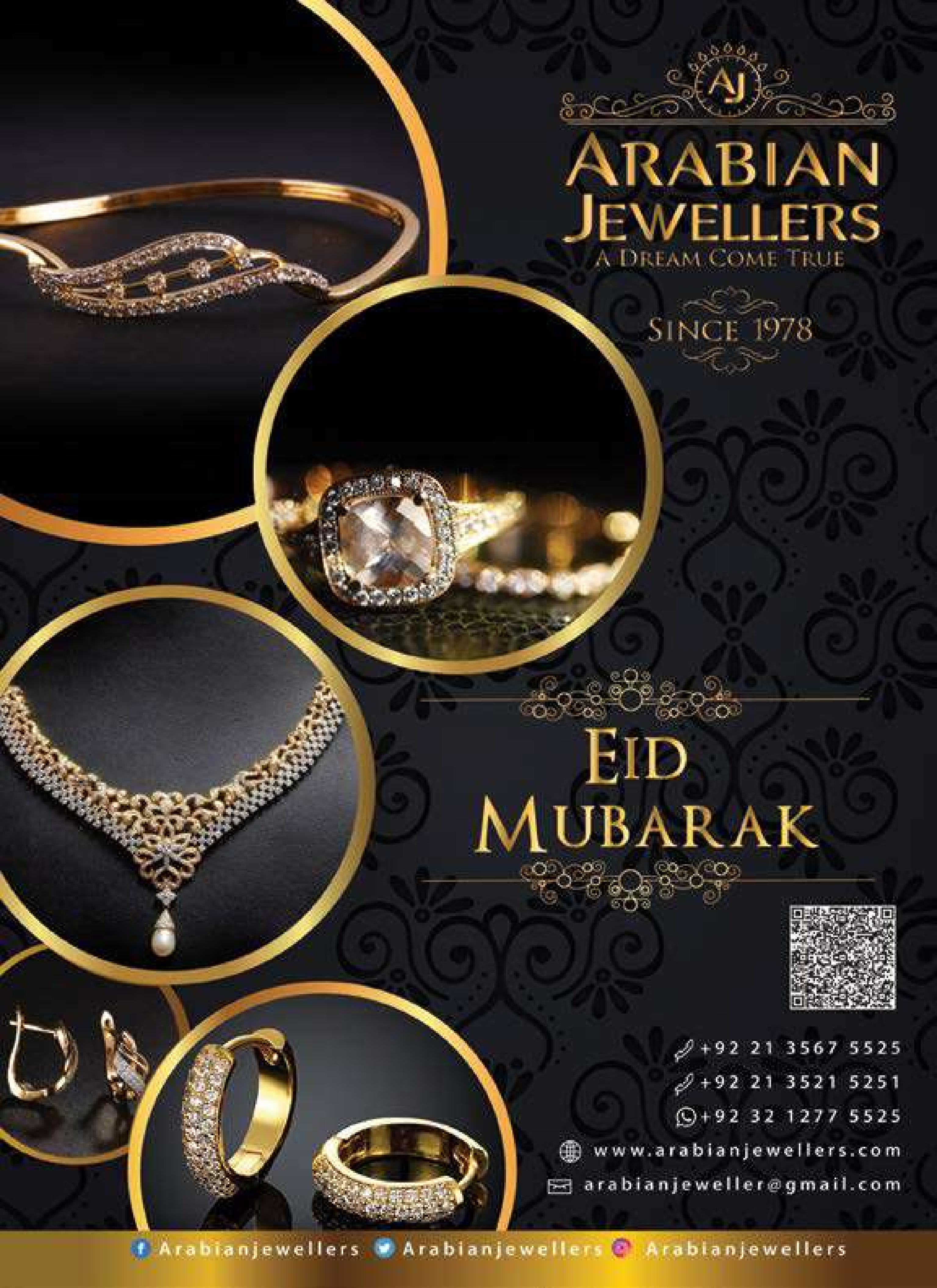

AJ
ARABIAN JEWELLERS
A DREAM COME TRUE
SINCE 1978
EID MUBARAK
+92 21 3567 5525
+92 21 3521 5251
+92 32 1277 5525
www.arabianjewellers.com
arabianjeweller@gmail.com
Arabianjewellers
Arabianjewellers
Arabianjewellers

BAITUSSALAM

لائف ٹائم ممبر شپ

Lifetime Membership

خدمت کا یہ سلسلہ جاری رہے

ممبر شپ برائے تعلیم

1000/-
ماہانہ

ممبر شپ برائے روٹیاں

2000/-
ماہانہ

+92-21-111-298-111 www.baitussalam.org

info@baitussalam.org /Baitussalam.org /Baitussalam.org

Ground Floor 26-C, Sunset Commercial Street Number 2,
Khayaban-e-Jami, Phase IV, Defence Karachi, Pakistan

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى

ترجمہ: اور نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو۔

پارہ نمبر۶، سورۃ مائدہ، آیت نمبر۱

الحمدللہ ہم ابتداء سے ہی بیت السلام مسجد سے منسلک ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں ہمیشہ اس کی خدمت کرنے کی توفیق عطا کرے۔

آمین ثمہ آمین

WASA PRINTERS
PRINTING & SERVICES

Plot # 96-97, Sector-15, Korangi Industrial Area, Karachi.
Phone: +9221-35122756-7-8, Fax: +9221-35122758
Email: wasaprinters@cyber.net.pk

دینی اخلاقی اور معاشرتی اقدار کا علمبردار

ماہنامہ

فہمِ دین

کراچی

جون 2018ء

مدیر	محمد خرم شہزاد
نائب مدیر	محمد کاشف تبسم
ناظم	خالد عبدالرشید
کمپوزنگ	مظفر بھٹو
نظرثانی	طارق محمود
تزئین و آرائش	نوید فرید

آراء و تجاویز کے لیے
0304-0125750 | 0333-4573885

ڈاک سے متعلق امور کے لیے
0314-2981344 | 021-35393912

اشتہارات کے لیے
0332-8278537
marketing@fahmedeen.org

خط و کتابت اور بذریعہ منی آرڈر رسالہ کے اجراء کے لیے
26-C گراؤنڈ فلور ہن بیت کمرشل اسٹریٹ نمبر 2 خیابان مجاہد، بالمقابل بیت السلام مسجد، ڈیفنس فیز 4 کراچی

زرِ تعاون

فی شمارہ:	40 روپے
اندرون کراچی سالانہ (بذریعہ کوریئر):	520 روپے
بیرون کراچی سالانہ (بذریعہ رجسٹری):	520 روپے
بیرون ملک بدل اشتراک	35 ڈالر

ناشر: فیصل زبیر | مطبع: واسا پرنٹر | مقام اشاعت: دفتر فہم دین

زیرِ سرپرستی
عبدالستار

فکر و نظر

اہلِ شام بیت السلام اور نصرت کا موسم — مدیر کے قلم سے — 09

اصلاحی سلسلہ

11

شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم

12

مولانا محمد منظور نعمانی رحمۃ اللہ

13

حضرت مولانا عبد الستار حفظہ اللہ

مضامین

15

شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خانؒ

17

حذیفہ رفیق

19
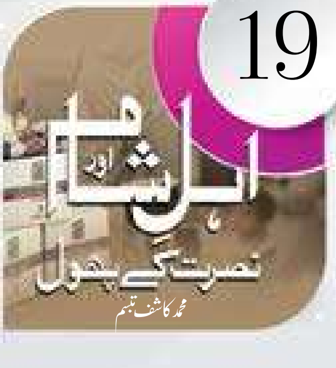

محمد کاشف تبسم

21
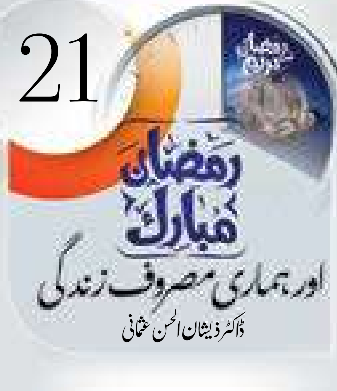

ڈاکٹر ذیشان الحسن عثمانی

رمضان ہمدردی اور غم گساری کا مہینہ	طارق محمود	22
انوکھی خواہش	فوزیہ خلیل	23
رمضان اور ہماری کوتاہیاں	زبیر فرید	25
ایمان اور آزمائش	زینب واسع	27
باورچی خانہ اور ہماری صحت	حکیم شمیم احمد	30
باپ کی بیٹے کو قیمتی نصیحتیں	محمد دانش	31
مسائل پوچھیں اور سیکھیں	مفتی محمد توحید	34

خواتین اسلام

سیزن	صبا یونس قریشی	42
حق دار	اہلیہ مظفر	44
سوچنے کی بات	نفیسہ سعید	46
دِل پہ مت لینا	ثانیہ ساجد عیسانی	48
آبرو	اُمّ بریرہ	51
روزہ لائیٹ فوڈ سے ویٹ لوز	بنتِ مسعود	52
گرمی	اختِ عبد اللہ	54
رمضان کا پاس ورڈ	کائنات غزل	58
چاند رات	بنتِ ڈاکٹر عبد الغفور	60

باغیچہ اطفال

دوستی	اُمّ ابوبکر	62
ہمارا صدقہ باکس	بنتِ گوہر	64
زبردستی کا روزہ	رویحہ رشید	66
13 اَن مول خوبیاں	صابر مجید تونسوی	67
عظمتِ قرآن	جوہر عباد	67
شامی بھائیوں کے پاکستانی بھائی	عفان الحق شمسی	69
گڈو میاں نے عید منائی	اہلیہ محمد فیصل	70
بچوں کے فن پارے		71
روزے کا اجر	ڈاکٹر الماس روحی	73
انعامات ہی انعامات		73

بزم ادب

بچو تمہاری عیدی کیسے بڑھائی جائے	صبا یونس قریشی	74
رمضان کی حدت مزہ اور ہی کچھ ہے	اثر جون پوری	74
درس جو رمضان کا ہے مت بھلاؤ مومنو	ارسلان اللہ خان	75
موجِ تبسّم	ابنِ تبسّم	77
گلدستہ		78
احمر کی عید	اُمّ فاطمہ	80
ننھے ادیب		81

اخبار الاسلام

خبر نامہ	ادارہ	82

میگزین ملنے کا پتہ

کراچی

صدر

رزّاق بک سیلر	صدر
اقبال نعمانی	صدر
دارالاشاعت	صدر

پی۔ای۔سی۔ایچ۔ایس

ورائیٹی بک شوپ	دھوراجی
اسکائے اسٹیشنری	شرف آباد

کلفٹن

بک اوشیئن	بلاول ہاؤس

ڈی۔ایچ۔اے

طارق بک ہاؤس	کھڈا مارکیٹ
داوا بک شوپ	کھڈا مارکیٹ
بک ٹاؤن	۹اسٹریٹ
ڈیفنس بک شوپ	ایٹون
علم اسٹیشنری	دہلی کالونی

شاہ فیصل کالونی

مکتبہ فاروقیہ	شاہ فیصل کالونی
مکتبہ یوسفیہ	شاہ فیصل کالونی

جمشید ٹاؤن

اسٹار بک سینٹر	پی۔آئی۔بی
اسلامی کتب خانہ	نیو ٹاؤن، بنوری ٹاؤن

ناظم آباد

مسلم بک سینٹر	ناظم آباد

گلشن اقبال

مظہری کتب خانہ	گلشن اقبال

کورنگی

اقبال کمیونیکیشن	دار لعلوم کراچی

leen™
Tissues
Now even
softer for you....
Extra Gentle
on your skin
A complete range of tissues
to match your lifestyle
/LEENTISSUES
WWW.LEENTISSUES.COM

The Burger Shack

DEAL 01

Rs 600/-

1 Shack Original
1 Jalapeno Crunch
1 Onion Ring
1 fries
2 drinks

DEAL 02

Rs 990/-

1 Shack Original
1 Full House
1 Jalapeno
1 Classic Crunch
1.5 Ltr Drink

DEAL 03

Rs 1650/-

1 Classic Crunch
1 Full House
1 Club Sandwich
1 Shack Wrap
1 Slider Box
2 Fries
1.5 Ltr Drink

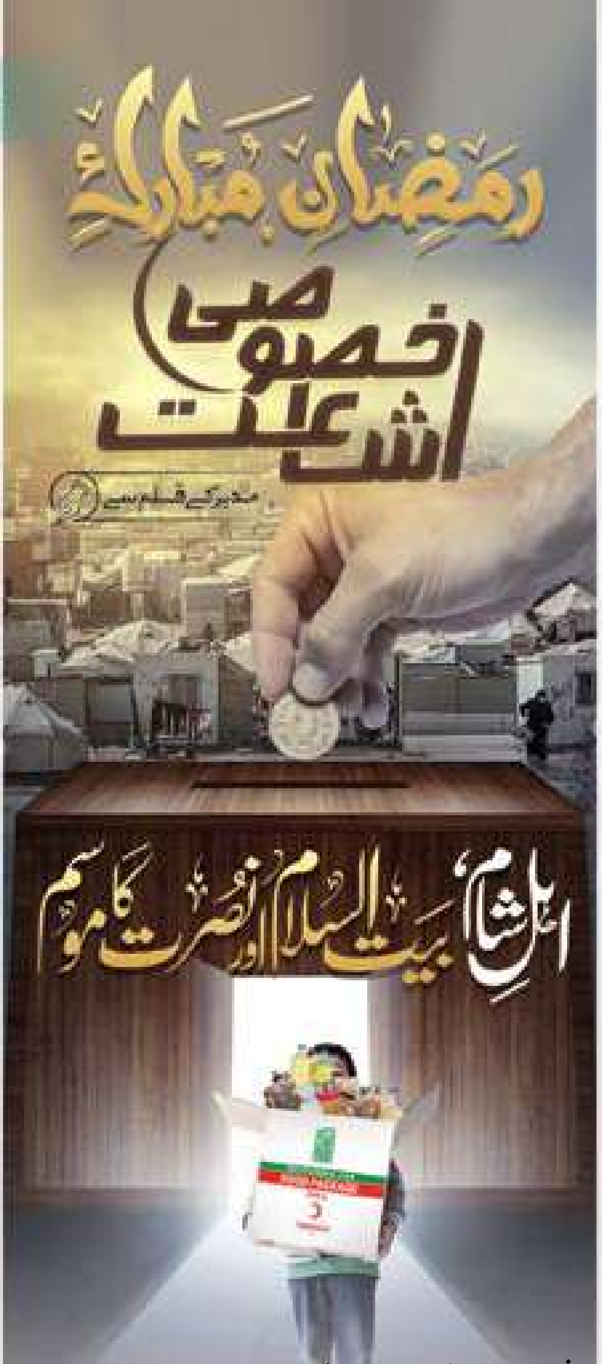

بعض وار مرہم کا کام کر جاتے ہیں اور بعض چالیں حقیقت کا پول کھول دیتی ہیں۔

وہ امتِ مسلمہ جو خلافت کی چھتری تلے صدیوں سے متحد چلی آرہی تھی۔ اسے 1923 میں خلافت کے خاتمے کے بعد ٹکڑے ٹکڑے کرنے کی پالیسی اپنائی گئی۔ ایک دو دس نہیں، بیس، تیس چالیس نہیں، گزشتہ ایک صدی میں دیکھتے ہی دیکھتے اس ایک متحد وجود کو دشمنوں نے قومیت، وطنیت، عصبیت، لسانیت اور نجانے کس کس بنیاد پر 56 ٹکڑوں میں کاٹ کر رکھ دیا۔ اور یہ سارا کھیل امتِ مسلمہ کو یوں سُن کر کے، بے حس کر کے، بلکہ خوابِ غفلت میں سُلا کر کھیلا گیا کہ ہر ایک اس حصے بخرے ہونے پر بلبلانے کے بجائے اس بات پر شاداں نظر آیا کہ ہماری قوم کو ایک وطنِ ارضی مل گیا، پھر صرف اسی پر اکتفا نہیں کیا گیا، نظامِ تعلیم بدل دیا گیا، نظامِ معیشت بدل دیا گیا، ثقافت اور تہذیب کو یک سر بدل کر رکھ دیا گیا، بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ بہت سے ممالک میں صرف ناموں کو چھوڑ کر پوری مسلم قوم کو ہی بدل کر رکھ دیا گیا۔ لیکن

بعض وار مرہم کا کام کر جاتے ہیں اور بعض چالیں حقیقت کا پول کھول دیتی ہیں

شام کا دِل دوز سانحہ پیش آیا۔ بڑی طاقتوں نے اپنے مفادات کی کھینچ تان کے لیے اس ارضِ مقدس کو سرد جنگ کا میدان بنایا اور مسلم امہ اور اس بابرکت زمین کو ایک نہ ختم ہونے والی جنگ میں جھونک کر رکھ دیا۔ "عرب بہار" کے نام سے حکومتیں تو اور بھی بہت سے اسلامی ممالک کی تہہ و بالا کی گئی تھیں، لیکن عوام کو جنگ کی بھینٹ نہیں چڑھایا گیا تھا، اس لیے کہ وہاں صرف "مہرے" بدلنا مقصود تھا، جب کہ شام میں تو ایک پوری قوم کو یا تو صفحہ ہستی سے مٹانے کا سوچا سمجھا منصوبہ ہے یا پھر وہ یہ علاقہ چھوڑ کر کہیں اور چلے جائیں تاکہ شام کی نئی حد بندی اور سرحد سازی کی جاسکے۔ لاکھوں نے جامِ شہادت نوش کیا اور لاکھوں مہاجر بن کر ترک شام سرحد پر بے سروسامانی کی زندگی گزار رہے ہیں۔ لیکن میں نے جیسے عرض کیا کہ

بعض وار مرہم کا کام کر جاتے ہیں اور بعض چالیں حقیقت کا پول کھول دیتی ہیں۔

اللہ نے فضل فرمایا، سوئی ہوئی قوم پھر سے بیدار اور منتشر قوم پھر سے متحد ہوگئی، وہ جنہیں پہلے ہم سائے کے درد کا احساس نہیں ہوتا تھا، اب وہی سمندر پار شامی مہاجر بھائیوں کے لیے "انصارِ مدینہ رضی اللہ عنہم" والا کردار ادا کر رہے ہیں۔ امتِ مسلمہ ظلم و ستم کی چکی میں تو ایک عرصے سے پِس رہی ہے، لیکن "نصرت کا موسم" جو اس رمضان المبارک میں دیکھنے میں آرہا ہے، وہ اس سے پہلے دیکھنے کو نہیں ملا۔ زکوۃ تو حکمِ خداوندی ہے ہی، جسے ہر مسلمان شوق سے ادا کرتا ہے، مگر اب کی بار سرحدوں سے بالاتر ہو کر اور قومیت کو پسِ پشت ڈال کر صرف اسلام کے نام پر اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا کے لیے پریشان حال، بے گھر شامی مسلمانوں کے سحر و افطار کے لیے بیت السلام ویلفیئر ٹرسٹ کو دیتے نظر آئے اور صرف زکوۃ ہی نہیں، اس سے بڑھ کر اپنے مال میں ان شامی مسلمانوں کا حق سمجھتے ہوئے یونہی صدقات دیے، جیسے مصیبت کسی اور پر نہیں، میرے ہی گھر کے کسی فرد پر نازل ہوئی ہے اور یہی تو نبی کریم ﷺ کی ساری محنت کا نچوڑ اور ساری زندگی کا محور تھا کہ مسلمان افراد اور اقوام سے بالاتر ہو کر ایک امت اور ایک جسم بن جائیں کہ جب جسم کے کسی ایک حصے میں بھی درد ہو تو پورا جسم درد سے کراہ اُٹھے۔

قارئین! بیت السلام ویلفیئر ٹرسٹ بھی شکریے کا مستحق ہے، جس نے اس عالمی کام کا بیڑا اٹھا کر پاکستانی قوم کو اپنے شامی بھائیوں کی مدد کے لیے ایک پلیٹ فارم مہیا کر دیا، ورنہ تاریخ شاید ہمیں اس غفلت پر کبھی معاف نہ کرتی۔ رمضان المبارک کے آخری ایام ہیں اور "نصرت کا موسم" اپنے عروج پر ہے، ہم میں سے ہر ایک کا یہ اخلاقی فرض بنتا ہے کہ ہم اگر اپنی اولاد پر دس روپے لگاتے ہیں تو اپنے شامی بھائیوں پر کم از کم ایک تو لگائیں اور اسی طرح اگر اپنی اولاد پر سو روپے لگاتے ہیں تو ان معزز مہاجرین پر دس تو لگائیں، غرض انبیا کی شفاعت کا مستحق بننے کا یہ سنہری موقع ہے کہ چپکے سے اور دھیمے سے اولادِ انبیا کے دُکھوں کا مداوا کرنے کی کوشش کی جائے اور شاید کہ قیامت میں ہمارا شمار بھی اس بڑھیا کی قطار میں ہو جائے جو سُوت کی ہانڈی لے کے بازارِ مصر میں خریدارانِ یوسف میں کھڑی ہو گئی۔ جب پوچھا گیا کہ "بڑھیا! تو سٹھیا تو نہیں گئی۔ یوسف کا خریدار تو خود عزیزِ مصر ہے۔" تو وہ کہنے لگی: "مجھے پتا ہے میں خرید تو نہیں سکوں گی، لیکن اللہ کو بتا تو سکوں گی کہ میں بھی تیرے یوسفؑ کے خریداروں میں سے تھی۔" ماہ نامہ فہمِ دین نے بھی یہی سوچ کر "رمضان المبارک ۔۔۔ خصوصی اشاعت" میں "زندگی کی لہر" جیسی بہترین کہانی اور "اہلِ شام اور نصرت کے پھول" جیسے بہترین مضمون کو شاملِ اشاعت کیا ہے۔ ماہ نامہ فہمِ دین ہمیشہ سارے جتن "رمضان المبارک" کو اچھے سے اچھا گزارنے کے لیے کرتا ہے تو سب سے پہلے تو رمضان المبارک کے روزے اور صبح و شام کی دعاؤں میں پوری امتِ مسلمہ کو یاد رکھنا ہے، یہ نیکیوں کا موسم تو ہے ہی ہے، اس کے ساتھ ساتھ یہ "نصرت کا موسم" بھی ہے، اللہ ہمیں اس موسم کی قدر دانی کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہاں "خصوصی اشاعت" کو تکیے کے ساتھ رکھیں، موقع بہ موقع ضرور پڑھیں اور پھر ۔۔۔ ہمیں اپنی رائے سے ضرور آگاہ کریں، کہ اس بار کی خصوصی اشاعت کیسی لگی؟ کیوں کہ آپ ہمارے لیے بہت اہم ہیں۔ والسلام

اخوکم فی اللہ
محمد خرم شہزاد

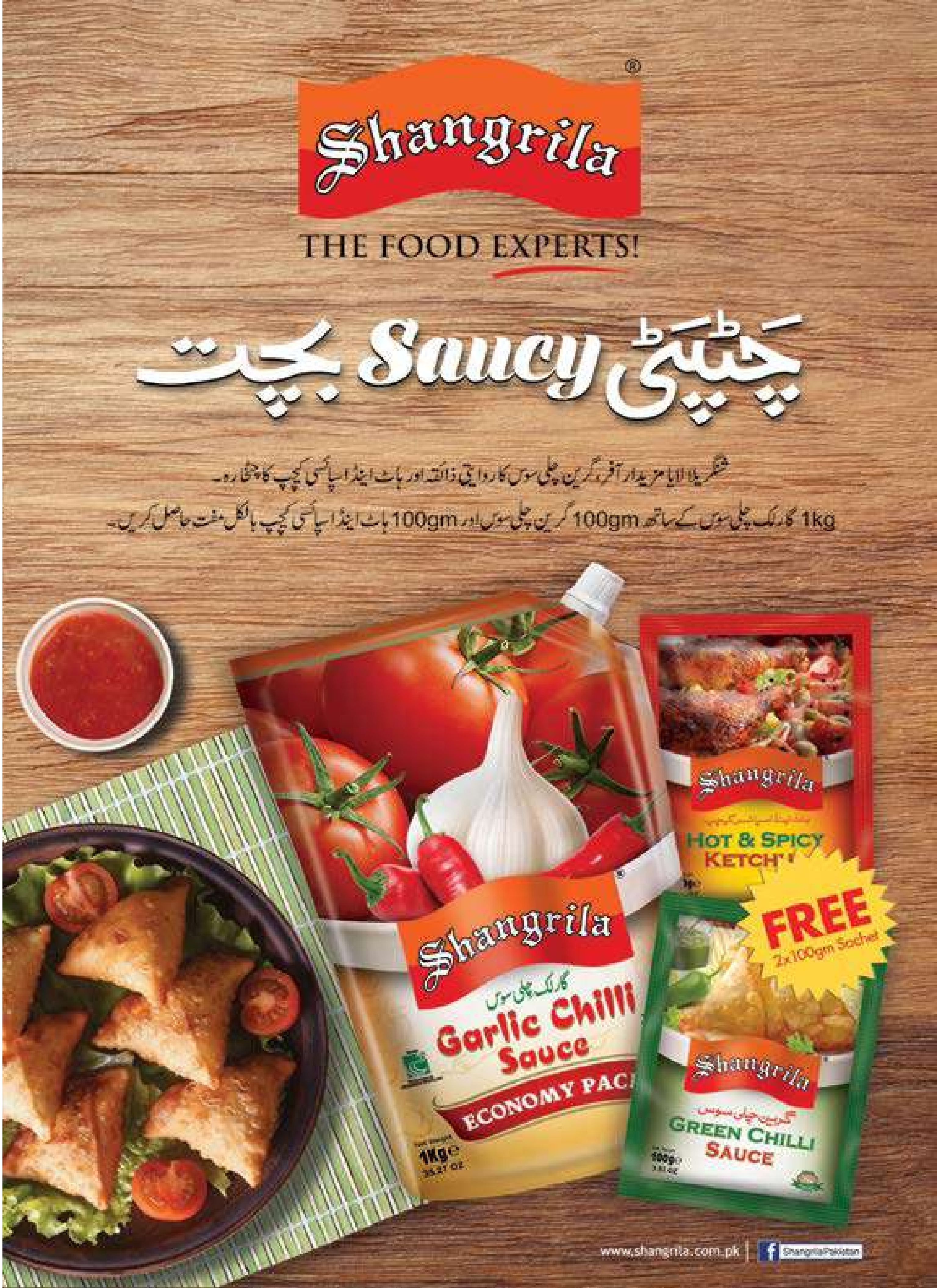

Shangrila®
THE FOOD EXPERTS!
چٹپٹی Saucy بجٹ
شنگریلا لایا مزیدار آفر۔ گرین چلی سوس کا روایتی ذائقہ اور ہاٹ اینڈ اسپائسی کیچپ کا چٹخارہ۔
1kg گارلک چلی سوس کے ساتھ 100gm گرین چلی سوس اور 100gm ہاٹ اینڈ اسپائسی کیچپ بالکل مفت حاصل کریں۔
Shangrila
گارلک چلی سوس
Garlic Chilli Sauce
ECONOMY PAC
1Kg
Shangrila
HOT & SPICY
KETCH
FREE
2x100gm Sachet
Shangrila
گرین چلی سوس
GREEN CHILLI
SAUCE
www.shangrila.com.pk
ShangrilaPakistan

فہمِ قرآن

(آلِ عمران:96-99)

شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم

اِنَّ اَوَّلَ بَیۡتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیۡ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّ ھُدًی لِّلۡعٰلَمِیۡنَ 96

ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ سب سے پہلا گھر جو لوگوں (کی عبادت) کے لیے بنایا گیا، یقینی طور پر وہ ہے جو مکہ میں واقع ہے (اور) بنانے کے وقت ہی سے برکتوں والا اور دنیا جہاں کے لوگوں کے لیے ہدایت کا سامان ہے۔ 96

تشریح نمبر 1: یہ یہودیوں کے ایک اعتراض کا جواب ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ بنی اسرائیل کے تمام انبیائے کرام بیت المقدس کو اپنا قبلہ قرار دیتے آئے ہیں۔ مسلمانوں نے اسے چھوڑ کر مکہ کے کعبہ کو کیوں قبلہ بنالیا؟ آیت نے جواب یہ دیا کہ کعبہ تو بیت المقدس کی تعمیر سے بہت پہلے وجود میں آچکا تھا اور وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نشانی ہے، لہٰذا اُسے پھر سے قبلہ اور مقدس عبادت گاہ بنانا ہرگز قابلِ اعتراض نہیں۔

فِیۡہِ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبۡرٰہِیۡمَ ۬ۚ وَ مَنۡ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا ؕ
وَ لِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الۡبَیۡتِ مَنِ اسۡتَطَاعَ اِلَیۡہِ سَبِیۡلًا ؕ
وَ مَنۡ کَفَرَ فَاِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ عَنِ الۡعٰلَمِیۡنَ 97

ترجمہ: اس میں روشن نشانیاں ہیں، مقامِ ابراہیم ہے اور جو اس میں داخل ہوتا ہے امن پا جاتا ہے اور لوگوں میں سے جو لوگ اس تک پہنچنے کی استطاعت رکھتے ہوں، ان پر اللہ کے لیے اس گھر کا حج کرنا فرض ہے اور اگر کوئی انکار کرے تو اللہ دنیا جہان کے تمام لوگوں سے بے نیاز ہے۔ 97

قُلۡ یٰۤاَہۡلَ الۡکِتٰبِ لِمَ تَکۡفُرُوۡنَ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ ٭ۖ وَ اللّٰہُ شَہِیۡدٌ عَلٰی مَا تَعۡمَلُوۡنَ 98

ترجمہ: کہہ دو کہ "اے اہلِ کتاب! اللہ کی آیتوں کا کیوں انکار کرتے ہو؟ جو کچھ تم کرتے ہو، اللہ اس سب کا گواہ ہے۔" 98

قُلۡ یٰۤاَہۡلَ الۡکِتٰبِ لِمَ تَصُدُّوۡنَ عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ مَنۡ اٰمَنَ تَبۡغُوۡنَہَا عِوَجًا
وَّ اَنۡتُمۡ شُہَدَآءُ ؕ وَ مَا اللّٰہُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعۡمَلُوۡنَ 99

ترجمہ: کہہ دو کہ "اے اہلِ کتاب! اللہ کے راستے میں ٹیڑھ پیدا کرنے کی کوشش کرکے ایک مومن کے لیے اس میں کیوں رکاوٹ ڈالتے ہو، جب کہ تم خود حقیقتِ حال کے گواہ ہو؟ جو کچھ تم کر رہے ہو، اللہ اس سے غافل نہیں ہے۔" 99

تشریح نمبر 2: یہاں سے آیت نمبر 108 تک کی آیات ایک خاص واقعے کے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔ مدینہ منورہ میں دو قبیلے اوس اور خزرج کے نام سے آباد تھے۔ اسلام سے پہلے ان کے درمیان سخت دشمنی تھی اور دونوں میں وقتاً فوقتاً جنگیں ہوتی رہتی تھیں، جو بعض اوقات سالہا سال جاری رہتی تھیں۔ جب ان قبیلوں کے لوگ مسلمان ہوگئے تو اسلام کی برکت سے ان کی دشمنی ختم ہوگئی اور اسلام کے دامن میں آکر، وہ شیر و شکر ہو کر رہنے لگے۔ بعض یہودیوں کو ان کا یہ اتحاد ایک آنکھ نہیں بھاتا تھا۔ ایک مرتبہ دونوں قبیلوں کے لوگ ایک مجلس میں جمع تھے۔ ایک یہودی شماس بن قیس نے ان کے پیار و محبت کا یہ منظر دیکھا تو اس سے رہا نہ گیا اور اس نے ان کے درمیان پھوٹ ڈالنے کے لیے یہ ترکیب کی کہ ایک شخص سے کہا کہ اس مجلس میں وہ اشعار سنادو جو زمانۂ جاہلیت میں اوس اور خزرج کے شاعروں نے ایک لمبی جنگ کے دوران ایک دوسرے کے خلاف کہے تھے۔ اس شخص نے وہ اشعار سنانا شروع کر دیے، نتیجہ یہ ہوا کہ ان اشعار سے پرانی باتیں تازہ ہوگئیں۔ شروع میں دونوں قبیلوں کے لوگوں میں زبانی تکرار ہوئی، پھر بات بڑھ گئی اور آپس میں نئے سرے سے جنگ کی تاریخ اور وقت مقرر ہونے لگا۔ آنحضرت ﷺ کو علم ہوا تو آپ ﷺ کو سخت صدمہ ہوا۔ آپ ﷺ ان کے پاس تشریف لے گئے اور انھیں تنبیہ فرمائی کہ یہ سب شیطانی حرکت تھی۔ بالآخر آپ ﷺ کے سمجھانے سے یہ فتنہ ختم ہوا۔ ان آیتوں میں اللہ رب العزت نے پہلے تو یہودیوں سے خطاب کرکے فرمایا کہ اوّل تو تم کو خود ایمان لانا چاہیے اور اگر خود اس سعادت سے محروم ہو تو کم از کم ان لوگوں کے راستے میں رکاوٹ تو نہ ڈالو، جو ایمان لاچکے ہیں۔ اس کے بعد بڑے موثر انداز میں مسلمانوں کو نصیحت فرمائی ہے اور آخر میں باہمی جھگڑوں سے بچنے کا علاج بتایا ہے کہ اپنے آپ کو دین کی تبلیغ و دعوت میں مصروف کرلو تو اس سے اشاعتِ اسلام کے علاوہ یکجہتی بھی پیدا ہوگی۔

فہمِ حدیث

مولانا محمد منظور نعمانی رحمہ اللہ

عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مُرْنِیْ بِاَمْرٍ یَنْفَعُنِیَ اللّٰہُ بِہٖ
قَالَ عَلَیْكَ بِالصَّوْمِ فَاِنَّہٗ لَا مِثْلَ لَہٗ (سنن نسائی)

ترجمہ... حضرت ابو اُمامہ رضی تعالیٰ اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا: ”مجھے کسی عمل کا حکم فرمایئے، جس سے اللہ تعالیٰ مجھے نفع دے؟“ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”روزہ رکھا کرو، اس کی مثل کوئی بھی عمل نہیں ہے۔“

تشریح... نماز، روزہ، صدقہ، حج اور خلق اللہ کی خدمت وغیرہ اعمالِ صالحہ میں یہ بات مشترک ہونے کے باوجود کہ یہ سب تقربِ الی اللہ کا ذریعہ اور وسیلہ ہیں۔ ان کی الگ الگ کچھ خاص تاثیر اور خصوصیات بھی ہیں، جن میں یہ ایک دوسرے سے ممتاز اور منفرد ہیں۔ گویا

ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است

ان انفرادی اور امتیازی خصوصیات کے لحاظ سے ان میں سے ہر ایک کے بارے میں کہا جاسکتا ہے کہ ”اس کے مثل کوئی عمل نہیں“... مثلاً نفس کو مغلوب اور مقہور کرنے اور اس کی خواہشوں کو دبانے کے لحاظ سے کہا جاسکتا ہے کہ اس صفت میں کوئی دوسرا عمل روزہ کے مثل نہیں ہے... پس! حضرت ابو امامہؓ کی اس حدیث میں روزہ کے بارے میں جو فرمایا گیا ہے کہ ”اس کے مثل کوئی عمل نہیں“ اس کی حقیقت یہی سمجھنی چاہیے... نیز ملحوظ رہنا چاہیے کہ ابو امامہؓ کے خاص حالات میں ان کے لیے زیادہ نفع مند روزہ ہی تھا، اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو اسی کی ہدایت فرمائی اور اسی حدیث کی بعض روایات میں ہے کہ ابو امامہؓ نے یہ جواب پانے کے بعد دوبارہ اور سہ بارہ بھی عرض کیا کہ ”مجھے کسی عمل کا حکم فرمایئے، جس کو میں کیا کروں۔“ تو ہر دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روزہ ہی کی ہدایت فرمائی اور ارشاد فرمایا: ”بس روزہ رکھا کرو، اس کے مثل کوئی دوسرا عمل نہیں ہے۔“ یعنی تمہارے خاص حالات میں تم کو اسی سے زیادہ نفع ہوگا۔ واللہ اعلم

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ
مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاِحْتِسَابًا غُفِرَ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ
وَمَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاِحْتِسَابًا غُفِرَ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ
وَمَنْ قَامَ لَیْلَۃَ الْقَدْرِ اِیْمَانًا وَّاِحْتِسَابًا غُفِرَ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ

ترجمہ... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”جو لوگ رمضان کے روزے ایمان واحتساب کے ساتھ رکھیں گے، ان کے سب گزشتہ گناہ معاف کر دیے جائیں گے اور ایسے ہی جو لوگ ایمان اور احتساب کے ساتھ رمضان کی راتوں میں نوافل (تراویح و تہجد) پڑھیں گے، ان کے بھی سب پچھلے گناہ معاف کردیے جائیں گے اور اسی طرح جو لوگ شبِ قدر میں ایمان واحتساب کے ساتھ نوافل پڑھیں گے، ان کے بھی سارے پہلے گناہ معاف کردیے جائیں گے۔ (صحیح بخاری و مسلم)

تشریح... اس حدیث میں رمضان کے روزوں، اس کی راتوں کے نوافل اور خصوصیت سے شبِ قدر کے نوافل کو پچھلے گناہوں کی مغفرت اور معافی کا یقینی وسیلہ بتایا گیا ہے۔ بشرطیکہ یہ روزے اور نوافل ایمان واحتساب کے ساتھ ہوں۔ یہ ایمان واحتساب خاص دینی اصطلاحیں ہیں اور ان کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ جو نیک عمل کیا جائے اس کی بنیاد اور اس کا محرّک بس اللہ ورسول کو ماننا اور اس کے وعدہ، وعید پر یقین لانا اور ان کے بتائے ہوئے اجر وثواب کی طمع اور امید ہی ہو، کوئی دوسرا جذبہ اور مقصد اس کا محرّک نہ ہو۔ اسی ایمان واحتساب سے ہمارے اعمال کا تعلق اللہ سے جڑتا ہے، بل کہ یہی ایمان واحتساب ہمارے اعمال کے قلب وروح ہیں، اگر یہ نہ ہوں تو پھر ظاہر کے لحاظ سے بڑے سے بڑے اعمال بھی بے جان اور کھوکھلے ہیں، جو خدانخواستہ قیامت کے دن کھوٹے سکّے ثابت ہوں گے اور ایمان واحتساب کے ساتھ بندوں کا ایک عمل بھی اللہ کے ہاں اتنا عزیز اور قیمتی ہے کہ اس کے صدقہ اور طُفیل میں اس کے برسہا برس کے گناہ معاف ہوسکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایمان و احتساب کی یہ صفت اپنے فضل سے نصیب فرمائے۔ آمین!

رمضان

کس طرح گزارا جائے

حضرت مولانا عبدالستار حفظہ اللہ

سچی بات: حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے ''سارے سال برسنے والی رحمتوں کی مثال اس مہینے میں ہونے والی رحمتوں کے مقابلے میں ایسی ہی ہے جیسے قطرے کی سمندر کے ساتھ۔'' یہ مقدس مہینہ گویا نیکیوں اور عبادات کا ایسا موسم بہار ہے کہ امیر کا محل ہو یا غریب کی جھونپڑی، جاہل کے دن رات ہوں یا نیکوکار کے شب و روز سبھی کی زندگی میں عبادت کا نور نظر آنے لگتا ہے۔ بہت ہی خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو اس ماہ میں زیادہ سے زیادہ نیکیاں کمانے میں لگے رہتے ہیں اور سچی بات ہے وہی شخص اس مقدس مہینے میں کی برکات سے محروم رہتا ہے، جو حیا کی دولت سے محروم ہو چکا ہو، کھلم کھلا بے شرمی میں مبتلا ہو، ورنہ وہ شخص جسے اللہ ذرا بھی ایمان کی روشنی عطا فرمائے وہ اگر سفر یا بیماری کی وجہ سے روزہ نہیں بھی رکھ پاتا تو بھی چھپ کر کھانے پینے کو ترجیح دیتا ہے۔ اور ہمارا شاندار ماضی بتاتا ہے کہ جب تک مسلمان حکومتوں کی باگ ڈور اچھے مسلم حکمرانوں کے پاس ہوتی تھی اس وقت مسلمان تو کیا کافر بھی اس مقدس مہینے کا احترام کیا کرتے تھے۔

باہمت مسلمان: شیخ الاسلام حضرت مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم فرماتے ہیں، کمیونزم نے ہر ملک میں مسلمانوں پر ظلم کیا ہے لیکن البانیہ میں ظلم کے جیسے پہاڑ توڑے گئے، اس کی مثال نہیں ملتی۔ اگر کوئی مسلمان نماز پڑھتا تو اس کی سزا پھانسی ہوتی، رمضان کی راتوں میں فوجی چکر لگاتے کسی گھر سے روشنی آتی تو یہ خیال کرتے کہ روزے کہ تیاری کر رہے ہوں گے، ایسے گھر والوں کو سزا ملا کرتی تھی، اگر کسی کے بارے میں پتا چل جاتا کہ روزے سے ہے تو خنزیر اور شراب سے اس کا روزہ تڑوا دیتے، اس سب کے باوجود وہاں کے مسلمان اتنے باہمت تھے کہ پورے صبر کے ساتھ روزہ مکمل کرتے۔

چار کام: اللہ کے کئی بندے ایک ہی رمضان میں اللہ کے ولی بن جاتے ہیں، ان کی زندگی بدلنے کے لیے ایک رمضان ہی کافی ہے، یہ اتنا عالی مہینا ہے کہ ہر شخص اپنی ہمت، بساط اور کوشش کے مطابق فائدہ اٹھا سکتا ہے، اس بابرکت مہینے کو بس رسمًا نہ گزارا جائے، روزہ رکھ لیا، سحری کے وقت سحری کر لی، افطار کے وقت افطار کر لیا، رات تراویح پڑھ لی، اس مہینے کا تقاضا یہ ہے کہ اس کے ہر ہر لمحے کو قیمتی بنایا جائے، اس مہینے کے آداب کا خیال رکھا جائے، ادب کا تقاضا ہے کہ فضول دیکھنے، سننے، بولنے سوچنے

سے بچا جائے۔ سچی بات یہ ہے کہ اگر ہم فضولیات سے اپنے آپ کو بچالیں تو ایک حفاظتی باڑ ہو جائے گی گناہ کی وادی میں پڑنے سے بچ جائیں گے۔ نیز رمضان کو زیادہ سے زیادہ قیمتی بنانے کے لیے چار چیزوں کا خوب خوب اہتمام ہو!

1۔ صدقہ وخیرات: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ سخی تھے ،لیکن رمضان میں تو آپ کی سخاوت کے دریا بہا کرتے تھے۔ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ظاہری حیثیت سے بڑھ کر دیا کرتے تھے‘ پتا چلا یہ مہینا پیسے کمانے کا نہیں بلکہ خرچ کرنے کا ہے‘ اللہ کے لیے دینے اور نیکیاں کمانے کا ہے۔ اس لیے رمضان میں صدقہ وخیرات اور ہدایا زیادہ سے زیادہ دیے جائیں۔ سحری اور افطاری کروانے کا اہتمام کیا جائے! لیکن جو بھی دیں‘ اللہ کی رضا کے لیے دیں‘ شکریے اور بدلے میں زیادہ بڑے ہدیے کی امید نہ رکھیں۔

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہدیے دیا کرو‘ اس سے آپس میں محبتیں بڑھتی ہیں‘ آج کل ہمارے ہدایا سے نفرتیں بڑھتی ہیں‘ اس لیے کہ ان کے اندر اخلاص نہیں ہوتا‘ دینے اور لینے کے مقابلے ہوتے ہیں

2نوافل کا اہتمام: اس مہینے میں نفل نماز کا زیادہ سے زیادہ اہتمام کرنا چاہیے‘ تہجد‘ اوابین‘ اشراق‘ چاشت‘ اگر ہم پہلے صرف فرض پڑھ رہے ہیں تو نفل کا اہتمام کرنا شروع کردیں اور اگر نوافل بھی معمول میں شامل ہیں تو تعداد زیادہ کرلیں‘ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی کیفیت میں اضافہ فرما دیا کرتے تھے‘ کیفیت میں اضافہ کر کے ہم بھی اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کر سکتے ہیں‘ قیام لمبا کر لیا جائے‘ رکوع اور سجدے لمبے کر دیے جائیں‘ یہ بھی کوشش رہنی چاہیے کہ اذان ہوتے ہی مسجد پہنچ جائیں نوافل اور تسبیحات میں لگ جائیں۔

3تلاوت قرآن: رمضان میں حضرت جبرئیل امین آتے اور نبی کریم صلی الہ علیہ وسلم کو قرآن سناتے‘ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت جبرئیل کو قرآن سناتے‘ اس طرح دور ہو جاتا‘ قرآن کو بھی پڑھنے کا افضل طریقہ یہ ہے کہ جتنا بھی یاد ہو‘ اس کو نوافل میں پڑھ لیا جائے‘ ثواب کئی گنا بڑھ جاتا ہے‘ کم یاد ہے تو جتنا یاد ہے اس کو نوافل میں پڑھیں‘ باقی ترتیب سے پڑھتے رہیں اگر نیت کرلیں کہ رمضان میں پندرہ قرآن پڑھوں گا تو پندرہ بھی پڑھ لیں گے‘ پندرہ نہ بھی ہو سکے تو بارہ تیرہ ضرور ہو جائیں گے۔ تلاوت کے آداب کا لحاظ رکھ کر پڑھنا چاہیے‘ باوضو ہو کر خوشبو لگا کر‘ نیت یہ ہونی چاہیے کہ میں پڑھ رہا ہوں میرا رب سن رہا ہے۔

رب کی فرمائش: اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابی حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”کعب قرآن سناؤ‘ اللہ نے کہا ہے۔“

پوچھا: ”اللہ نے کہا ہے؟“ فرمایا: ”ہاں اللہ نے کہا ہے۔“

اور واقعی اللہ نے کہا تھا کہ کعب سے کہیے قرآن پڑھیں‘ اللہ کو بہت پسند آتا ہے اپنے بندے کا قرآن‘ یہ نہ دیکھے میری آواز کیسی ہے! یہ تو درد دل اور محبت کی بات ہے۔

4دعائیں مانگنا: دعا کرنا عبادت ہے اور یہ ایسی عبادت ہے کہ اس کے لیے نماز پڑھنا ضروری نہیں‘ اکیلے بیٹھے بیٹھے خیال آیا اللہ سے مانگنا شروع کردوں مانگنا شروع کردے‘ نماز سے پہلے بھی مانگ سکتا ہے اور بعد میں بھی مانگ سکتا ہے‘ گڑگڑا کر مانگے‘ رو دھو کر۔ اللہ دینے‘ عطا فرمانے پر تیار ہے رات کے وقت منادی ہوتی ہے۔ اٹھو‘ اللہ سے مانگو‘ افطار کے وقت خاص طور دعائیں قبول ہوتی ہیں۔

نیت اور کیفیت: عبادات کی روح پیدا کرنے کے لیے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے: جس نے ایمان کی حالت میں اور اجر و ثواب کی نیت سے رمضان کے روزے رکھے تو اللہ اس کے گناہوں کو معاف فرمائے گا‘ اس پر توجہ رہنی چاہیے یہ نہیں فرمایا جس نے رمضان کے روزے رکھے اللہ اس کی بخشش فرمادیں گے‘ بلکہ فرمایا جس نے ایمان کی حالت میں اور اجر ثواب کی نیت رکھ کر روزے رکھے۔۔۔ گویا عبادات کی روح تبھی حاصل ہو گی جب نیت بھی درست ہو اور کیفیت بھی درست ہو!

اعتکاف: رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف کا اہتمام کرنا چاہیے‘ اگر ممکن نہ ہو‘ مجبوری ہو تو روزانہ آٹھ‘ نو گھنٹے نفلی اعتکاف کی نیت سے مسجد میں گزاریں‘ جس میں صرف اللہ سے باتیں ہوں تلاوت ہو رہی ہو‘ ذکر ہو رہا ہو‘ نفل ہو رہے ہوں‘ دعائیں مانگی جارہی ہوں۔ اور یہ جو اعتکاف میں کپڑا لٹکاتے ہیں‘ اس کے بھی بڑے فائدے ہیں‘ یہ اس لیے ہوتا ہے کہ اندر کوئی نہیں جائے گا‘ بعض اوقات مریض کی حالت ایسی ہوتی ہے کہ اسے خاص وارڈ میں رکھتے ہیں ہر ایک اندر نہیں جائے گا‘ کیوں کہ کیس بہت سیریس ہے۔

عادت نہیں عبادت: بسا اوقات اس مہینے میں روزے بھی رکھے جاتے ہیں‘ سحر و افطار کا بھی اہتمام کیا جاتا ہے‘ لیکن انسان کے اندر جو روح ہے اس کو غذا پہنچانے میں انسان کوتاہی سے کام لے رہا ہوتا ہے! روزے کا مقصد تو لذت پرستی کا خاتمہ ہے‘ تاکہ روح کی صفائی اور پاکیزگی آئے لیکن جب سحر و افطار میں اسراف کا سلسلہ ہو‘ وہی پیٹ بھر بلکہ اس سے بھی زیادہ کھانے کی حرص‘ وہی رات کی غفلت کی زندگی‘ دن کے اکثر حصے میں بھی سونے کا اہتمام اس سے روزے کا فرض تو پورا ہو جائے گا‘ عبادت کی روح حاصل نہیں ہو گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے بہت سے ایسے روزے دار ہیں جنھیں بجز بھوکا پیاسا رہنے کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

شاید ایسے لوگ روزہ اس لیے رکھتے ہیں سب لوگ روزہ رکھ رہے ہیں‘ ہم نہ رکھیں تو لوگ کیا کہیں گے! یعنی روزہ عبادت نہیں عادت بن جائے گا‘ جب کہ ہمیں عادت نہیں عبادت سمجھ کر اس کی روح کے مطابق کرنے کا حکم دیا گیا ہے!

رمضان کی عبادت اور اس کی برکت

شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان

رمضان کی عبادت اور اس کی برکت

حقیقت یہ ہے کہ اگر روزہ کو اس کے آداب اور تمام حقوق کی رعایت کے ساتھ رکھا جائے تو آدمی کی کایا پلٹ جاتی ہے۔ صرف یہی نہیں ہوتا کہ وہ سحری کھاتا ہے اور افطار تک بھوکا رہتا ہے اور تراویح پڑھتا ہے' قرآن مجید سنتا ہے... نا! نا! یہ سارے کام اللہ رب العزت کے حکم کی تعمیل میں کرتا ہے اور اپنی راحت کو قربان کرتا ہے۔ بغیر ناشتے کے تو اس کا دوپہر میں دم نکل جایا کرتا تھا اور اب وہ صبح سے لے کر ناشتے تک بھوکا پیاسا رہتا ہے۔ کام بھی کرتا ہے اور خوش بھی ہوتا ہے۔ اللہ روزے کی توفیق عطا فرمائے۔

جب ایک روزہ پورا ہوتا ہے' اس کی خوشی میں اضافہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ سعادت بخشی ہے۔ تراویح پڑھتا ہے' کھانا کھایا ہوا ہے' پیٹ بھاری ہے' عشاء کی نماز ویسے ہی دوسری نمازوں سے کون سی کم ہے؟ اب بیس رکعت اور... اور وہ اس طرح کہ امام صاحب اس میں ایک پارہ تلاوت کریں گے' سوا پارہ تلاوت کریں گے اور کہیں ڈیڑھ پارہ پڑھا جارہا ہے۔ کہیں دو ہیں' کہیں تین ہیں' کہیں دس ہیں' کہیں پندرہ بھی ہیں اور ایسے بھی لوگ ہیں جو ایک رات میں پورا قرآن ختم کرلیتے ہیں' لیکن یہ شوق وذوق کے ساتھ اس کے ساتھ شامل ہے۔

رمضان نفس پر غلبہ کا موسم ہے: آپ کا رمضان میں تزکیہ ہو رہا ہے اور آپ قیمتی بن رہے ہیں۔ آپ کے روحانی جذبات میں ابھار ہے۔ ایک شوق کی کیفیت ہے۔ آپ اذان سنتے ہی مسجد کی طرف رواں دواں چلے آرہے ہیں۔ نماز بھی پڑھ رہے ہیں' تلاوت بھی کر رہے ہیں' ذکر بھی کر رہے ہیں' دعا بھی کر رہے ہیں' روزے اور تراویح کا اہتمام بھی ہے تو ظاہر ہے کہ اس ماحول میں جہاں نفس پر غلبہ حاصل کیا جارہا ہے' نفس کی اس وقت کوئی حیثیت نہیں ہے... وہ آپ کے سامنے ہتھیار ڈالے ہوئے ہے۔ شیطان کی اس وقت کوئی حیثیت نہیں ہے... وہ آپ سے اس وقت بالکل عاجز اور بے بس ہے' اس لیے کہ آپ نے فیصلہ کیا ہوا ہے کہ ہم نے تو یہ روزے بھی رکھنے ہیں' تراویح بھی پڑھنی ہے' تلاوت بھی کرنی ہے' ذکر بھی کرنا ہے اور دعا بھی مانگنی ہے۔ کیوں جی... ! ! یہی ارادہ اگر آپ ہمیشہ کے لیے کر لیں تو کیا پھر شیطان اور نفس آپ پر غالب آسکتے ہیں...؟؟ ہرگز نہیں... ! !

اور اس وقت جو کیفیت آپ کے قلوب کی ہے۔ یہ کیفیت کیا پسندیدہ کیفیت نہیں ہے؟ یقیناً پسندیدہ ہے تو اس کو باقی رکھنا چاہیے۔ ہمارے حضور ﷺ کا مقام اور آپ ﷺ کی شان اور رتبہ کتنا بلند تھا؟ اس کے باوجود آپ ﷺ رمضان کی آمد کا رجب سے اہتمام کرتے تھے۔ دو مہینے پہلے سے آپ ﷺ اس کی تیاری کرتے تھے اور اس کا اہتمام کرتے تھے۔

دوستو! عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ موسم روحانیت کو فروغ دینے' روحانی صحت حاصل کرنے اور اپنی روحانیت کو قوی سے قوی تر بنانے کا ہے اور شیطان اور نفس کے مقابلے میں غلبہ حاصل کرنے کا موسم ہے... اور یہ عملی طور پر ہو رہا ہے۔ ہم اس کا مشاہدہ کر رہے ہیں کہ یہ ہو رہا ہے۔

رمضان جیسا ذوقِ عبادت باقی مہینوں میں بھی ہونا چاہیے: یہ جو اللہ تعالیٰ نے ایک مہینہ ہمیں عنایت فرمایا ہے۔ یہ بات ایک مہینہ تک نہ رہ جائے کہ یہ سلسلہ آئندہ بھی رہنا چاہیے اور اس کی صورت یہ ہے کہ ہم ان مبارک ساعات اور مبارک اوقات میں اللہ سے دعائیں کریں کہ اے اللہ! ہماری اس کیفیت کو موت تک قائم اور برقرار رکھ۔ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اس کو قائم اور برقرار رکھ۔ رمضان المبارک کے بعد روزہ تو فرض نہیں ہوگا' لیکن نماز تو فرض رہے گی اور نفس کو مغلوب کرنا اور شیطان کے مقابلے میں قوت حاصل کرنا اور اس کو دبانا' یہ ہر وقت ضروری ہے' اس کے بغیر کام نہیں چلتا ہے۔ رمضان کے بعد نہ روزہ ہے اور نہ تراویح ہے۔ روزہ اگر ہے تو وہ نفلی ہے۔ تراویح نفلی بھی نہیں ہے۔ تراویح اس وقت جو آپ پڑھتے ہیں' وہ سنت ہے اور وہ رمضان کے بعد نہیں ہے۔ البتہ اگر دوسرے نوافل کی اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے تو بڑی خیر کی بات ہے' اس لیے نوافل کا اہتمام ہونا چاہیے' کچھ نفلی روزے بھی رکھے جائیں۔

رمضان كريم

NEW

Zaiby Jewellers

CLIFTON

AVAIL THE WORLD'S
CLASSIC JEWELLERY

S-11 Yousuf Grand Square, Clifton Block-8, Karachi Pakistan.
newzaibyjewellers@gmail.com 021-358-35455, 021-358-35488
NewZaibyJewellers

رمضان کریم میں قرآن کی بہار

حذیفہ رفیق

اِس ماہِ مبارک کا کلام پاک سے خصوصی جوڑ ہے۔ دونوں کو اللہ تعالیٰ نے بھی ایک ساتھ بیان فرمایا ہے۔ ہمارے بڑے رمضان المبارک کے مہینے میں تلاوت کا بہت اہتمام کرتے تھے۔ کیا ہی اچھا ہو کہ ہماری تلاوت میں بھی وہ رنگ نظر آنے لگے، جو اسلاف کی تلاوت میں تھا۔

پیارے نبی ﷺ سے لے کر صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین، تابعین، تبع تابعین اور ان کے بعد کے علما و اولیا تقریباً سب میں قرآن کا وہ رنگ نظر آتا ہے جو خود قرآن نے بیان کیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا (انفال: 2-4)

"بے شک ایمان والے تو وہی لوگ ہیں کہ جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں۔ جب ان پر اللہ کے کلام کی آیات تلاوت کی جاتی ہیں تو ان کے ایمان میں اضافہ ہو جاتا ہے اور وہ اپنے رب پر ہی بھروسہ رکھتے ہیں، جو نماز قائم کرتے ہیں اور ہم نے انھیں جو کچھ عطا کیا ہے، اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ یہی لوگ درحقیقت ایمان والے ہیں۔" بات یہ ہے کہ تلاوت تو ہم بھی کر رہے ہیں، نہ دل ڈر رہا ہے اور نہ ہی ایمان بڑھ رہا ہے، حالاں کہ اس دھرتی پر ایسے لوگ بھی گزرے ہیں، قرآن نے جن کے دلوں کو جھنجھوڑ دیا، رونگٹے کھڑے کر دیے، جسم پر کپکپی طاری کر دی اور آنکھوں میں آنسو جاری کرا دیے، حقیقت یہ ہے کہ ان کے دل زندہ تھے...!!

آگے ایسے ہی اسلاف کے چند نمونے پیشِ خدمت ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں کو بھی زندہ فرما دیں اور ہمیں بھی قرآن سے اثر لینے والا بنائے۔ آمین

- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا:

اِنَّ لَدَيْنَآ اَنْكَالًا وَّجَحِيْمًا (مزمل: 12)

"یقیناً ہمارے پاس بیڑیاں بھی ہیں اور دوزخ بھی۔"

یہ سنتے ہی بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ (کنزالعمال: 18644)

- حضرت عمرؓ نے فجر کی نماز میں جب سورۂ یوسف کی یہ آیت پڑھی:

قَالَ اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ (یوسف: 86)

"یعقوب نے کہا: میں اللہ ہی سے اپنے دکھ اور رنج و الم کا گلہ کر رہا ہوں۔"

تو اتنا روئے کہ آخری صفوں تک آپ کے رونے کی آواز سنی جاتی۔

(شعب الایمان: 414/3)

- ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ مَّا لَهٗ مِنْ دَافِعٍ (طور: 7-8)

"(مختلف چیزوں کی قسم اٹھا کر فرمایا گیا ہے) کہ آپ کے پروردگار کا عذاب ضرور واقع ہو کر رہے گا۔ اس کو کوئی ٹال نہیں سکتا۔"

اس کو پڑھ کر آپ کا سانس پھولنے لگا اور اس قدر بیمار ہو گئے کہ بستر سے اٹھنے کی ہمت نہ رہی، پھر 20 دن تک بستر پر ہی رہے۔ لوگ آپ کی عیادت کے لیے آتے تھے۔

(کنزالعمال: 35832)

● حضرت قاسم رحمۃ اللہ علیہ، امّ المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے ہیں اور مدینہ منورہ میں سات بڑے فقہا میں ان کا شمار ہوتا ہے، جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے زمانے میں فتویٰ دیا کرتے تھے، وہ فرماتے ہیں: "میں صبح گھر سے نکلتا تو پہلے خالہ جان ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر آ کر آپؓ سے سلام دعا کرتا۔ ایک روز میں آیا تو خالہ جان کھڑیں نوافل میں مشغول تھیں اور نماز میں یہ آیت تلاوت فرما رہی تھیں:

فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَوَقٰىنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ (طور: 72)

"اللہ نے ہم پر بڑا ہی احسان فرمادیا اور ہمیں جھلسا دینے والی گرم ہوا کے عذاب سے بچا لیا۔" اس آیت کو بار بار دُہرا رہی تھیں۔ (ام المومنین! یہاں نماز میں کیا دعا مانگ رہی تھیں؟ یہ اگلی روایت میں ہے) میں کھڑے کھڑے جب تھک گیا تو اپنے کام سے بازار چلا گیا، جب واپس آیا تو خالہ جان اسی طرح کھڑی تھیں اور نماز میں روئے جا رہی تھیں...!"

(حلیۃ الاولیا: 292/1)

☆ حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اس آیت سے گزری:

فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَوَقٰىنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ (طور: 27)

تو یوں دعا مانگی: "اے اللہ! ہم پر بھی احسان فرمائیے اور ہمیں بھی جھلسا دینے والی گرم ہوا کے عذاب سے بچا لیجیے۔ یقیناً آپ بڑے محسن اور مہربان ہیں!"

حضرت اعمش رحمۃ اللہ علیہ (ایک محدّث ہیں، انھوں نے یہ روایت نقل کی تو ان سے) پوچھا گیا: "کیا نماز میں... (ام المومنین! نے یہ دعا مانگی تھی)؟"

فرمایا: "بالکل! نماز میں ہی مانگی۔" (مصنف ابن ابی شیبہ: 5882)

وضاحت: نفل نماز میں اگر تلاوت کے دوران آیتِ رحمت آئے تو اللہ تعالیٰ سے رحمت کی دعا مانگنا اور عذاب کی آیت آئے تو عذاب سے پناہ مانگنا... سنت ہے!! چناں چہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ایک رات نبی ﷺ کے ساتھ نفل نماز ادا فرمائی تو فرماتے ہیں کہ "آپ ﷺ (نماز میں) تلاوت کے دوران اگر کسی ایسی آیت سے گزرتے، جس میں رحمت کا تذکرہ ہوتا تو ٹھہر کر (رحمت کی) دعا مانگتے اور اگر کسی آیت میں عذاب کا ذکر ہوتا تو تلاوت روک کر (اس عذاب سے) پناہ مانگتے۔"

(ابوداؤد: 871، ترمذی: 262)

● حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے غلام بھی تھے اور شاگرد بھی۔ ان ہی کی صحبت میں رہ کر بہت بڑے عالم بھی بنے، وہ فرماتے ہیں کہ "حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جب بھی سورۂ بقرہ کی یہ آیت تلاوت فرماتے:

لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ

وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ (بقرہ: 284)

"تمہارے دل میں جو باتیں ہیں، ان کو ظاہر کرو یا چھپاؤ۔ اللہ! تم سے اس کا حساب لیں گے۔" تو آپؓ خوب روتے اور فرماتے: "یہ حساب بہت بھاری اور مشکل ہے۔"

(الزہد، احمد بن حنبلؒ: 1070، صفۃ الصفوۃ: 203/1)

● حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ ہی فرماتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما جب یہ آیت تلاوت فرماتے:

اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ (حدید: 16)

ترجمہ: "کیا مسلمانوں کے لیے ابھی تک اس بات کا وقت نہیں آیا کہ اللہ کے ذکر سے اُن کے دل پگھل جائیں۔" تو آپ اتنا روتے کہ رو رو کر بدحال ہو جاتے۔

(حلیۃ الاولیاء: 305/1)

● ایک دفعہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ آیات تلاوت فرمائیں:

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ

وَاِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ اَلَا يَظُنُّ اُولٰٓئِكَ اَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ

لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ يَوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (مطففین: 1-6)

اور پھر اتنا روئے کہ ہچکیاں بندھ گئیں اور اس کے آگے نہ پڑھ سکے۔ اِن آیات کا ترجمہ یہ ہے: "ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لیے بڑی ہلاکت ہے۔ وہ ناپ تول کر لوگوں سے لیں تو پورا پورا لیں اور جب ان کو ناپ کر یا تول کر دیں تو کم کر کے دیں۔ کیا اِن کو اس کا یقین نہیں ہے کہ وہ ایک بڑے سخت دن میں دوبارہ زندہ کیے جائیں گے، جس دن تمام لوگ سارے جہاں کے پروردگار کے حضور میں کھڑے ہوں گے۔"

(الزہد: 1069، صفۃ الصفوۃ: 203/1)

● عبداللہ بن ابی مُلیکہ کہتے ہیں: "میں نے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ تک کا سفر کیا۔ آپ رات کا تقریباً آدھا حصہ نوافل میں گزارتے تھے۔" کسی نے پوچھا: "وہ (نماز میں) قرآن کیسے پڑھتے تھے؟" فرمانے لگے: "ایک دفعہ یہ آیت تلاوت فرمائی:

وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ (ق: 19)

ترجمہ: "موت کی بے ہوشی یقیناً آ کر رہے گی، یہی تو وہ چیز ہے، جس سے تو بدکا کرتا تھا۔" اور پھر اسی آیت کو بار بار دُہرا رہے تھے اور بلک بلک کر رو رہے تھے!"

(حلیہ الاولیا: 327/1)

● حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک عرب مہمان آیا۔ آپ نے اس کو اپنے یہاں ٹھہرایا اور اس کا اکرام فرمایا اور رسول اللہ ﷺ سے اس کی سفارش فرمائی۔ بعد میں وہ حضرت عامر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا: "میں نے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی، چناں چہ آپ ﷺ نے عرب کی ایک زمین میرے نام کر دی ہے۔ میری خواہش ہے کہ اس میں سے ایک ٹکڑا آپ بھی قبول کر لیں، جو آپ کے بھی کام آئے گا اور آپ کے بعد آپ کی اولاد کا ہو جائے گا۔" حضرت عامر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "نہیں بھائی...!! مجھے تمہاری زمین کا ٹکڑا وغیرہ کچھ نہیں چاہیے۔ آج قرآن پاک کی ایک ایسی سورت نازل ہوئی ہے، جس نے ہمارے دل ودماغ دنیا سے پھیر دیے ہیں۔"

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ (انبیاء: 1)

ترجمہ: "لوگوں کے حساب کا وقت قریب آچکا ہے، تب بھی لوگ بے توجہی کے ساتھ منہ پھیرے ہی ہوئے ہیں۔" (تفسیر ابن کثیر: 356/4) اللہ تعالیٰ ہمیں رمضان اور قرآن کی قدردانی عطا فرمائے۔ آمین!

اہلِ شام اور نصرت کے پھول

محمد کاشف تبسم

شام کی سرزمین .... کیسی مقدس جگہ ہے .... انبیاء کا مسکن .... اولیاء اللہ کی جائے پناہ .... نامور محدثین اور علمائے کرام کا علمی مرکز

آپ ﷺ نے شام میں برکت کی دعا فرمائی تھی۔ یہاں تو پہلے ہی برکات تھیں، اب اللہ کے نبی ﷺ کی دعا سے قیامت تک یہ زمین کا مبارک ٹکڑا خیر و برکت کا ٹھکانہ بن گیا۔

حرمین شریفین کے بعد شام ہی مسلمانوں کا محبوب ترین خطہ ہے۔ فلسطین اور مسجدِ اقصی شام ہی کا حصہ ہیں۔

کئی انبیا کے مزارات، نامور صحابہ اور عظیم فاتحین سمیت اولیاء اور علماء کی قبور سے شام بقعہ نور ہے،

روئے زمین کے ہر زمانہ میں چالیس ابدال یعنی وقت کے سب سے بڑے بزرگوں کا تعلق بھی شام سے بتایا جاتا ہے۔

یہاں اہل علم کی کثرت اور ان کے علمی کارناموں کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے شام کے شہر دمشق کی تاریخ اسّی جلدوں میں لکھی، تاریخِ دمشق میں وہاں کے علماء کا تذکرہ ہے۔

قربِ قیامت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنوں کے وقت شام کی طرف ہجرت کی تلقین فرمائی۔

حضرت عیسی علیہ السلام کا نزول اور امام مہدی علیہ الرضوان کی آمد بھی شام میں ہوگی،

یوں شام کی طرف مسلمانوں کے قافلے پوری دنیا سے روانہ ہوں گے، نصرت کے پھول نچھاور کیے جائیں گے،

یہ نصرت اسلام کی نصرت ہوگی، جان و مال سے اہلِ ایماں کی نصرت کے دیپ روشن ہوں گے اور پھر اسلام ہی پوری دنیا پر غالب آجائے گا۔

یہ سب آنے والے حالات اور پیشن گوئیاں احادیث سے ثابت ہیں اور آج شام کے حالات ٹھیک اسی رخ پر جارہے ہیں۔

جب شام پر قربِ قیامت کی شام چھانے لگے گی تو اس وقت بھی خوش قسمت مسلمان نصرت کا فریضہ زندہ کریں گے

اور آج بھی اہلِ شام کی نصرت ہمارا اسلامی فریضہ بھی ہے اور ایمانی غیرت کا تقاضہ بھی .... یہ انسانی ہمدردی بھی ہے اور اخلاقی ذمہ داری بھی !!!

نصرت ہے کیا؟؟؟ نصرت اپنے مسلمان بھائیوں کا درد محسوس کرکے ان کی حسبِ استطاعت مدد کرنے کا نام ہے،

ان کے لیے تڑپنا، دعائیں مانگنا، دوسروں کو ان کی مدد کی طرف متوجہ کرنا اور احساس کی شمعٔ روشن کرکے دیے سے دیا جلاتے جانا ہے۔

اگر نصرت میں ہم اپنی ضروریات کم کرکے دوسروں کو ترجیح دیں، تو یہ نصرت کا اعلی درجہ ہے، جسے "ایثار" کہتے ہیں

اور جب ہمارے دلوں میں اسلامی اخوت اور بھائی چارے کا جذبہ ہوگا تو اپنے دنیا بھر کے مسلمان بھائیوں کی نصرت کرنا ہمارے لیے خوشی کا سامان ہوگا۔

اگر ہم اپنی ضروریات کو کم کرکے ایثار نہیں کرسکتے تو کم از کم ہم اپنی فضولیات کو ختم کرکے نصرت کی مبارک مہم میں حصہ شامل کرسکتے ہیں !

مسلمان تو اسلامی اور ایمانی اخوت کے مبارک رشتے میں جڑے ہیں، یہی وہ رشتہ ہے جس کی بنیاد پر ہم پوری دنیا کے مسلمانوں کے دکھ اور تکلیف میں برابر شریک ہوتے ہیں،

کیوں کہ پوری امتِ مسلمہ ایک وجود، ایک جسم اور ایک عمارت کی طرح ہے، اگر آنکھ یا سر میں درد اٹھتا ہے تو سارا بدن تڑپتا رہتا ہے،

اسی طرح دنیا کے کسی بھی کنارے میں مسلمانوں پر ٹوٹنے والی آفت یا آزمائش سے سارے مسلمان بے چینی اور کربِ کا شکار نظر آتے ہیں،

شام کے گلی کوچوں میں آگ اور بارود کی برستی بارش نے ہر درد مند مسلمان کا دل دکھی اور آنکھیں پُرنم کردی ہیں،

ماں باپ سے محروم سسکتے بچے، درد کی ٹیسوں سے کراہتے زخمی اور بے گھر اجڑے مہاجرین ہماری نصرت کے منتظر ہیں،

اہل شام کی نصرت اسلام کی نصرت ہے، امت مسلمہ کے بہترین لوگوں کی نصرت ..... خدارا! اہل شام کی نصرت سے آپ اللہ کی نصرت حاصل کریں

ورنہ کہیں ایسا نہ ہو کہیں اس بابرکت زمین کے نیک لوگوں کی اس مشکل ترین گھڑی میں نصرت سے غافل ہو کر اللہ کی پکڑ کا شکار ہوجائیں !

بیت السلام ویلفیر ٹرسٹ کی طرف سے نصرت مہم کا باغ لگایا جاچکا ہے، جہاں سے نصرت کے پھول اہل شام تک پہنچائے جارہے ہیں،

پاکستان بھر سے ضروری اشیائے خوردونوش پر مشتمل کنٹینرز۔۔۔ شام روانہ۔۔۔ وہ بھی روزانہ !!!

کیا ہماری طرف سے بھی نصرت کا کوئی پھول شام کے کسی بے سہارا خاندان تک پہنچا ہے؟

آیئے! رمضان کے بابرکت مہینے سے نصرت مہم میں شرکت کا آغاز کیجیے .... زیادہ سے زیادہ نصرت پیکج خریدیے

تاکہ اس بابرکت کام میں اپنا بھی بھرپور حصہ رہے اور اجڑتے شام میں نصرت کے برستے پھولوں میں کچھ کلیاں اور چند پتیاں ہماری بھی شامل ہوجائیں

یہی نصرت کے پھول اہل شام کی خوشی کا ساماں ہیں اور ہمارے لیے آخرت کا سائباں !!!

بفیضان دعا: خواجہ خواجگان حضرت خواجہ خان محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

پاکستانی تاریخ کی سب سے کامیاب رئیل اسٹیٹ لاؤنچ

بحریہ ٹاؤن کراچی

BAHRIA TOWN
AUTHORIZED
DEALERS

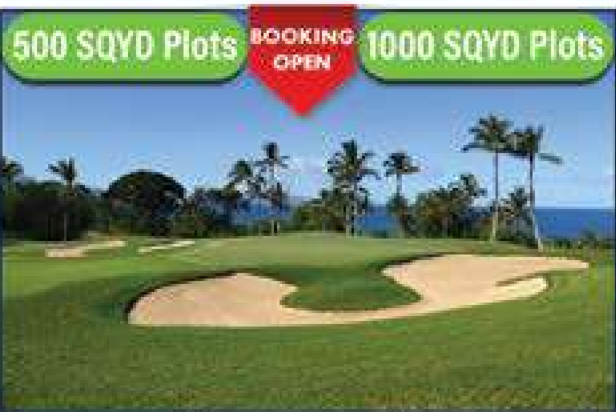

Ali Saqlain®
REAL ESTATE & BUILDERS
Hafiz Abdul Khaliq
0323-2000313

Hafiz Umer Farooq
0324-2000313
0322-9394826
أبوالقاسم
REAL ESTATE

ماہِ رمضان کی آمد کے ساتھ ساتھ رمضان سے جُڑی تمام تر خوشیاں، مصروفیات اور خواہشیں سب کی زبان پر ہیں۔
خواتین کا رمضان سحری وافطار کی فکر سے شروع ہو کر شاپنگ اور عید کی خریداری پر ختم ہو جاتا ہے۔
مرد حضرات کا رمضان شروع کے پہلے ہفتے میں نماز وتراویح کی پابندی کے بھرپور میراتھن کے بعد آخری تین دنوں میں توبہ واستغفار کے ساتھ اس حسرت پر اختتام پذیر ہو جاتا ہے کہ یہ رمضان بھی جلد گزر گیا اور اس میں بھی کوئی خاص عبادت نہ کر سکے۔
بوڑھوں کا رمضان بہو، بیٹیوں اور اولادوں کو ڈانٹتے گزر جاتا ہے کہ کوئی اللہ کا نام لے اور قرآن شریف کھولے
تو بچوں کا رمضان اس دھما چوکڑی میں تماشائی بنے نت نئے کھانوں کی نذر ہو جاتا ہے۔
الغرض رمضان کی روح واحساس جس کی ضرورت ہے، وہ باقی نہیں رہتی اور باقی سارے کام ہو جاتے ہیں۔
رمضان کی آمد سے پہلے ہی فیس بک اور واٹس اپ پر میسجز کا طوفان آجاتا ہے۔
کوئی نئی دعائیں بتارہا ہے تو کوئی ٹائم مینجمنٹ کی تراکیب سکھا رہا ہے۔ کوئی آپ کے سونے اٹھنے کے اوقات مقرر کر رہا ہے تو کوئی وظیفوں اور تسبیحوں کی تعداد،
مگر جب حقیقت میں ان مشوروں کا اِطلاق آپ اپنی روٹین کی روزمرہ زندگی میں کرتے ہیں تو نتیجہ ندارد۔
آپ کی عادات واطوار، اور لائف روٹین سالوں میں بنی ہیں ایک واٹس اپ میسج سے بھلا کیسے تبدیل ہوں گی؟
اس مضمون میں ہماری یہ کوشش ہے کہ آپ اپنی مصروف ترین زندگی میں ایسا کیا کریں کہ
آپ کی روزمرہ زندگی پر بھی کوئی خاطر خواہ اثر نہ پڑے اور آپ تراویح ووظائف کے ساتھ ساتھ کم از کم دو بار قرآن مجید بھی پڑھ لیں۔
رمضان کا پہلا عشرہ رحمت، دوسرا مغفرت اور تیسرا نجات کا ہے۔

رمضان مبارک اور ہماری مصروف زندگی

ڈاکٹر ذیشان الحسن عثمانی

ہم نے پہلا عشرہ کھانے پینے کا، دوسرا دعوتوں اور چیمپینز ٹرافی کا اور تیسرا شاپنگ کے لیے رکھ چھوڑا ہے۔
یہ نظریہ ہی غلط ہے کہ آپ ٹائم کو مینیج کرتے ہیں۔ یہ تو وقت ہے جو آپ کو خرچ کیے جارہا ہے۔
اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر ہم وقت نکالیں کہاں سے جو اللہ کی یاد میں لگ سکے۔
ہم ایسے نیک بندوں کی بات نہیں کر رہے جن کا رمضان مسجد الحرام میں گزرتا ہے یا وہ اعتکاف اور قیام اللیل کے پابند ہیں۔
ہم تو بات ایک عام سے دنیادار بندے کی کرتے ہیں۔
رمضان میں کم وبیش 30 دن ہوتے ہیں۔ یہ بنے 720 گھنٹے، 43،200 منٹ اور 2،592،000 {تقریباً 25 لاکھ} سیکنڈز۔
ہر دن میں 24 گھنٹے ہوتے ہیں آپ 8 گھنٹے سونے اور طبعی ضروریات کے لئے رکھ لیں۔
مزید 8 گھنٹے آفس ورک یا پڑھائی کے لئے {اگر آپ کالج، یونیورسٹی میں جاتے ہیں}۔
باقی بچے 8، اس میں سے بھی آپ 4 گھنٹے سحری، افطاری، 5 وقت کی نماز اور فیملی کے لیے نکال لیں۔
آپ کو صرف کم از کم 4 گھنٹے روز کے اللہ سائیں کے لئے نکالنے ہیں۔ 4 گھنٹے روز، مہینے کے 120 گھنٹے، 7،200 منٹ اور 432،000 سیکنڈز ہوتے ہیں۔

آپ ڈیڑھ گھنٹہ عشاء وتراویح اور آدھا گھنٹہ تسبیح کے لئے مختص کرلیں { یہ آدھا گھنٹہ آپ تراویح کے لیے مسجد آتے جاتے نکال سکتے ہیں۔ساتھ ساتھ ذکر کرتے رہیں }

ایک عام آدمی باآسانی 30 منٹ میں ایک پارہ پڑھ سکتا ہے۔آپ ایک گھنٹہ روز قرآن کو دے دیں۔ باآسانی رمضان میں 2 قرآن شریف مکمل ہو جاتے ہیں۔

جن کی رفتار زیادہ ہے اور وہ 15 منٹ میں سپارہ پڑھ لیتے ہیں ان کے 4 قرآن پاک باآسانی مکمل ہو جاتے ہیں۔

باقی بچا ایک گھنٹہ ' اس میں آپ تسبیح پڑھ لیں۔ قرآن پاک کا ترجمہ و تفسیر پڑھ لیں۔ عقائد کی کوئی کتاب یا کوئی اور اسلامی لٹریچر پڑھ لیں۔

صرف 4 گھنٹے روز کی اس مشق سے آپ 2 سے 4 قرآن شریف ختم کر سکتے ہیں۔

قریباً 5 لاکھ کے قریب تسبیح کے دانے پڑھ سکتے ہیں

اور قرآن پاک کا ترجمہ ختم کر سکتے ہیں' جب کہ آپ کی روزمرہ زندگی میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔آپ افطار سے پہلے عصر کے بعد ایک پارہ پڑھ لیں اور ایک فجر سے پہلے یا بعد میں۔تراویح کے بعد سونے سے پہلے ترجمہ و تفسیر پڑھ لیں اور چلتے پھرتے ذکر کرتے رہیں۔

آپ صرف مندرجہ ذیل کاموں سے احتیاط برتیں

تو یہ 4 گھنٹے باآسانی دستیاب ہو جاتے ہیں۔

1 فیس بک کا استعمال نہ کریں۔اگر ضروری ہو تو کم از کم 4 گھنٹوں کے لیے ترک کر دیں۔

آپ اپنی سہولت کے مطابق 4 گھنٹے خود ہی متعین کرلیں' مثلاً تہجد سے فجر تک' عصر سے مغرب تک اور عشاء وتراویح سے سونے تک۔

2 واٹس اپ کا استعمال ترک کر دیں یا کم کر دیں۔

3 T.V نہ دیکھیں۔یقین جانیے دنیا پھر بھی چلتی رہے گی۔

4 وقت پر سو جائیں' تاکہ صبح تازہ دم ہو کر تہجد پر اُٹھ سکیں۔

مولانا اشرف علی تھانوی رحمتہ اللہ علیہ سفر پر جاتے تو ریل میں کھڑکیوں کے پردے گرا دیتے۔فرماتے کہ آدمی راستوں میں محو ہو جائے تو منزل پر پہنچ کر آنکھیں تھک جاتی ہیں۔

اپنی خواہشات کی قربانی' غریبوں کا احساس اور اللہ کی رضا رمضان کی منزلیں ہیں۔خدارا ٹی وی شوز اور سوشل میڈیا پر اپنی آنکھوں کو نہ تھکائیں۔

اگر اللہ توفیق دے تو اعتکاف کا اہتمام ضرور کریں۔دس دنوں کے لیے اپنے آپ کو دنیا سے نکالیں۔یہ آپ کے دل سے نکل جائے گی۔

یہ ماہِ مقدّس بڑی رحمتوں اور سعادتوں والا مہینہ ہے،اس میں جہاں اللہ تعالیٰ مسلمانوں پر خاص برکتوں کا نزول فرماتا ہے،وہیں اللہ تعالیٰ مؤمنین کے دلوں میں ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردی وغمگساری کا جذبہ بھی بڑھا دیتا ہے۔اسی لیے نبی علیہ السلام نے ماہِ رمضان کو شہرُ المواساۃ یعنی ہمدردی وغمگساری کا مہینہ فرمایا ہے۔ رمضان کا مہینہ ہمیں فقراو مساکین کے ساتھ ہمدردی وغمگساری اور خیر خواہی کا درس و تعلیم دیتا ہے۔اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا:

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اَنْفِقْ يَابْنَ اٰدَمَ اُنْفِقْ عَلَيْكَ (رواہ البخاری)

ترجمہ: ''ہر بندے کو اللہ کا پیغام ہے کہ اے آدم کے فرزند! تو (میرے ضرورت مند بندوں پر) اپنی کمائی خرچ کر، میں اپنے خزانے سے تجھ کو دیتا رہوں گا۔''ہمدردی کا یہ صلہ ہے کہ اللہ رب العزت اس شخص کا ذمہ لے رہے ہیں،جو اس کے بندوں کے ساتھ ہمدردی اور خیر خواہی کرے اور ضرورت مندوں کی ضرورت کو پورا کرے کہ میں اپنے خزانے سے اس کو دوں گا اور اللہ کے خزانے تو بے شمار ہیں،اس کی تو کوئی حد ہی نہیں ہے...امام شافعیؒ کے بارے میں ہے کہ وہ فرماتے تھے: ''میں اس آدمی کو بہت پسند کرتا ہوں جو ماہِ رمضان میں رسول اللہ ﷺ کی اتباع کرتے ہوئے اپنی سخاوت میں اضافہ کر دیتا ہے (اور اللہ کی راہ میں خوب خرچ کرتا ہے)۔

تو آئیے! ہم بھی رمضان کے اس بابرکت مہینے میں جہاں اللہ تعالیٰ کی خوب عبادت، ذکر واذکار، تلاوتِ قرآنِ پاک اور نوافل و تسبیحات کا اہتمام کریں، وہیں ہم اپنے مسلمان بھائیوں کی خوب اِمداد بھی کریں اور جہاں ان ضرورت مندوں تک پہنچنا ہمارے لیے ممکن نہ ہو، جیسے ترکی میں شامی مہاجرین تک تو اس سلسلے میں ہمیں ایسے اداروں کے ساتھ بھرپور تعاون کرنا چاہیے، جنہوں نے اس ذمہ داری کو نبھانے کا بیڑا اٹھایا، جیسے ''بیت السلام ویلفیر ٹرسٹ'' جو دیانت داری کے ساتھ ایسے بے سہارا افراد کا سہارا بنا ہوا ہے، جو انبیا کی اولاد ہیں اور جن تک براہِ راست پہنچنا ہمارے بس کی بات نہیں ہے...اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس ماہِ مبارک کی بہاریں لوٹنے کے ساتھ ساتھ اپنے ضرورت مند اور بے سہارا مسلمان بھائیوں کا سہارا بننے کی بھی توفیق دے۔آمین

انوکھی خواہش

فوزیہ خلیل

ڈھیروں شاپنگ کر کے میں حیدری مارکیٹ سے باہر نکل آئی۔ عید قریب تھی۔ مجھے یوں بھی شاپنگ کا شوق تھا۔ میں نے کئی جوڑے خریدے تھے، جن کی قیمت پانچ سے دس ہزار تک تھی، پھر میچنگ کی سینڈل جیولری وغیرہ۔ عموماً میرا رمضان، مارکیٹوں میں ہی گزرتا تھا۔ کپڑوں اور جوتوں کی خریداری کے بعد کراکری خریدنے کی باری آئی، اس کے بعد بیڈ شیٹس وغیرہ... غرض! ایک لمبی فہرست تھی۔

آج مارکیٹ سے باہر نکلتے ہی مجھے سکینہ بی بی کا خیال آیا کہ اس کے لیے بھی ایک عید کا جوڑا لے لوں۔ سکینہ بی بی میری ماسی تھی۔ میرے گھر پر برتن دھونے آتی تھی۔ اس کے پاس صرف دو ہی سوٹ تھے۔ دونوں ہی دھل دھل کر خراب ہو چکے تھے۔ سکینہ کا خیال آتے ہی میں نے دیکھا کہ مارکیٹ کے باہر کچھ کاٹن کے سوٹ بِک رہے تھے ہزار، ہزار روپے میں۔ میں نے ایک سوٹ اور سستی سی چوڑیاں بھی اُس کے لیے خرید لیں۔ گھر آکر میں بستر پر گر گئی۔

''اوہ! کتنی شاپنگ کر لی... آج تو بہت تھک گئی۔'' بستر پر لیٹتے ہی میری نظر پردوں پر پڑی۔ ''اوہ! ان پردوں کو لیے ہوئے دو سال ہو گئے ہیں۔ بہت پرانے لگ رہے ہیں، اگر میاں مجھے بیس سے پچیس ہزار مزید دے دیں تو میں نئے پردے بھی خرید لوں گی۔'' میں لیٹے لیٹے دعا مانگنے لگی۔

دروازے کی گھنٹی بجی اور سکینہ بی بی آتی دکھائی دی۔ صفائی کرنے کے بعد اس نے برتن دھوئے کہ نماز کا ٹائم ہو گیا، اس نے وضو کیا اور نماز پڑھنے لگی۔ میں اپنی ساری شاپنگ سمیٹ کر الماری میں ٹھونسنے لگی... جب میں اس کام سے فارغ ہو کر کمرے میں آئی تو سکینہ نماز پڑھ چکی تھی، وہ نہایت خشوع اور خضوع سے دعا مانگ رہی تھی۔ آنسو ایک تواتر سے اس کے رخسار پر بہہ رہے تھے۔ مجھے اپنی تھوڑی دیر پہلے مانگی ہوئی دعائیں یاد آگئیں۔ ''پچیس ہزار روپے اور نئے پردے۔'' اچانک میری نظر سکینہ کے کپڑوں پر پڑی تو مجھے فوراً اُس کا سوٹ اور چوڑیوں کا خیال آیا۔ میں جلدی سے دونوں چیزیں اٹھا لائی اور اس کے سامنے ڈالتے ہوئے کہا: ''لو... سکینہ! تمہاری دعائیں قبول ہو گئیں۔''

پھر میں نے پانچ سو روپے اس کے قریب رکھتے ہوئے کہا:

''اِن پیسوں سے کچھ برتن بھی خرید لینا۔'' میں نے خود کو حاتم طائی تصور کیا۔

''مم، میری دعائیں قبول ہو گئیں...؟؟'' اس نے حیرت سے مجھے دیکھا۔ ''کیا آپ جانتی ہیں کہ میں کیا دعا مانگ رہی تھی؟''

''اوہ! ہاں... آج کل تو سارے مسلمان یہی دعائیں مانگ رہے ہوں گے۔'' وہ آہستہ سے بولی۔

میں اس کی بات کچھ سمجھی نہیں۔ میری دی گئی تھیلیوں کی طرف تو اس نے نگاہ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا۔ مجھے کچھ جستجو ہوئی۔

''کیا دعا مانگ رہی تھی تم...؟؟'' میں نے اس سے پوچھا۔

''یہی کہ اے پروردگار!! انتیس کے بجائے تیس کا چاند ہو۔'' اس نے کہا۔ ''اوہ...!! ہاں۔'' میں نے سوچا کہ اس کا میاں ہار بندوں کا ٹھیلا لگاتا ہے۔ رمضان میں تو اس کی اچھی بکری ہوتی ہوگی۔ رمضان کے ایک ایک دن میں کافی کما لیتا ہوگا۔

ماسی نے میرے خیالات کو توڑتے ہوئے کہا: ''باجی! میں دعا پوری کر لوں...؟'' اس نے اجازت طلب نظروں سے میری طرف دیکھا۔

میں نے اجازت دے دی تو وہ دوبارہ دعا میں مشغول ہو گئی، اس کے لب آہستہ آہستہ ہِل رہے تھے۔ میں نے اس کے الفاظ سننے کی کوشش کی۔

''اے میرے پروردگار...!! میری خواہش ہے کہ اس مرتبہ انتیس کے بجائے تیس کا چاند ہو، تاکہ ایک دن اور ہم تیری رحمتوں اور برکتوں سے فیض اٹھا سکیں۔ پورے رمضان تو ہم تیری عبادت کا ٹھیک سے حق ادا نہ کر سکے... شاید اسی دن ہم ڈھنگ سے تیری عبادت کر لیں۔ اے میرے رب! ہمیں مایوس نہ کرنا۔'' اس کے الفاظ کی جگہ سِسکیوں نے لے لی۔ مجھے پتا بھی نہ چلا کہ کب میری آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ مجھے ایسا لگا جیسے میں شرمندگی کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈوب رہی ہوں...!!

Perfect®
Freshener
رہو خوشبوؤں میں
CREATE
THE MOOD
WITH JEANS
Perfect
Freshener
Room
Freshener
Jeans
JEANS
LA PERFUME
Dry
300 ml e
/perfectairfreshener
Imported & Marketed by
Shakeel Enterprises
www.se.com.pk

رمضان اور ہماری کوتاہیاں

زبیر فرید

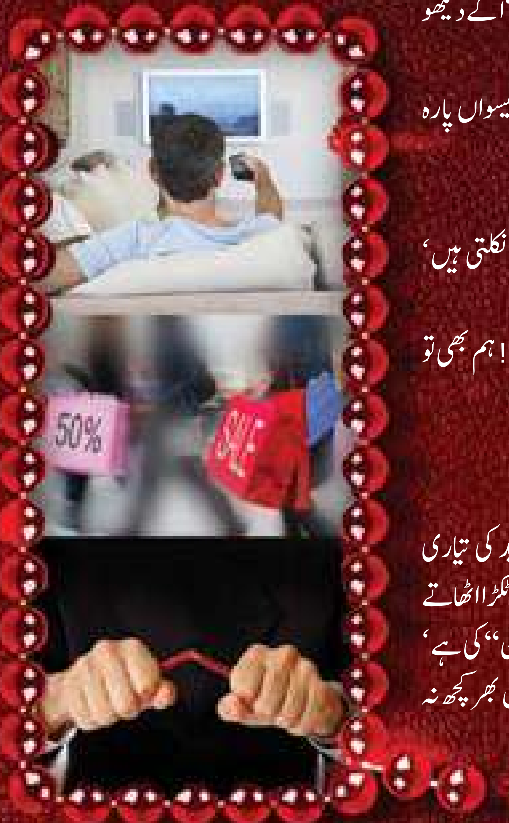

''اس مرتبہ کتنے قرآن مجید ختم کیے؟'' حمیرا نے فون پر اپنی کزن سدرہ سے پوچھا۔ ''بس' تین تو ہو چکے ہیں' آگے دیکھو کیا ہوتا ہے؟ تم اپنا سناؤ؟''

''یار' ہمت ہی نہیں ہو رہی اس بار' ابھی تک بیسواں پارہ چل رہا ہے۔''

''دیکھ لیں محترمہ کو۔ روزے میں بھی بے پردہ نکلتی ہیں' وہ بھی پورا میک اَپ کر کے۔''

''رافعہ! چھوڑو تم اس کو! اللہ اسے ہدایت دے! ہم بھی تو روزے سے اس کی غیبت کر رہے ہیں۔''

''اس بار زکوۃ کس کو دو گی؟''

''بچا ہی کیا ہے دینے کے لیے؟ سب کچھ تو عید کی تیاری میں چلا گیا۔'' وہ لاپرواہی سے بولی۔ پھر چپس کا ٹکڑا اٹھاتے ہوئے گویا ہوئی: ''ویسے بھی یہ ذمہ داری تو ''اُن'' کی ہے' ہماری تھوڑا ہی ہے اور ہاں' کام والی ماسی کو سال بھر کچھ نہ کچھ دیتے رہتے ہیں' یہ کیا کم ہے۔''

''اور بھئی' کیسے جا رہے ہیں روزے؟''

عامر نے بے زار لہجے میں جواب دیا: ''بس' بہت ہو گیا' اب نہیں ہوتا' کل سے نہیں رکھوں گا۔''

وہ دفتر جانے کے لیے گھر سے نکلے' گاڑی پر نظر پڑتے ہی نوکر پر برس پڑے: ''کتنی بار کہہ چکا ہوں کہ شیشے اچھی طرح صاف کیا کرو۔ کیوں رمضان میں منہ کھلوا رہے ہو۔۔۔۔''

رمضان کریم اور ہمارا حال: محترم قارئین! یہ الفاظ غیروں کے نہیں بلکہ آج کے مسلمان کے ہیں جو کلمہ گو ہونے کے باوجود صرف غفلت اور بے دھیانی کی وجہ سے ایسے جملے بول جاتا ہے اور اسے احساس تک نہیں ہوتا۔ ایک زمانہ تھا جب رمضان المبارک کی آمد کے احترام میں ٹی وی پر پردہ ڈال دیا جاتا یا اسٹور میں رکھ دیا جاتا' مگر اب رمضان میں ٹی وی عبادت کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔۔۔۔ وہ بھی کیا وقت تھا جب رمضان کریم شروع ہونے سے قبل ہی گناہوں سے خوب اچھی طرح بچا جاتا جب کہ اب صرف رمضان کریم میں گناہوں سے بچتے ہیں پھر رمضان کے بعد اس کی ''کسر'' نکالی جاتی ہے۔۔۔۔ واہ' کیسے مبارک وہ لوگ تھے جنھیں اعمال میں اس قدر مشغولیت رہتی کہ عید سر پر آ کھڑی ہوتی اور پتا ہی نہ چلتا' اب عید کے لیے رمضان گزارا جاتا ہے اور اس کی خوشی میں سارا رمضان ضائع کر دیا جاتا ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ جب عبادت میں ''اللہ کی رضا'' اور ''نیکی کے تصور'' سے دھیان ہٹ جائے تو پھر رمضان کریم ہو یا کوئی اور عبادت سب رسم بن جاتی ہے۔ ہماری راتیں سحری اور دن افطاری کی فکر اور بھاگ دوڑ میں گزر جاتے ہیں۔ اسی افراتفری میں ہم رمضان کریم کے مقصود اصلی یعنی تقوی سے غافل ہو جاتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ اب رمضان کا وہ مزہ نہیں رہا جو پہلے ہوا کرتا تھا۔

ہمارا نفس ہمارے کیے کرائے پر پانی پھیر رہا ہے۔ غیر محسوس طور پر ہم اپنے اکاؤنٹ میں نیکیوں کا اضافہ کرنے کے بجائے بعض اوقات گناہوں کا بوجھ لاد رہے ہوتے ہیں۔ ہم یہ تو جانتے ہیں کہ رمضان مبارک میں نیکی کا ثواب کئی گنا بڑھ کر ہے لیکن اس بات سے بے خبر ہیں کہ اگر اس کی عظمت کا تقدس کا پامال ہو' اسے کم تر سمجھا جائے تو پھر گناہ بھی سنگین اور سخت ہو گا۔

آیئے ذرا اپنا جائزہ لیں کہ ہم سے کہاں غلطیاں ہو رہی ہیں۔

رمضان سیزن تو ہے' مگر کس چیز کا؟ کتنی عجیب بات ہے رمضان جو نیکیوں کا سیزن اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں کے لیے اجر و ثواب کے حصول کا سنہری موقع ہے۔ اس میں اعمال حسنہ سے ہٹ کر ہر طبقے نے رمضان کریم کو اپنے کاروبار کا سیزن بنا لیا ہے۔ اس میں بجائے نیکیاں کمانے کے راتیں بازار میں ضائع ہو رہی ہوتی ہیں اور دن افطاری کی تیاری میں۔ اگر کسی کو کہا جائے کہ رمضان المبارک کے قیمتی لمحات کو بازار کی نذر نہ کریں تو جواب ملتا ہے: ''شریعت نے منع تو نہیں کیا۔'' جی آپ کی بات درست ہے' مگر یہ بھی تو بتائیں نا کہ اگر منع نہیں کیا تو حکم کہاں دیا ہے۔۔۔ ہمارا تاجر رمضان کریم میں منافع خوری کے ریکارڈ توڑ دیتا ہے۔ زیادہ سے زیادہ لوٹنے کی کوشش کرتا ہے' کیا یہ لوٹ مار کا سیزن ہے بھلا؟ سال بھر کے کپڑے بھی عموماً ہم رمضان میں بنواتے ہیں' کوئی حرج نہیں' مگر کیا ایسے ہوتی ہے عید کی تیاری؟ ایک دن منانے کے لیے پورا مہینہ برباد کرنا کون سی عقل مندی ہے۔

ہمارا شکوہ: ہم کہتے ہیں کہ رمضان کا وہ لطف نہیں رہا جو پہلے ہوا کرتا تھا' جب کہ حقیقت یہ ہے کہ ہمارا رمضان ہی صحیح نہیں گزرتا۔ اگر ہم صرف رمضان ہی میں درست چلیں' اپنی عبادات بالخصوص معاملات کو دیانت سے بجا لائیں اور گناہوں

سے بچیں تو کوئی شک نہیں کہ باقی گیارہ مہینے بھی ضرور اچھے ہو جائیں۔

روزہ: رمضان المبارک کی سب سے اہم عبادت روزہ ہے۔ ہم روزہ تو رکھتے ہیں مگر بھول جاتے ہیں کہ کھانے پینے کے علاوہ دیگر اعضا بھی روزے سے ہیں' زبان کو جھوٹ' غیبت اور فحش کلمات سے' آنکھیں بد نظری سے' ہاتھ پاؤں کو برے افعال سے' سوچ کو گندے خیالات سے بچانا بھی روزے کا حصہ ہے' کیوں کہ ان کاموں سے روزے کی روحانیت ختم ہو جاتی ہے۔ اگر ہمارا روزہ ہمیں برے کام سے نہیں روک سکتا تو دن بھر بھوکا پیاسا رہنے کا فائدہ کیا۔۔۔؟؟ خود ہی فیصلہ کریں جب ہم اپنے مریض کو دوائی کھلاتے ہیں تو اس کو پرہیز بھی کرواتے ہیں' کیوں کہ جب پرہیزی نسخے پر عمل نہ کیا جائے تو دوا اپنا اثر کھو دیتی ہے۔ کیا ہم روزے کی دوائی کے ساتھ غیبت' جھوٹ' غصے سے پرہیز کرتے ہیں؟

قرآن مجید: یہ بھی لمحہ فکریہ ہے کہ کہیں ہم قرآن مجید سے بے رُخی تو نہیں کر رہے' کیا ہم نے قرآن مجید کو چھوڑ تو نہیں دیا؟؟؟ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''اللہ کا رسول قیامت کے دن کہے گا کہ اے میرے رب! میری قوم نے اس قرآن کو چھوڑ دیا تھا۔'' (فرقان: 30) متعدد اہلِ علم نے یہاں چھوڑنے کا مطلب اس میں غور و فکر کو چھوڑنا اور اس پر عمل کرنے کو چھوڑنا لکھا ہے' جس میں آج کل مسلمانوں کی اکثریت مبتلا ہے۔

ایک اہم کوتاہی: رمضان المبارک میں ایک کوتاہی جو تراویح میں قرآن مجید سے متعلق ہے۔ بہت سے مسلمان اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ رمضان کریم میں ایک مرتبہ تراویح میں قرآن مجید سننا ضروری ہے' چناں چہ جہاں کم سے کم روزہ تراویح کا انعقاد ہو' وہ اس میں شرکت کر کے باقی ماہ تراویح کے اہم فریضے سے بری الذمہ خیال کرتے ہیں' حالاں کہ وہ اس بات سے بے خبر ہیں کہ جس طرح تراویح میں قرآن پاک سننا الگ سنت ہے بالکل ایسے ہی روزانہ تراویح ادا کرنا علیحدہ اور مستقل سنت ہے۔ اصل عبادت کیا ہے؟ محترم قارئین! ڈھیر ساری عبادت ایک طرف' لیکن سوال یہ ہے کہ کیا ہم نے کسی گناہ کو اپنی زندگی سے ختم کرنے کی کوشش کی؟ کیا ہم ایک دوسرے سے اس معاملے میں مقابلہ نہیں کر سکتے کہ اس ماہ کتنے گناہ چھوڑے۔ کون سی نئی نیکی کو اپنایا۔۔۔؟ جس کے لیے ہمیں قرآن مجید بار بار متوجہ کرتا ہے۔ ایک حدیث شریف میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی حرام کردہ چیزوں سے بچو سب سے بڑے عابد بن جاؤ گے۔ (ترمذی) غور فرمائیں! یہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ فلاں عبادت کرو یا اتنی نمازیں پڑھو' بڑے عبادت گزار بن جاؤ گے بلکہ عبادت یعنی بندگی کی اصل روح کو سمجھایا وہ یہ کہ گناہوں سے بچو۔

زکوٰۃ: دین اسلام کے اس عظیم الشان رکن کے ساتھ بھی ہمارا رویہ روکھا اور سرد سا ہے۔ گورنمنٹ کے خوف سے ہم ٹیکس تو دیتے ہیں۔ بجلی کا بل اور دوسرے بل بھرنے کی تو فکر ہے' نہیں ہے تو اللہ کے عطا کردہ مال کا بل (زکوٰۃ) جو بنتا ہی کتنا ہے صرف ڈھائی فیصد' پھر بھی غفلت کا یہ عالم ہے کہ ان بلوں کی تو آخری تاریخ یاد رہتی ہے' مگر خود پر زکوٰۃ کب اور کتنی فرض ہوئی اس کی معلومات حاصل کرنے کی ضرورت ہی محسوس نہیں کرتے ہم۔

قارئین کرام! اگر ہم سمجھتے ہیں کہ ہمیں اپنی اصلاح کی طرف توجہ کرنی چاہیے تو پھر ہمیں درج ذیل کام اس رمضان المبارک میں ضرور کرنے چاہییں۔۔۔

1. سب سے پہلے تو ہم اپنا محاسبہ کریں۔ کاغذ قلم لے کر گزشتہ ایام کا جائزہ لیں۔ کیا پایا' کیا کھویا۔ جو کھویا اس پر استغفار کریں اور جو پایا اس پر شکر اور مداومت کریں۔
2. عزم کرلیں کہ اس رمضان المبارک میں فلاں گناہ چھوڑنا ہے۔ جو گناہ نہیں چھوٹتا' اُس کے لیے ہمت کریں۔
3. اپنی کوتاہیوں (جیسے نماز میں سستی وغیرہ) اور گناہوں (جیسے فجر کی قضا' غیبت وغیرہ) کی فہرست بنائیں۔ کوتاہی پر استغفار کے ساتھ ساتھ صدقہ اور نماز سے تلافی کریں۔ پھر بھی خدانخواستہ کوئی خطا سرزد ہو جائے تو اس مقدار میں اضافہ کر دیں۔
4. نماز کا اس درجہ اہتمام ہو کہ تکبیر اولیٰ نہیں چھوٹنی چاہیے۔
5. نیت کرلیں کہ اس مرتبہ کم از کم ایک مرتبہ قرآن مجید کو مکمل سمجھنا بھی ہے۔ جس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ اہل علم کی مجلس سے فائدہ اٹھائیں۔
6. زکوٰۃ کی فرضیت کا وقت معلوم کریں اور مکمل دیانت کے ساتھ ضرور ادا کریں۔
7. حتی الامکان کوشش ہو کہ رمضان سے قبل ہی عید کی تیاری سے فارغ ہو جائیں اور اگر پھر بھی ضرورت پیش آجائے تو نماز وغیرہ کے اوقات کا خیال رکھتے ہوئے باہر نکلیں اور جلد سے جلد فارغ ہونے کی کوشش کریں۔
8. رمضان کریم غمخواری' خیر خواہی کا درس دیتا ہے۔ اس لیے پڑوسیوں' رشتے داروں میں چھپے سفید پوش گھرانوں کا خیال رکھیں اور اگر وہاں وسعت نظر آتی ہے تو قومی اور بین الاقوامی سطح پر اپنے مظلوم مسلمان بھائیوں' بہنوں جیسے برما اور شام وغیرہ کو بھی اپنے ساتھ عید کی خوشیوں میں شریک کرنے کی سعادت حاصل کریں۔ اللہ تعالیٰ بیت السلام ویلفیئر ٹرسٹ کو جزائے خیر دے' جس نے عالمی سطح پر اپنے بھائیوں کی مدد کرنے کو ہمارے لیے آسان کر دیا ہے۔

محترم قارئین! یہ تمام باتیں ایک طرف' اس سے زیادہ اہم یہ ہے کہ ان اعمال کو رمضان المبارک کے بعد بھی برقرار رکھا جائے۔ تب ہی رمضان کریم کے مقصد کو صحیح معنوں میں حاصل کیا جاسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی سمجھ عطا فرمائے۔ آمین!

ایمان ’اسلام ’احسان ’یہ تین سیڑھیاں ہیں ’جو یکے بعد دیگرے چڑھی جاتی ہیں۔ نیز ایمان کی بنیادیں استوار کیے بغیر اعمال کا تقاضا کرنا الٰہی دستور کے خلاف ہے۔

کہتے ہیں کہ انسان پہلے اندر سے مسلمان ہوتا ہے ’پھر باہر سے۔ دل و دماغ کی جو کیفیت ہوتی ہے ’اعضا و جوارح اسی کی ترجمانی کرتے ہیں۔

قرآن میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں کئی مرتبہ باور کرایا ہے کہ اس نے ہمیں آزمانے کے لیے پیدا کیا ہے ’چناں چہ سورۂ ملک میں اللہ پاک کا ارشاد ہے: اَلَّذِیۡ خَلَقَ الۡمَوۡتَ وَالۡحَیٰوۃَ لِیَبۡلُوَکُمۡ اَیُّکُمۡ اَحۡسَنُ عَمَلًا (الملک : 2)

یعنی جس نے زندگی اور موت کو اس لیے پیدا کیا ’تاکہ وہ تمھیں آزمائے کہ تم میں سے بہترین عمل کرنے والا کون ہے۔ دیکھیں دنیا کے تو امتحان دے دے کر چشمے لگ جاتے ہیں ’کمر دوہری ہو جاتی ہے اور آدھا سر گنجا ہو جاتا ہے ’لیکن آخرت کا امتحان دینے کے لیے کوئی تیار نہیں ہوتا ’حالاں کہ ہر قابلِ قدر چیز کی طرح جنت کی بھی ایک قیمت ہے ’چناں چہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ

اَلَا اِنَّ سِلۡعَۃَ اللّٰہِ غَالِیَۃٌ
اَلَا اِنَّ سِلۡعَۃَ اللّٰہِ الۡجَنَّۃُ (ترمذی)

ترجمہ: ’’سن لو! بے شک اللہ کا سودا ’مہنگا سودا ہے ’بیشک اللہ کا سودا جنت ہے۔‘‘ محض خواہش سے تو بندہ ’مری ’بھی نہیں پہنچ سکتا ’جنت تو بہت دور کی بات ہے ’لیکن ہم نے جنت کو نانی اماں کا گھر سمجھا ہوا ہے کہ سائیکل پر بیٹھ کر ادھر پہنچ جائیں گے۔ امتحانوں سے ہی بندہ آگے بڑھتا ہے ’اگر اسکول میں بچی کا داخلہ کراتے وقت یہ شرط لگائیں کہ یہ بہت لاڈلی ہے ’اس کا امتحان نہ لیجیے گا تو بِٹیا رانی دس دس سال تک پہلی جماعت میں ہی رہے گی۔ اگر اسکول والے امتحان نہ لیں تو ہم پریشان ہو جاتے ہیں ’لیکن ہم پڑھنے والے تو نہیں... نیز امتحانوں سے ہی کھرے اور کھوٹے کا فرق پتا چلتا ہے۔ ایک صحابی تھے ’جن کو کافروں نے ظلم و ستم کا نشان بنایا ہوا تھا ’وہ کافر چلّا کر پوچھتے تھے کہ ’’کہاں ہے تمہارا رب؟ وہ تمھیں کیوں نہیں بچاتا؟‘‘ تو صحابی جواب دیتے: ’’جب تم مٹکا خریدتے ہو تو اس کو بجا کر آزماتے ہو نا کہ یہ مضبوط ہے یا کھوکھلا تو میرا رب بھی مجھے آزما رہا ہے کہ میں جنت کے قابل بھی ہوں یا نہیں۔‘‘

اس امتحان میں ’’امتحان لینے والا‘‘ اللہ تعالیٰ ہیں۔ اسی نے امتحان کی کتاب قرآنِ کریم کو ہمارے لیے اُتارا ہے۔ ہم نے تو محض قرآن کی تلاوت کی حد تک اپنی زندگیاں محدود کر رکھی ہیں۔ اسی لیے امتحانوں کے وقت ہمارا وہ حال ہوتا ہے ’جو ہمیں معلوم ہے۔ آخر کتاب پڑھے ’سمجھے بغیر امتحان کیسے دیا جا سکتا ہے۔ زیادہ سے زیادہ ہم ترجمہ اور تشریح پڑھ لیتے ہیں ’لیکن ہم میں سے بہت تھوڑے لوگ ایسے ہیں ’جنھوں نے عمل بالقرآن کو اپنا شیوہ بنالیا ہو ’حالاں کہ آپ ﷺ تو مجسّمۂ قرآن تھے۔ کَانَ خُلُقُہُ الۡقُرۡاٰنَ (صحیح بخاری) اور جس طرح دنیا کے امتحانوں میں کچھ تھیوری (Theory) اور کچھ پریکٹیکل (Practicle) ہوتے ہیں ’اِسی طرح اللہ تعالیٰ بھی ہمیں دونوں طرح کے امتحان دیتے ہیں۔ تھیوری والے امتحانات میں تو ہم لے دے کر پاس ہو ہی جاتے ہیں ’لیکن پریکٹیکل والوں (اور زیادہ تر پریکٹیکل والے امتحان ہی ہوتے ہیں) میں ہمارا کوئی حال نہیں ہے۔

’’استاد‘‘ نبی کریم ﷺ ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اِنَّمَا بُعِثۡتُ مُعَلِّمًا (ابنِ ماجہ) یعنی ’’میں علم سکھانے والا بنا کر بھیجا گیا ہوں۔‘‘ استاد کی صرف نعتیں تو نہیں پڑھنی ہیں۔ استاد کا تو مقصد یہ ہوتا ہے کہ ان سے پوچھ پوچھ کر قدم اٹھایا جائے۔

وَمَاۤ اٰتٰىکُمُ الرَّسُوۡلُ فَخُذُوۡہُ وَمَا نَہٰىکُمۡ عَنۡہُ فَانۡتَہُوۡا (حشر : 7)

یعنی ’’اور جو رسول تم کو دیں تو وہ لے لو اور جس سے تم کو روکیں اس سے باز رہو۔‘‘

امتحان کس چیز کا ہے؟ گھروں اور گاڑیوں کا ’گریڈوں اور نمبروں کا؟ نہیں...! بل کہ اَیُّکُمۡ اَحۡسَنُ عَمَلًا یعنی ’’تم میں سے بہترین عمل کرنے والا کون ہے۔‘‘ اعمالِ حسنہ! یہی آخرت کی کرنسی ہے اور فَاسۡتَبِقُوا الۡخَیۡرٰتِ اسی کے لیے ہماری دوڑ ہونی چاہیے۔

نتیجہ کب آئے گا؟ نتیجہ آخرت میں آئے گا۔

فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ (آلِ عمران: 185)

کام یاب وہ شخص ہوگا، جو جنت میں جائے گا اور ناکام وہ شخص ہوگا، جو جہنم میں گیا جیسے بئرِ معونہ کے واقعہ میں جب ستّر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو شہید کیا گیا تو بنو عامر کے ایک شخص نے حضرت حرام بن ملحان رضی اللہ عنہ کو پیچھے سے نیزہ مار کر شہید کیا تھا۔ حضرت حرام رضی اللہ عنہ نے جب اپنے سینے سے نیزے کی نئی نکلتے دیکھی تو پکار اٹھے:

فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ! یعنی "ربِّ کعبہ کی قسم! میں کام یاب ہوگیا۔" (بخاری)

قاتل یہ بات سن کر حیرت میں ڈوب گیا کہ میں نے اس کو قتل کیا اور اس نے کہا کہ میں کام یاب ہوگیا، پھر جب اس کو پتا چلا کہ اسلام میں کام یابی اور ناکامی کے تصوّرات نے آخرت کی وُسعتوں کو سمیٹا ہوا ہے اور وہ محض اس دنیائے فانی تک محدود نہیں ہے تو اس نے رب العٰلمین کے سامنے اپنا سر جھکا دیا اور مشرّف بالاسلام ہوا۔ (فتح الباری)

اور یہ دنیا کیا ہے؟ یہ تو محض کمرۂ امتحان ہے۔

اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا (کہف: 7)

امتحان کے ختم ہونے کے ساتھ یہ بھی ختم ہو جائے گا۔

وَاِنَّا لَجٰعِلُوْنَ مَا عَلَيْهَا صَعِيْدًا جُرُزًا (کہف: 8)

اب اگر دنیا کمرۂ امتحان ہے تو کمرۂ امتحان کس طرح ہوتا ہے؟ کمرۂ امتحان میں کوئی یہ تو نہیں پوچھتا کہ میں کیسا لگ رہا ہوں؟ میرے کپڑے اور بال کیسے ہیں؟ اس وقت تو سب آخری آخری باتیں دوہرا رہے ہوتے ہیں اور سب کو اپنی اپنی فکر ہوتی ہے کہ میں کسی طرح عزت کے ساتھ پاس ہو جاؤں۔

پھر یہ کہ دنیا میں جو کچھ ہے، وہ سب اسباب الامتحان اور ہمارے پرچے ہیں۔

بہن بھائی سے لے کر گاڑی اور گھر تک

اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ (تغابن: 15)

ترجمہ: "بے شک تمہارے اموال اور اولاد آزمائش ہیں۔"

ان پرچوں کو ہم نے بحسن وخوبی حل کر کے اپنا مقصد (جنت رضائے الٰہی) حاصل کرنا ہے، نہ کہ ان ہی کو مقصد بنانا ہے۔ ہم نے ان ہی میں گم نہیں ہو جانا، جیسے اگر بچہ امتحان کے دوران امتحان دینے کے بجائے، اپنی پنسل اور شاپنر دکھاتا رہے کہ یہ میرے چاچو دُبئی سے لائے ہیں۔ دیکھو! کتنا اچھا لگ رہا ہے اور کتنا اچھا شارپ کرتا ہے اور اسی طرح وہ دو تین گھنٹے گزار دے تو وہ فیل ہو جائے گا، اس لیے کہ اس نے اسبابِ امتحان کو سب کچھ بنا دیا، اِسی طرح اگر خدا نخواستہ کسی کی بہن، بھائی یا کسی اور سے لڑائی ہو تو وہ جان لے کہ وہ بھی اس کا ایک پرچہ ہے، لہٰذا وہ اس سے صلاح کر لے، ورنہ وہ فیل ہو جائے گا۔

امتحان کے حوالے سے یہ بھی دیکھ لیں کہ جو امتحان دیا جاتا ہے، اسی کو حل کرنا ہوتا ہے۔ اگر امتحان لینے والا بالفرض آپ کو پرچہ دے، لیکن آپ کو وہ پرچہ پسند نہیں آتا، لہٰذا اس کو پھاڑ کر آپ خود اپنا پرچہ بنا لیتے ہیں اور بڑی محنت کے ساتھ اس کو حل کرنے لگتے ہیں تو اس پرچے میں آپ کو کتنے نمبرات ملیں گے؟ اگر نکمّا بچہ بھی دیا ہوا پرچہ حل کر دے تو اس کو 40 نمبر مل ہی جاتے ہیں، لیکن ایسے امتحان کا انجام! اللہ ہی جانے۔ اِسی طرح اللہ نے عورت کو معاشرے میں ایک مقام اور کردار دیا ہے، وہ نبی نہیں، بل کہ نبی کی ماں ہوتی ہے۔ عورت وہ کارخانۂ حیات ہے، جس کی گود میں اُمتیں پلتی ہیں، لیکن آج کی مغرب زدہ عورت کو یہ امتحان پسند نہیں آیا۔ اس نے کہا کہ پردہ، گھر، یہ کیا پینڈو پینڈو سوال ہیں، میں نے تو مرد کے شانہ بشانہ چلنا ہے۔ اس نے ایک خود ساختہ پرچے کو ترتیب دیا اور اس کو حل کرنے میں اب اپنے دل وجان کی صلاحیتوں کو کھپا رہی ہے۔

امتحان میں یہ بھی ہوتا ہے کہ ہر تھوڑی دیر بعد ایک نئی نسل (Batch) آتی ہے اور اس کا از سرِ نو امتحان ہوتا ہے، جیسے مثال کے طور پر ہم دیکھتے ہیں کہ نبی ﷺ کی وفات کے بعد عرب میں ارتداد کی لہر دوڑ گئی اور ہر طرف سے مشکلات نے گھیر لیا۔ ذہن میں ایک سوال آتا ہے کہ نبی ﷺ کی وفات کا غم تو کافی تھا، اس کے باوجود اتنی مزید مشکلات؟ اس کی وجہ دراصل یہ تھی کہ صحابہ نے تو مختلف امتحان دے کر اعلیٰ درجات پا لیے تھے، لیکن مسلمانوں کی اب ایک نئی کھیپ آگئی تھی اور اب ان کا امتحان ضروری تھا۔ پھر یہ کہ پچھلے امتحانوں سے بھی سیکھا جاتا ہے، اس لیے کہ سوال اور طرزِ سوال دوہرائے جاتے ہیں۔ آخر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون، ابراہیم علیہ السلام اور نمرود کے قصے ہمیں اتنی مرتبہ کیوں سنائے، اس لیے کہ ہم ہر دور میں ان کرداروں کو پائیں گے۔

آگ ہے، اولادِ ابراہیم ہے، نمرود ہے
کیا کسی کو پھر کسی کا امتحاں مقصود ہے

واقعات دوہرانے کا یہی مقصد ہے کہ ہم ان کرداروں کی پہچان ان کے انجاموں سے واقفیت، نیکوکاروں سے حوصلہ اور بدکاروں سے عبرت کے اسباق حاصل کریں۔

جن لوگوں نے اس حیاتِ زندگی کو آزمائش جان کر گزارا، اُن کی بلندیاں ہی اور تھیں اگر یہ تصور ذہن میں بیٹھ جائے تو سوچ اور عمل کی بہت سے کجیاں دور ہو جاتی ہیں۔ آج دنیا میں بھی جو مسلمانوں کے حالات ہیں، اللہ پاک چاہیں تو ایک لمحے میں اِنھیں درست کر سکتے ہیں، لیکن یہ دراصل ہماری آزمائش ہے اور اللہ پاک دیکھنا چاہ رہے ہیں کہ حق اور باطل کی کشمکش میں کیا ہم محض تماشائی بنے بیٹھیں گے یا اپنا حصہ ڈال کر اپنی ذمہ داریاں پوری کریں گے

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ (مائدۃ: 48)

یعنی "اور اگر اللہ چاہتا تو تم سب کو ایک اُمت بنا دیتا، لیکن (الگ شریعتیں اس لیے دِیں) تا کہ جو کچھ اس نے تمہیں دیا ہے، اس میں تمہیں آزمائے۔"

اللہ پاک ہم سب کو کام یاب کرے۔ آمین

MAHMOOD SWEETS

Since 1978

BAQLAWA & BASOOSA

ARABIAN DELIGHTS

ISO 9001 2015
ISO 22000 2005
Certified

Halal PS3733

خالص شہد
Pure Honey

Badar Commercial, DHA V Ext. Karachi. 0331-3251199
mahmoodsweets.com @mahmoodsweetspakistan

نبی کریم ﷺ کے زمانے میں دو عورتوں نے روزہ رکھا۔ روزہ میں اس شدّت سے بھوک لگی کہ ناقابلِ برداشت بن گئی' ہلاکت کے قریب پہنچ گئیں۔ صحابہ کرامؓ نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا تو حضور ﷺ نے ایک پیالہ اُن کے پاس بھیجا اور ان دونوں کو اس میں قے کرنے کا حکم فرمایا۔ دونوں نے قے کی تو اس میں گوشت کے ٹکڑے اور تازہ کھایا ہوا خون نکلا۔ لوگوں کو حیرت ہوئی تو حضورِ اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ انھوں نے حق تعالیٰ جلّ شانہ کی حلال روزی سے تو روزہ رکھا اور حرام چیزوں کو کھایا کہ دونوں عورتیں لوگوں کی غیبت کرتیں رہیں۔ اس حدیث سے ایک مضمون اور بھی سمجھ میں آتا ہے کہ غیبت کرنے کی وجہ سے روزہ بہت زیادہ لگتا ہے' حتیٰ کہ دونوں عورتیں روزے کی وجہ سے مرنے کے قریب ہو گئیں' اسی طرح اور بھی گناہوں کا حال ہے اور تجربہ اس کی تائید کرتا ہے کہ روزہ میں اکثر متقی لوگوں پر ذرا بھی اثر نہیں ہوتا اور فاسق لوگوں کی اکثر بُری حالت ہوتی ہے۔ اس لیے اگر یہ چاہیں کہ روزہ نہ لگے تب بھی اس کی بہتر صورت یہ ہے کہ گناہوں سے اس حالت میں احتراز کریں' بالخصوص غیبت سے جس کو لوگوں نے روزہ بہلانے کا مشغلہ بنا رکھا ہے۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَنۡ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجۡعَلۡ لَّہٗ مِنۡ اَمۡرِہٖ یُسۡرًا (الطلاق : 4)

اور جو کوئی اللہ سے ڈرے گا اللہ اس کے ہر کام میں آسانی پیدا فرمادے گا' چناں چہ اگر ہم پورے احتساب کے ساتھ روزہ رکھنے کا اہتمام کریں گے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ہمارے لیے آسانی فرمائیں گے۔

طبّی نکتہ نگاہ سے روزے میں پیاس کی شدّت ان لوگوں کو زیادہ لگتی ہے جو جسمانی اعتبار سے فربہ ہوتے ہیں اور مرغن غذاؤں کے کثرتِ استعمال سے ان کے جگر میں چربی ہو جاتی ہے' چناں چہ ایسی غذاؤں کا انتخاب کیا جائے کہ جن سے جسمانی وزن اعتدال سے بڑھنے نہ پائے۔ روزے دار اگر پیاس کی شدّت سے محفوظ رہنا چاہتے ہیں تو سحری میں ہلکی غذائیں استعمال کریں مثلاً سوجی کی سیویاں' جَو کا دلیہ' ساگو دانہ سرد تاثیر رکھنے والی سبزیاں مثلاً لوکی' ٹنڈا' تورئی اور قلفہ کا ساگ وغیرہ۔ کھجلا' پھینی' انڈہ فرائی' چکن اور تیز مسالہ دار اشیا سے پرہیز کریں۔ سحری کے اختتام پر ایک گلاس پانی میں چند چمچے دہی شامل کرکے اس کو نوش کیا جائے۔ اس کے علاوہ ایک گلاس پانی میں چند کھجوریں شامل کرکے صبح سحری میں اس کا شربت نوش جان کرلیا جائے۔ اس سے بھی توانائی اور معدے میں ٹھنڈک پیدا ہوگی اور روزے میں پیاس کی شدّت محسوس نہیں ہوگی۔ بریانی اور پلاؤ کھانے سے بھی سحری میں حتیٰ الامکان پرہیز کیا جائے یہ بھی پیاس کو بڑھا دیتی ہیں۔

افطار میں لیموں' فالسہ' آلو بخارا اور صندل سے شربت تیار کرکے استعمال کیے جائیں۔ ان مشروبات سے دل کو فرحت اور تسکین حاصل ہوتی ہے۔ تربوز بھی کھایا جاسکتا ہے بشرطیکہ اس کے ساتھ چاول اور کوئی مشروب نہ پیا جائے۔ آم کا موسم بھی آگیا ہے' افطار میں اس کا جوس تیار کرکے استعمال کیا جائے' اس سے بھرپور توانائی حاصل ہوگی۔ افطار میں پکوڑے' سموسے اور کچوریاں کھانے کو جی چاہتا ہے' ان کو گھر میں عمدہ تیل میں پکا کر استعمال کیا جائے اور زیرہ سفید' پودینہ' انار دانہ میں حسبِ ذائقہ نمک شامل کرکے چٹنی تیار کی جائے اور اس کے ساتھ کھایا جائے تو معدے میں گرانی نہیں ہوگی اور نماز کے دوران گیس کی شکایت بھی نہیں ہوگی۔

روزے کا فاقہ
بیماریوں سے افاقہ

حکیم شمیم احمد

امام غزالیؒ نے اپنی کتاب ''کیمیائے سعادت'' میں تحریر کیا ہے

''غذاؤں کی لذت تو بہت اُٹھا چکے ذرا فاقوں کا مزہ بھی چکھ کر دیکھو۔''

ایک دور تھا جب ایمان کی روح پرور ہوائیں چل رہی تھیں تو ذوقِ تلاوت اور شوقِ عبادت سے نہ مرد محروم تھے اور نہ ہی خواتین اس سعادت سے تہی دامن تھیں۔ ماؤں بہنوں اور بیٹیوں نے گھروں کی فضاؤں کو قرآن سے معطر کیا ہوا تھا۔ قرآن کی تلاوت سے در و دیوار صبح و شام گونجتے تھے۔ چھوٹے بچوں کو دودھ کی شکل میں جسمانی غذاؤں کے ساتھ ساتھ قرآن کی صورت میں روحانی غذا بھی مل جاتی تھی۔ بعض اوقات ایسا بھی دیکھنے میں آیا کہ ادھر بچے نے دودھ پینا چھوڑا اور اُدھر قرآنِ حکیم کا کچھ حصہ حفظ ہو چکا ہوتا۔ کہاں وہ مبارک دور اور کہاں آج کا پُرآشوب ماحول کہ جس میں بچوں کو ایسی ماؤں کا دودھ پینا پڑتا ہے جو موسیقی پر تھرکتی اور گانوں کی آوازوں پر سرور میں آتی ہیں۔ ان کے دن کا آغاز بھی موسیقی کی آوازوں سے ہوتا ہے اور اختتام بھی ڈھول ڈھمکّے سے ہوتا ہے۔ اس ماہ مبارک میں کثرت سے قرآنِ حکیم کی تلاوت کی جاتی ہے' لیکن جو رِقّت و اثر صحابہ کرامؓ اور تبع تابعینؒ کے دل پر ہوتا تھا' وہ کیفیت ہمارے دلوں میں کیوں نہیں پیدا ہوتی۔ (بقیہ ص 32 پر)

میرے سعادت مند بیٹے! ہزار ہا دعائیں

بیٹا! دولت مند ہو یا غریب، محل میں رہنے والا ہو یا جھوپڑی میں، تعلیم یافتہ ہو یا ان پڑھ، تاجر ہو یا ملازمت پیشہ، بادشاہ ہو یا فقیر سب کی ایک ہی چاہت و خواہش ہے کہ کسی طرح دل کو سکون حاصل ہو جائے اور اس سکون کے لیے اپنی سوچ کے مطابق مختلف ذرائع استعمال کرتا ہے۔ صاحبِ ثروت لوگ بیرون ملک جا کر سکون حاصل کرنا چاہتے ہیں، کوئی اپنی تجارت چمکا کر راحت و سکون حاصل کرنا چاہتا ہے، کوئی اپنا اعلیٰ اسٹیٹس قائم کر کے سوسائٹی میں سرخرو ہو کر اپنے آپ کو راحت پہچانا چاہتا ہے۔ کوئی اولاد کو اعلیٰ تعلیم دلوا کر اعلیٰ منصب پر فائز کر کے سمجھتا ہے کہ چین و سکون پا لوں گا، کوئی خوبصورت مکان تعمیر کر کے سکون چاہتا ہے لیکن اپنی تمام تر صلاحیتیں صَرف کرنے کے باوجود جس سکون کی تلاش میں وہ سرگرداں رہتا ہے وہ اسے میسر نہیں آتا، گو کہ کچھ لوگ خواب آور گولیاں کھا کر وقتی طور پر ڈپریشن دور کر لیتے ہیں، لیکن پھر بھی وہ قدرتی نیند سے محروم رہتے ہیں۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ایمان والوں کے دلوں کو اطمینان اللہ کے ذکر سے ہوتا ہے ارشاد ربانی ہے:

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَىِٕنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَىِٕنُّ الْقُلُوْبُ (الرعد: 28)

ترجمہ: یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے ہیں اور جن کے دل اللہ کے ذکر سے اطمینان حاصل کرتے ہیں۔ یاد رکھو کہ صرف اللہ کا ذکر سے ہی دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے۔

ذکر سے مراد ہر وقت ہاتھ میں تسبیح لے کر بیٹھنا مقصود نہیں، نہ ہی ہر وقت قرآنِ حکیم کی تلاوت اور کثرت سے نوافل پڑھنا مقصود ہے۔ اس سے مراد ہر وقت دل میں اللہ تعالیٰ کا دھیان ہو، اس کی پسند اور ناپسند کا ہر لمحہ خیال رکھا جائے کہ کہیں وہ ہمارے کسی عمل سے ناراض نہ ہو جائے۔ گھر میں ہو یا بازار میں، تجارت میں ہو یا ملازمت میں اس کے احکامات کے مطابق زندگی گزاری جائے، جو لوگ اللہ کی یاد سے اعراض کر کے صرف دنیاوی اسباب اور مادّی وسائل میں سکون حاصل کرنا چاہتے ہیں، ان کے لیے قرآن حکیم میں سخت وعید آئی ہے۔ ارشاد ربّانی ہے:

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِیْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِیْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَعْمٰى ۝ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِیْۤ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِیْرًا ۝
قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰیٰتُنَا فَنَسِیْتَهَا وَكَذٰلِكَ الْیَوْمَ تُنْسٰى (طٰہٰ: 124-126)

ترجمہ: اور جو میری نصیحت سے منہ موڑے گا تو اس کو بڑی تنگ زندگی ملے گی اور قیامت کے دن ہم اسے اندھا کر کے اُٹھائیں گے۔

وہ کہے گا ”یارب! تو نے مجھے اندھا کر کے کیوں اُٹھایا حالانکہ میں تو آنکھوں والا تھا؟“

اللہ کہے گا ”اسی طرح ہماری آیتیں تیرے پاس آئی تھیں، مگر تو نے انھیں بھلا دیا اور آج اسی طرح تجھے بھلا دیا جائے گا۔“

اللہ سبحانہ تعالیٰ نے ایک جگہ اور ارشاد فرمایا ہے:

زُیِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِیْنَ وَالْقَنَاطِیْرِ الْمُقَنْطَرَةِ
مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَیْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ (ال عمران: 14)

ترجمہ: لوگوں کے لیے ان چیزوں کی محبت خوش نما بنا دی گئی ہے جو ان کی نفسانی خواہش کے مطابق ہوتی ہیں، یعنی عورتیں، بچے، سونے چاندی کے لگے ہوئے ڈھیر، نشان لگائے ہوئے گھوڑے، چوپائے اور کھیتیاں۔ یہ سب دُنیاوی زندگی کا سامان ہے (لیکن) ابدی انجام کا حسن تو صرف اللہ کے پاس ہے۔

بیٹا! کئی لوگ خواہشات کے اسیر ہو کر ڈپریشن کا شکار ہو گئے کیوں کہ ان کی خواہشات کی تکمیل نہیں ہو سکی، کئی ایسے مریض مطب میں علاج معالجے کے لیے آتے ہیں جو نیند نہ آنے کی شکایت کرتے ہیں کہ آنکھیں بند ہوتی ہیں، لیکن ذہن جاگ رہا ہوتا ہے۔ رات بھر پریشان کن خواب آتے رہتے ہیں۔ ذہن منتشر اور ماؤف رہتا ہے۔ قوت فیصلہ کمزور ہو چکی ہے۔ انھیں جب اللہ کا ذکر کرنے کا مشورہ دیا جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ کئی مرتبہ مسجد میں باجماعت نماز ادا کرنے کی کوشش کی، لیکن نیت باندھتے ہی گھبراہٹ شروع ہو جاتی ہے، مجبوراً نیت توڑ کر مسجد سے واپس جانا پڑتا ہے، ایسے ہی لوگوں کے لیے اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا ہے:

وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا (کہف: 28)

ترجمہ: اور کسی ایسے شخص کا کہنا نہ مانو جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر رکھا ہے اور جو اپنی خواہشات کے پیچھے پڑا ہوا ہے اور جس کا معاملہ حد سے گزر چکا ہے۔

بیٹا! انسان کو مخاطب کر کے کہا جا رہا ہے ظَلُوْمًا جَهُوْلًا کہ انسان تو بھی کتنا پگلا ہے، انگاروں پر بیٹھا ہے اور چاہتا ہے کہ تجھے ٹھنڈک نصیب ہو، گندگی کے ڈھیر پر بیٹھ کر چاہتا ہے کہ تجھے خوشبو کے دلنواز جھونکے آئیں، کانٹوں پر بستر بچھایا ہے اور چاہتا ہے کہ چبھن بھی نہ ہو، تیل چھڑک کر تیلی جلاتا ہے اور چاہتا ہے کہ آگ بھی نہ لگے۔ اپنے پالن ہار کو بھلا رکھا ہے اور چاہتا ہے کہ پریشانیاں

باپ کی بیٹے کو قیمتی نصیحتیں

محمد دانش

بھی نہ آئیں۔

يَا أَيُّهَا الْإِنسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ (الانفطار : 6) ترجمہ : اے انسان ! تجھے کس چیز نے اپنے اس پروردگا کے معاملے میں دھوکا لگا دیا ہے جو بڑا کرم والا ہے۔

☆ تجھے نہ سیم زر کی چھنا چھن سکون دے سکتی ہے۔ ☆نہ تخت وتاج تیرے دل کے اضطراب کو دور کر سکتا ہے۔

☆نہ رقص وسرور اور میوزک تیری قلبی بیماریوں کا علاج ہے۔ ☆نہ بدکاری اور فحاشی تجھے مطمئن رکھ سکتی ہے۔

☆نہ منشیات کا استعمال تیرے قلب ودماغ کو سکون دے سکتا ہے۔

☆ تجھے سکون ملے گا تو میری یاد کی چھاؤں میں ملے گا' میرے ذکر کی خوشبو سے ملے گا۔ أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ

بیٹا ! حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے سکونِ قلب حاصل کرنے کے لیے بہت آسان نسخہ بتایا ہے کہ لذّت گناہوں میں نہیں' بلکہ اللہ تعالیٰ کی بندگی میں ہے۔چناں چہ جس چیز کو آپ لذت کا سامان سمجھ رہے ہیں' کبھی اس سے گزر کر اس کے دوسرے پہلو پر بھی نظر کیجیے' تب آپ کو اندازہ ہو گا کہ یہ ظاہری لذّت اصل میں آپ کا چین و سکون برباد کرنے کے مترادف ہے۔ مشہور قاعدہ ہے کہ ہر چیز کی پہچان اس کی ضد کو دیکھ کر ہوتی ہے۔آپ نے مشاہدہ کیا ہو گا کہ مینڈک گندے تالاب میں رہتا ہے اور وہ اسی میں پیدا ہوا ہوتا ہے' وہ چوں کہ صاف وشفّاف پانی سے واقف نہیں' اس لیے اس کے نزدیک وہ سڑی ہوئی کیچڑ ہی صاف شفّاف پانی ہے' لیکن اگر کبھی صاف شفّاف پانی پر اس کا گزر ہو جائے تو اس کو اس وقت اس کیچڑ کی حقیقت فوراً واضح ہو جائے گی۔اسی طرح ہم نے چوں کہ گندگی میں ہوش سنبھالا ہے' اس لیے ہم کو اس کی اچھائی یا برائی کی خبر نہیں۔ بطور آزمائش کے یہ کیجیے کہ ایک ہفتے کے لیے گناہوں کو چھوڑ دیجیے اور اپنے دنیاوی کاموں کو مؤخر کر کے اس دوران تلاوت اور اللہ کے ذکر میں مشغول رہیے اور کسی قسم کا گناہ اس عرصہ میں نہ کیجیے۔اس کے بعد اپنے دل کو ٹٹولیے کہ کیا کیفیت ہے؟ مجھے اللہ کی ذات سے امید ہے کہ انشاء اللہ آپ اپنے قلب میں بہار اور چین پائیں گے۔اس موقع کی مناسبت سے شاعر نے کیا خوب اشعار کہے ہیں۔

کسی کو رات دن سر گرم فریاد فغاں پایا
کسی کو فکرِ گونا گوں سے ہر دم سرگراں پایا
کسی کو ہم نے آسودہ نہ زیرِ آسماں پایا
بس اِک مجذوب کو اس غمکدہ میں شادماں پایا

دعاگو

آپ کے ابو

اس کی وجہ یہ ہے کہ معاصی نے دلوں کو زنگ آلود کر دیا ہے اور اس زنگ کو کثرتِ تلاوت اور موت کی یاد سے دور کیا جا سکتا ہے۔ حضرت محمد بن کعب قرظیؒ جلیل القدر تابعی گزرے ہیں۔فرمایا کرتے تھے جو قرآن پڑھے گا اسے ضرور عقل کی دولت حاصل ہو گی' خواہ اس کی عمر سو سال کیوں نہ ہو گئی ہو۔قرآن حکیم ایک ایسا سمندر ہے' جس کی تہہ نایاب جواہر ریزوں سے لبریز ہے۔اس سمندر میں غوطہ زن ہونے والے ہر شخص کو نئے نئے موتی ہاتھ آتے ہیں جو سعادت مند لوگ اپنا تزکیہ کرتے ہیں اور ڈوب کر قرآن پڑھتے ہیں ان کے سامنے قرآنی علوم و معارف کے نئے نئے دروازے کھلتے جاتے ہیں اور یہ سلسلہ رُکنے میں نہیں آتا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ جنہیں عمر ثانی بھی کہا جاتا ہے۔انتہائی خوف الٰہی رکھنے والے انسان تھے۔حکومت و سلطنت دلوں کو سخت اور مواخذہ سے بے خوف بنا دیتی ہے۔ لیکن حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے دل کو اس نے خشیتِ الٰہی سے لبریز کر دیا تھا۔قرآن حکیم کی تلاوت کرتے ہوئے ان پر عجیب کیفیت طاری ہو جاتی تھی۔ خصوصاً ایسی آیات جس میں قیامت کے مناظر اور اُخروی محاسبہ کا ذکر ہوتا تو تڑپ کر بے حال ہو جاتے' ایک شب یہ آیت پڑھی ''جس دن لوگ بکھرے ہوئے پروانوں کی مثل ہو جائے اور پہاڑ دھنکی ہوئی اُون کی مثل ہوں گے۔'' پڑھتے ہی زور سے چیخے اور اُچھل کر اس طرح ساکن ہو گئے معلوم ہوتا تھا کہ ختم ہو گئے ہیں' پھر ہوش میں آ گئے۔ایک دن نماز میں یہ آیت پڑھی ''انھیں ذرا رو کو ان سے باز پرس کی جائے گی'' تو اتنے متاثر ہوئے کہ اسی آیت کو بار بار دہراتے رہے اور اس سے آگے نہ بڑھ سکے' انتقال کے وقت بھی قرآن کی تلاوت کر رہے تھے اور یہ آیت زبان پر تھی ''یہ آخرت کا گھر ہم اُن لوگوں کے لیے بناتے ہیں جو زمین میں نہ برتری چاہتے ہیں اور نہ فساد پھیلاتے ہیں اور عاقبت پرہیزگار لوگوں کے لیے ہے۔''

جنت تکبر کرنے والوں کی جگہ نہیں' بلکہ اہل تواضع کا مقام ہے' جو لوگ زمین میں بڑا بنتے ہیں اور فساد مچاتے ہیں' انھیں جنت میں داخل نہیں ہونے دیا جائے گا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ ان سعادت مند انسانوں میں سے تھے جو دنیاوی عہدہ اور اقتدار کے باوجود آدابِ زندگی نہیں بھولے اور رب کی کبریائی اور جلال کے سامنے ان کی گردن جھکی رہتی۔ حضرت ابراہیم بن ادہمؒ نے ایک مرتبہ ایک شخص سے دریافت کیا کہ ''تو خدا کا ولی بننا چاہتا ہے؟'' اس نے کہا: ''ضرور چاہتا ہوں۔'' آپ نے فرمایا: ''دنیا اور آخرت کی کسی بھی چیز میں رغبت نہ کر اور اپنے آپ کو صرف حق تعالیٰ شانہ کے لیے خاص کر لے اور تو ہمہ تن اس کی طرف متوجہ ہو جا' تاکہ وہ بھی ہمہ تن تیری طرف متوجہ ہو جائے اور تجھے اپنا ولی بنا لے۔''

معزز قارئین ! اس دنیا نے کسی کے ساتھ وفا نہیں کی' یہ بڑی دھوکے باز ہے۔ عربی کے مشہور اسکالر عبدالعزیز میمنؒ کا مشہور مقولہ ہے

لَذَّاتُ الدُّنْيَا كُلُّهَا كَسُمُومٍ بِالْعَسَلِ ترجمہ : دنیا کی تمام لذتیں ایسی ہیں جیسے شہد میں ملا ہوا زہر۔

ذرا ایک نظر اپنے عزیز و اقارب اور ساتھیوں پر ڈالیے' اُن میں سے کتنے ہی ایسے ہیں جو پچھلے رمضان میں آپ کے ساتھ تھے' مگر اب اس دنیا میں نہیں ہیں۔اب ہمیں اپنی فکر کرنی چاہیے اور اس ماہ مبارک کے ہر لمحہ کی قدر کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ اس رمضان کو ہماری مغفرت اور جہنم سے خلاصی کا ذریعہ بنا دے۔ آمین !

Your Friend In Real Estate

جُنید امین

الحمدللہ پورے اطمینان اور بھروسے کے ساتھ
بحریہ ٹاؤن، ڈی۔ایچ۔اے سٹی اور ڈیفنس کراچی میں
محفوظ اور منافع بخش سرمایہ کاری۔
معلومات اور مشورے کے لیے

جُنید امین

نزد مسجد بیت السلام، خیابان جامی، فیز 4، ڈیفنس، کراچی

021-35313254 - 0300-9213373 junaidameen@live.com

مسائل پوچھیں اور سیکھیں

مفتی محمد توحید

وہ صورتیں جن میں روزہ ٹوٹنے پر قضاء و کفارہ دونوں لازم ہوتے ہیں

سوال: روزہ فاسد ہونے کی وہ کون کون سی صورتیں ہیں جن میں روزے کی قضاء اور کفارہ دونوں لازم ہو جاتے ہیں؟

جواب: بلاعذر، جان بوجھ کر کوئی ایسا کام کرنا جس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، اس سے روزے کی قضاء بھی لازم ہوتی ہے اور کفارہ بھی۔ مثلاً: جان بوجھ کر کھا پی لینا، میاں بیوی کا ہم بستر ہو جانا، جب کہ روزہ یاد ہو، خواہ مسئلہ معلوم ہو یا نہ ہو، نسوار، سگریٹ، حقہ، بیڑی وغیرہ پینا۔

جن صورتوں میں روزہ نہیں ٹوٹتا

سوال: وہ کون کون سے کام ہیں جن میں بظاہر کھانا پینا یا جسم کو طاقت فراہم کرنے والی چیزوں کو استعمال کیا جاتا ہے، لیکن اس کے باوجود ان سے روزے پر کوئی اثر نہیں پڑتا؟

جواب: وہ کام جن سے نہ روزہ ٹوٹتا ہے اور نہ مکروہ ہوتا ہے، یہ ہیں:

1. آنکھوں میں دوائی یا سرمہ لگانا۔
2. خود بخود قے آنا۔
3. بھول کر بیوی سے صحبت کرنا۔
4. بھول کر کھانا پینا۔
5. سر اور بدن میں تیل لگانا۔
6. مسواک کرنا۔
7. عطر یا پھولوں کی خوشبو سونگھنا۔
8. کسی بچے کو پیار کرنا
9. کثرت سے نہانا۔
10. بچہ کو دودھ پلانا۔
11. مرگی کا دورہ پڑنا۔
12. نکسیر پھوٹنا۔
13. کسی زہریلی چیز کا ڈس لینا۔
14. خون چڑھوانا۔
15. کلی کے بعد منہ کی تَری کا حلق میں لگنا۔
16. تھوک نگل لینا۔
17. کسی بھی قسم کا انجکشن یا ٹیکہ لگوانا۔
18. ڈرپ چڑھوانا۔
19. مکھی وغیرہ کا بے اختیار حلق میں چلے جانا
20. کسی کو خون دینا۔
21. دھونی دینے کے بعد اگر بتی، لوبان یا عود سونگھنا، بشرطیکہ دھواں باقی نہ ہو
22. گرمی کی شدت کم کرنے کے لیے رومال بھگو کر سر پر رکھنا۔
23. پان کی سرخی اور دوا کا ذائقہ منہ میں باقی رہنا۔
24. بواسیر کے مسّوں کو طہارت کے بعد اندر دبا دینا۔
25. کان میں پانی ڈالنا یا بے اختیار چلے جانا۔
26. ناک سُڑک کر رینٹ کا حلق میں چلا جانا۔
27. ضرورت کے وقت کوئی چیز چکھ کر تھوک دینا۔
28. ٹوتھ پیسٹ یا منجن استعمال کرنا، بشرطیکہ وہ حلق میں نہ جائے۔
29. خالص آکسیجن لینا جس میں ادویات شامل نہ ہوں۔
30. بیوی سے بوس و کنار کرنا، بشرطیکہ جماع تک پہنچنے کا اندیشہ نہ ہو۔
31. دانتوں سے نکلنے والے خون کو نگل لینا، بشرطیکہ خون تھوک سے کم ہو اور اس کا ذائقہ بھی محسوس نہ ہو۔

زکوٰۃ کن کن چیزوں پر فرض ہے؟

سوال: کن کن چیزوں پر زکوٰۃ فرض ہے؟

جواب: واضح رہے کہ مندرجہ ذیل چیزوں پر زکوٰۃ فرض ہے:

1. سونا، جب ساڑھے سات تولہ (87.48 گرام) یا اس سے زیادہ ہو۔
2. چاندی، جب ساڑھے باون تولہ (612.35 گرام) یا اس سے زیادہ ہو۔
3. نقد روپیہ اور مالِ تجارت، بشرطیکہ مالِ تجارت کی قیمت چاندی کے نصاب (ساڑھے باون تولہ) کے برابر ہو۔ مالِ تجارت سے مراد وہ چیزیں ہیں جن کو خریدتے وقت آگے بیچ کر نفع کمانے کا ارادہ ہو اور اب تک بیچنے کی نیت بھی برقرار ہو، لہٰذا مکان، پلاٹ یا دیگر سامان جو بیچنے کے لیے خریدے ہوں اور اب بھی یہی ارادہ ہو تو ان پر زکوٰۃ فرض ہو گی۔ ہاں! اگر یہ سامان ذاتی استعمال کے لیے ہو یا خریدا تو تجارت کے لیے ہو، لیکن پھر اس کے بیچنے کا ارادہ ملتوی کر دیا ہو یا مکان اس نیت سے خریدا ہو کہ کرایہ پر دے کر نفع حاصل کریں گے تو ان صورتوں میں زکوٰۃ فرض نہ ہو گی۔
4. مذکورہ بالا اشیاء کے مجموعے پر، یعنی کسی کے پاس کچھ سونا ہے، کچھ چاندی ہے، تھوڑے سے نقد پیسے ہیں اور کچھ مالِ تجارت ہے اور ان سب کی مجموعی مالیت چاندی کے نصاب (ساڑھے باون تولہ) کے برابر ہے تو اس پر زکوٰۃ

فرض ہے۔ واضح رہے کہ سونا، چاندی اور مالِ تجارت کا چالیسواں حصہ (ڈھائی فیصد) زکوۃ میں دینا ضروری ہے۔

5 فیکٹریوں، ملوں اور کارخانوں کے شیئرز پر بھی زکوۃ فرض ہے، بشرطیکہ ان کی قیمت چاندی کے نصاب کے برابر ہو۔ باقی فیکٹری کی مشینری، فرنیچر اور استعمال کی چیزوں پر زکوۃ فرض نہیں۔

31واں روزہ

سوال: مختلف ممالک کے درمیان اوقات اور مطلع کے فرق کی وجہ سے بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخص اپنے ملک سے رمضان کے تیس روزے پورے کرکے آتا ہے اور جہاں وہ آتا ہے وہاں رمضان کا ایک دن باقی رہ جاتا ہے۔ ایسی صورت میں اس کے لیے کیا حکم ہے؟ آیا ۳۱واں روزہ بھی اس کے ذمہ لازم ہے یا نہیں؟

جواب: صورتِ مسئولہ میں احترامِ رمضان کے طور پر اس کو روزہ رکھنا چاہئے، باقی رمضان کا کوئی روزہ اب اس کے ذمہ باقی نہیں رہا، کیونکہ صریح حدیث کے بموجب رمضان کے زیادہ سے زیادہ تیس ایام ہی ہوسکتے ہیں، البتہ اگر یہ روزہ نہ رکھا جائے تو احترامِ رمضان کے منافی عمل ہونے کی وجہ سے گنہگار تو ہوگا، مگر قضا یا کفارہ واجب نہ ہوگا۔

تراویح میں ختمِ قرآن کے احکام

سوال: آج کل ماہِ رمضان میں نمازِ تراویح میں ختمِ قرآن کے حوالے سے ایک رواج چل پڑا ہے (خاص طور پر ملک کے بڑے شہروں میں) اور وہ یہ ہے کہ رمضان المبارک کے ابتدائی دنوں میں ختمِ قرآن کی کوشش کی جاتی ہے: کہیں تین روزہ، کہیں پانچ روزہ تو کہیں چھ روزہ ختمِ قرآن! اس کے لیے اخبارات میں اشتہار بازی کی جاتی ہے اور شہر کی مین شاہراہوں پر بینرز آویزاں کیے جاتے ہیں۔ اب پوچھنا یہ ہے کہ تراویح میں ختمِ قرآن بھی شریعت کا ایک حکم ہے، آیا اس طرح ختمِ قرآن کا اہتمام کرنا جائز ہے؟ کیا اس سے قرآنِ کریم کی بے ادبی نہیں ہوگی؟

جواب: واضح رہے کہ رمضان المبارک میں تراویح میں ایک ختمِ قرآن سنت ہے، جسے لوگوں کی سستی کے باعث ترک نہیں کرنا چاہئے۔ دو ختم باعثِ فضیلت اور تین ختم افضل ہے، بشرطیکہ مقتدی پوری توجہ اور بشاشت کے ساتھ سن سکیں۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ وہ ہر رکعت میں دس آیتیں یا اس کے برابر پڑھا کرتے تھے، نیز تراویح میں قرآن کی تلاوت اور ارکانِ نماز میں حد سے زیادہ جلدی کرنا مکروہ، جبکہ ترتیل کے ساتھ پڑھنا مطلوب ہے۔ تراویح میں ختمِ قرآن کرنے والے کو چاہئے کہ وہ اتنا قرآن پڑھے کہ لوگ اپنی سستی کی وجہ سے جماعت سے بھاگنے نہ لگیں، اس لیے کہ جماعت کی کثرت لمبی قرأت سے زیادہ اہم ہے۔

دس دنوں سے کم میں تراویح میں قرآن ختم کرنے کا سلف صالحین کے یہاں نہ معمول تھا اور نہ فقہاء نے کہیں اس کو ذکر کیا ہے، چنانچہ مولانا اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں: رمضان شریف میں قرآن مجید کا ایک مرتبہ ترتیب وار تراویح میں پڑھنا سنتِ موکدہ ہے۔ اگر کسی عذر سے اس کا اندیشہ ہو کہ مقتدی تحمل (برداشت) نہ کرسکیں گے تو پھر "الم ترکیف" سے اخیر تک دس سورتیں پڑھ دی جائیں۔

یہ تو ظاہر ہے کہ سلف صالحین دین کے منشاء اور روح کو ہم سے زیادہ سمجھنے والے اور ان کے متبعین واصحاب ہمارے دور کے عوام سے نسبتاً زیادہ بہتر تھے، اس کے باوجود ان کی احتیاط کا یہ عالم تھا، جبکہ ہمارے زمانے کا حال تو اس سے بہت برا ہے، مگر اس کے باوجود چار چار، پانچ پانچ ختم اور ہر مسجد میں تین تین ختم کا ایک رواج سا ہوتا جارہا ہے۔

اس میں کئی طرح کے نقصانات ہیں: سب سے بڑا نقصان تو یہ ہے کہ ایک ختم کے بعد بہت سے لوگ تراویح کی نماز ہی نہیں پڑھتے، حالانکہ وہ پورے ماہ مسنون ہے اور بالخصوص اہلِ تجارت اور کاروباریوں کے یہاں تو یہ عام بات ہوگئی ہے کہ ایک ختم ایک ہفتے میں کرلیا اور اس کے بعد تراویح ہی چھوڑ دی۔

دوسرے، اس سے قرآن کریم کی بے حرمتی ہوتی ہے۔ بوڑھوں، کمزوروں اور معذوروں میں سے بہت سے لوگ جماعت میں شریک ہوتے ہیں اور پھر وہ آخر تک مجبوراً شریک رہتے ہیں، حالانکہ تھکن اور کمزوری کی وجہ سے قرآن مجید سننے سے غافل اور بے توجہ ہوجاتے ہیں، چند ہی لوگ ہوتے ہیں جو اس قدر قرآن بشاشت اور توجہ سے سنتے ہوں۔

تیسرے، اس سے تلاوت میں ترتیل، الفاظ کی صحیح ادائیگی کی رعایت نہیں ہوتی جو کہ مکروہ ہے۔ حضرت ابن عباس اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ ترتیل کے ساتھ کم پڑھنا ترتیل کے بغیر زیادہ اور تیز پڑھنے سے بہتر ہے، جبکہ یہ ایک عام مشاہدہ ہے کہ اس قسم کے زیادہ پڑھنے والے حفاظ اکثر اس طرح پڑھتے ہیں کہ قرآن مجید کے الفاظ سمجھ میں ہی نہیں آتے۔

چوتھے، آج کل یہ ایک طرح کا مظاہرہ ہوگیا ہے کہ ہر حافظ اپنی تیز رفتاری اور حفظ کا مظاہرہ کرتا ہے اور اسے اپنے لیے فخر ومباہات کا ذریعہ بنالیتا ہے اور ظاہر ہے کہ اس کی کراہت میں کیا شبہ ہوسکتا ہے؟

خلاصہ کلام یہ ہے کہ تراویح میں ختمِ قرآن کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ پورے ماہ مبارک میں ایک ہی ختم کیا جائے جو یکم رمضان سے شروع ہو اور رمضان کی ستائیسویں یا انتیسویں کو ختم کیا جائے۔

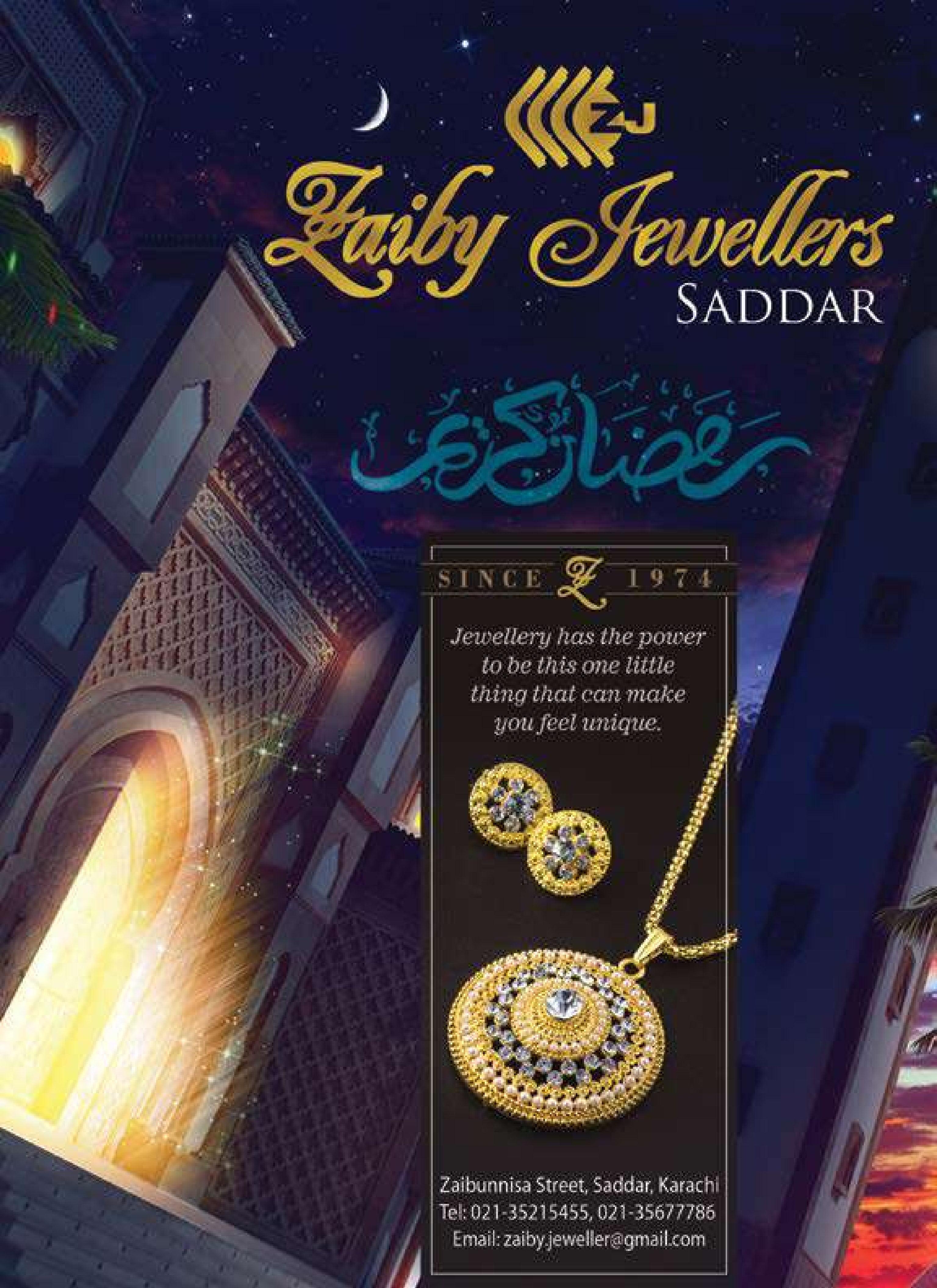
ZJ
Zaiby Jewellers
SADDAR
رمضان كريم
SINCE Z 1974
Jewellery has the power to be this one little thing that can make you feel unique.
Zaibunnisa Street, Saddar, Karachi
Tel: 021-35215455, 021-35677786
Email: zaiby.jeweller@gmail.com

زندگی کی لہر

بنتِ محمود رحیم

''مجھے بھوک لگی ہے۔'' یہ وہ جملہ تھا جو ننھی سارہ صبح سے ساتویں مرتبہ کہہ چکی تھی۔ سعدیہ نے بے چینی سے کروٹ بدلی۔ ''بھوک لگی ہے تو میں کیا کروں...؟؟ کہاں سے تمہیں کھانا لا کر دوں...؟؟ بلال صبح سے گیا ہوا ہے، تم سے انتظار نہیں ہوتا کیا...؟؟ تمہاری عمر کی ندا بھی تو ہے، مگر اس نے ایک بار بھی کچھ نہیں کہا۔'' سعدیہ نے غصہ سارہ پر اتارا اور کروٹ بدل کر آنکھوں میں آئی نمی کو صاف کرنے لگی۔

سارہ کچھ دیر تو اس کی پشت کی طرف دیکھتی رہی، پھر ندا کی طرف متوجہ ہوئی۔

''ندا...!! تمہیں بھوک نہیں لگ رہی کیا؟'' حسرت سے پوچھتے ہوئے اس کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ وہ بار بار زبان ہونٹوں پر پھیر کر ان کو تر کرنے کی کوشش کر رہی تھی، جو خشک ہو کر پھٹنے کے قریب تھے۔ ندا جو بڑی دیر سے چھت کو گھور رہی تھی، اچانک چونک پڑی اور اپنی اس کزن کو دیکھا جو اس سے چند ماہ چھوٹی تھی۔ ''نہیں!!'' اس نے دھیرے سے کہا اور دوبارہ چھت کی طرف دیکھنے لگی، جیسے کسی معجزے کی منتظر ہو۔

''اچھا...!!'' وہ مایوس ہو کر لیٹنے لگی۔ ''سعدیہ آپی ٹھیک کہتی ہیں کہ میں امی ابو کے اس دنیا سے چلے جانے کے بعد زیادہ ہی نخرے کرنے لگی ہوں، میں بگڑ گئی ہوں۔'' وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑا رہی تھی۔ ''پرسوں کھانا کھایا تھا تو کم از کم دو تین دن بھوکا رہنے کی عادت تو ڈالنی چاہیے۔ اب تو ایسا ہی ہونا ہے تو یہ بات میں کیوں نہیں سمجھتی۔'' زیرِ لب بولتے ہوئے وہ لیٹ چکی تھی اور سعدیہ یہ سن کر بے آواز رو پڑی۔

وہ دبے پاؤں بلی کی طرح چلتے ہوئے فائقہ کے کمرے کی طرف بڑھ رہی تھی۔ آہستہ سے دروازہ کھولا تو فائقہ کو لیپ ٹاپ میں مشغول پایا۔ اب اسے اپنی طرف متوجہ نہ پایا تو دھیرے دھیرے چلتے ہوئے، اس کے ساتھ بیٹھ کر اس کے کان میں زور سے چیخ ماری تو فائقہ جو پوری طرح لیپ ٹاپ میں مشغول تھی، اس نئی افتاد سے گھبرا گئی اور فائقہ کی چیخ بھی نکل گئی، لیکن جب ساتھ بیٹھی مناہل پر نظر پڑی تو اس کی جان میں جان آئی۔ ''تم میں کوئی انسانوں والی بات بھی ہے؟'' اب فائقہ مناہل پر شروع ہو چکی تھی۔ جواباً مناہل ہنس پڑی۔

''تم کر کیا رہی ہو؟'' مناہل نے اسکرین پر نظریں دوڑاتے ہوئے پوچھا۔

''یار! عید کی ڈریس سرچ کر رہی تھی۔ رمضان میں ایک مہینہ بھی نہیں رہ گیا۔'' فائقہ کی انگلیاں کھٹا کھٹ چل رہی تھیں۔ ''ہاں! یہ تو ہے۔ ابھی سے شاپنگ شروع کریں گے تو عید تک ہی مکمل ہو گی۔'' مناہل نے اس کی تائید کی۔

''اس لیے کہہ رہی ہوں۔ تم جلد اپنی مما سے اجازت لو، پھر نکلتے ہیں شاپنگ کے لیے۔'' فائقہ نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ تو وہ سر ہلا کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

''رمضان میں صرف 8 دن رہ گئے ہیں۔ اس مرتبہ رمضان امی، ابو، چاچو اور چاچی کے بغیر کیسے گزرے گا؟'' بلال باسی روٹی پانی میں بھگو کر کھاتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔

''یہ بات ایک طرف کہ ان کے بغیر کیسے گزرے گا... اصل بات یہ ہے کہ گزرے گا

کیسے ؟؟" سعدیہ نے اپنے بڑے بھائی کی طرف دیکھتے ہوئے مایوسی سے کہا۔ "آج بھی سارہ کو میں نے ڈانٹ کر چپ کروادیا' لیکن میں اپنی بے بسی کو ڈانٹ کے ذریعے کب تک چھپاؤں گی؟ امی ابو کو بھی جانے کی جلدی تھی... ہمیں لاوارثوں کی طرح چھوڑ گئے ہیں۔ کب تک ان حالات کا مقابلہ کریں گے۔ کب تک ترکی میں رہیں گے۔" وہ بہتے ہوئے آنسوؤں سے اپنے بھائی سے پوچھ رہی تھی۔

"بچوں جیسی باتیں مت کرو۔" بلال نے ہاتھ روک کر خفگی سے سعدیہ کی طرف دیکھا۔ "ان لوگوں سے بہت بہتر ہو جو اب تک شام میں ہیں۔ ان کی طرح تم بھاگتی تو نہیں پھر رہی۔ یہاں کم از کم زندگی کی رمق تو ہے۔" بلال نے دھیمے لہجے میں سمجھایا۔

"تمہاری بات ٹھیک ہے' لیکن آگے کا تو سوچو۔ یہاں آ تو گئے ہیں' لیکن ہمیں اب تک سر چھپانے کو جگہ نہیں ملی ہے۔ دو دیواریں ہیں جن پر کپڑا ڈال کر گھر نما بنا دیا ہے۔ دو دو دن کھانے کو کچھ نہیں ملتا' نہانے کو پانی نہیں ہے' گرمی ہے اور دن بدن بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ تم اور میں برداشت کر سکتے ہیں' ان بچیوں کا تو سوچو۔" اس نے سارہ اور ندا کی طرف اشارہ کیا جو بے خبر سو رہی تھیں "یہ کیسے برداشت کریں؟؟ ان کے لیے ماں باپ کی جدائی' کسی بڑے سانحے سے کم نہیں ہے' پھر اس طرح کے حالات..." سعدیہ نے چہرے سے آنسو صاف کیے۔ "ندا تو اس خوف کے مارے کچھ نہیں کہتی کہ ہم اس کے کزن ہیں' لیکن سارہ تو اکڑ جاتی ہے..." سعدیہ نے بے بسی سے کہا تو بلال نے کھانا چھوڑ کر دیوار سے ٹیک لگائی اور آنکھیں موند لیں۔ "یہ سانحہ ایک دو کے لیے نہیں سعدیہ!! ماں باپ سے جدائی' وطن سے جدائی ہمارے لیے بھی کسی سانحے سے کم نہیں' لیکن گزارا تو کرنا ہے نا۔ رو کر نہیں تو ہنس کر' ہنس کر نہیں تو رو کر۔"

"کدھر کی تیاری ہے تم لوگوں کی؟" فائقہ' مناہل اور سبرینہ کو تیار ہو کر جاتے دیکھا تو فائقہ کی ماما نے پوچھا جو فائقہ کی دادو کے ساتھ ان کے کمرے میں بیٹھی تھیں۔

"ماما! شاپنگ کے لیے جا رہے ہیں۔" سبرینہ نے جواب دیا۔

"کس چیز کی شاپنگ؟" دادو نے عینک کے پیچھے سے گھورا تو فائقہ بھی وہیں بیٹھ گئی۔

"دادو... میری بھولی دادو... عید قریب ہے تو عید کی ہی شاپنگ ہو گی نا۔"

"ابھی سے؟" دادو پر گویا حیرت کا پہاڑ ٹوٹ پڑا "ابھی شعبان کے کچھ دن ہیں' پھر رمضان کا پورا مہینہ ہے۔ اتنا پہلے کیوں؟؟"

"دادو! اتنے سارے کپڑے لینے ہیں' پھر ان کے ساتھ کی سینڈلز' جیولری وغیرہ... بہت کچھ ہے لینے کو۔ یہ تو ابھی بھی مناہل کی وجہ سے کافی لیٹ ہو گیا ہے۔" فائقہ نے تفصیل بتائی۔

"کتنے کپڑے لینے کا ارادہ ہے اس بار؟؟" فائقہ کی ماما نے پوچھا۔

"ماما! اس مرتبہ کوئی نئی بات تو نہیں ہے' جتنے پچھلی عیدوں میں لیتے رہے ہیں' اس بار بھی اتنے ہی لیں گے۔ ایک چاند رات کا' 6 عید کے دنوں کے لیے اور باقی دو تین کپڑے اس کے علاوہ۔" فائقہ نے لاپروائی سے کہا۔

"عید کے چھ جوڑے؟ غضب خدا کا! عید کے چھ جوڑے۔" دادو نے دہرایا۔

"تم لوگ چھوٹے بچے ہو' جن کو بار بار کپڑے تبدیل کروانے پڑتے ہیں' احساس نام کی کوئی چیز ہے تم لوگوں میں؟" دادو کا غصہ عروج پر تھا۔ فائقہ اور سبرینا نے مدد طلب نگاہوں سے ماما کی طرف دیکھا تو انھوں نے نظریں جھکا لیں۔

"ارے کچھ تو خدا کا خوف کرو... پوری دنیا میں مسلمانوں کے ساتھ جو سلوک کیا جا رہا ہے' اس کے متعلق بھی سوچو... اگر فرصت ملے تو۔ یہاں دس' دس جوڑے بنائے جا رہے ہیں' وہاں ان کے پاس پہننے کے لیے کپڑے نہیں ہیں' بھوک مٹانے کے لیے کھانا نہیں ہے' وہ کھلے آسمان تلے گزارا کرنے پر مجبور ہیں۔" دادو رندھی ہوئی آواز میں کہہ رہی تھیں۔ "چلو! جلدی کرو... دیر ہو جائے گی تو پھر ماما ناراض ہو جائیں گی۔" مناہل نے کوفت زدہ لہجے میں کہا تو وہ دونوں ہی جلدی سے اٹھ کھڑی ہوئیں اور دادو ان کو تاسف سے جاتا دیکھتی رہیں۔

"یا اللہ! کتنی گرمی ہے۔ اپنی رحمت برسا دے۔" سعدیہ نے دوپٹے سے چہرے پر آیا پسینہ صاف کیا۔ "اور اگر اللہ نے رحمت برسا دی تو ہم کہاں رہیں گے' کیچڑ میں؟؟" بلال نے گویا طنز کیا۔ "بھیا! افطاری کے لیے بھی سوکھی روٹی ہو گی؟" سارہ نے اس کو ہلا کر اپنی طرف متوجہ کیا۔

رمضان میں رحمتیں ہوتی ہیں' لیکن وہ اس مہینہ میں رحمتیں تلاش کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ کھلے آسمان تلے شدید گرمی میں روزے رکھنے پر مجبور تھے۔ سحری میں روٹی کے باسی ٹکڑے ہوتے' جنہیں وہ زبردستی حلق میں اتارتے' پینے کے لیے پانی بھی موجود نہ تھا' افطاری میں بھی کوئی پھل مل جاتا تو کھا لیتے' ورنہ پانی سے روزہ کھولتے۔ ان سب کی حالت بہت ردی تھی۔ ندا اور سارہ یہ روزے رکھ رہی تھیں' اگرچہ وہ دونوں ابھی 9 سال کی تھیں' لیکن چھوٹی عمر سے جو عادت اس کے والدین نے روزے رکھنے کی ڈالی تھی' وہ پختہ تھی۔ جس کی وجہ سے وہ ان سخت حالات میں بھی روزہ چھوڑنے پر تیار نہ تھیں۔ "نہیں چندا... میں کھانے کی تلاش میں نکلتا ہوں' شاید کھانے کو کچھ مل جائے۔" بلال نے پیار سے اس کے گال تھپتھپائے۔

"ارے... یہ ندا نظر نہیں آ رہی۔" اچانک سعدیہ کو خیال آیا تو وہ دونوں چونک گئے۔ بلال فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور تیزی سے باہر کی طرف نکلا۔ سارہ اس کے ساتھ تھی۔ دور دور تک وہ کہیں نظر نہ آئی۔ بلال تیز تیز قدم اٹھاتا کبھی ایک طرف تو کبھی دوسری طرف جا رہا تھا۔ "بھیا... ! وہ دیکھیں اس طرف۔" سارہ نے چلّا کر ایک طرف اشارہ کیا تو وہ دونوں اس طرف تیزی سے چل پڑے۔ قریب جا کر دیکھا تو بلال کا دل کٹ کر رہ گیا۔ اس جگہ پر تھوڑا پانی جمع ہو گیا تھا۔ ندا اس جگہ کے قریب تر زمین پر اوندھے منہ لیٹی ہوئی تھی۔

"ندا!" بلال نے اسے سیدھا کیا۔ "تم پاگل ہو گئی ہو کیا؟ اس جگہ کیا کر رہی ہو؟"

"بھیا! اس جگہ تھوڑی ٹھنڈک ہے۔ اس وجہ سے یہاں لیٹ گئی تھی۔ پیاس بہت لگ رہی تھی نا...!!" وہ کم زور آواز میں کہہ رہی تھی تو بلال کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور وہاں سے واپس جاتے ہوئے سارہ یہ سوچ رہی تھی کہ ندا کے کپڑے تو خراب ہو گئے ہیں' وہ دوسرے کپڑے کہاں سے لائے گی؟؟

"یا خدایا! اتنی گرمی...!!" فائقہ نے شاپنگ بیگز صوفے پر رکھے اور اے سی چلا کر نیچے کشن پر دادو کے قریب دھپ سے گر گئی۔

"تمہیں کس نے کہا تھا اتنی گرمی میں شاپنگ پر جانے کے لیے؟" ماما نے اندر آتے ہوئے کہا اور ٹھنڈا شیک اس کی طرف بڑھایا۔ "بیٹا! یہ کیا کر رہی ہو...؟ اس کا روزہ ہے۔" دادو نے بہو کے ہاتھ سے گلاس لیتے ہوئے کہا۔

"ارے دادو! یہ گلاس مجھے دیں۔ بہت پیاس لگ رہی ہے۔" فائقہ نے ان کے ہاتھ سے گلاس لے کر منہ سے لگا لیا۔ "کیا مطلب...! آج تم نے روزہ نہیں رکھا کیا؟" دادو نے صدمے سے چُور آواز میں پوچھا۔

"نہیں دادو! آج شاپنگ کے لیے جانا تھا اور اتنی گرمی ہے' اس لیے روزہ نہیں رکھا۔" فائقہ نے گلاس ٹیبل پر رکھ کر شاپنگ بیگ کھولنے شروع کیے۔

"اچھا! آپ اس بات کو چھوڑیں اور میری شاپنگ دیکھیں۔" وہ اپنی شاپنگ دکھانے لگی اور دادو دکھ سے اسے دیکھتی رہیں۔

"دادو! آپ کیا سوچ رہی ہیں؟" فائقہ نے ان کے سامنے ہاتھ لہرایا۔

"میں یہ سوچ رہی تھی کہ جس طرح تم نے ڈھیر ساری شاپنگ کی ہے، کبھی ان مسلمانوں نے بھی کی ہوگی، جن کے پاس آج پہننے کے لیے کپڑے نہیں ہیں۔ روز کتنے لوگ مر رہے ہیں اور جو ان کے لواحقین ہیں، ان کے لیے کیسا رمضان اور کیسی عید؟" افسردگی سے کہتے ہوئے دادو کی آنکھیں بھر آئیں۔

"دادو! بہت سے لوگوں نے ترکی کی طرف ہجرت کرلی ہے تو اب وہاں تو اس قسم کی کوئی پریشانی نہیں ہوگی۔" آج پہلی مرتبہ فائقہ نے اس معاملہ میں دلچسپی لی تھی۔

"بیٹا! وہاں پہنچنے کے بعد بھی ان کو بہت سی پریشانیوں کا سامنا ہے۔ ترکی نے ان سب کو جگہ تو دی ہے، لیکن ان سب کے اخراجات اٹھانا اور سر چھپانے کے لیے جگہ دینا آسان نہیں ہے اور رمضان میں تو ان کی پریشانیاں مزید بڑھ گئی ہیں، وہ بے چارے گرمی میں روزہ رکھنے پر مجبور ہیں، باوجود اس کے کہ ان کے پاس نہ سحری میں کھانے کے لیے کچھ ہے اور نہ افطاری میں۔ عید کی تیاری تو دور کی بات رمضان میں ان کے پاس پہننے کے لیے اتنا خاص کچھ نہیں ہے۔" دادو رنجیدہ لہجے میں بتا رہی تھیں۔ فائقہ نے شرمندگی سے سر جھکا لیا کہ اتنی آسائشوں کے باوجود اس نے روزہ ترک کر دیا تھا۔

"لیکن دادو! یہ مسلم ممالک کیا کر رہے ہیں؟ ایک نے اگر زمین دی ہے تو باقی کم از کم سامان تو مہیا کریں۔" سبرینہ بھی دادو کے ساتھ آکر بیٹھی تھی۔

"بیٹا! کوئی ملک اتنی خاص مدد نہیں کر رہا۔ پاکستان میں سے بھی "بیت السلام ویلفیئر ٹرسٹ" اس کام میں آگے بڑھا ہوا ہے اور اس نے وہاں کے مہاجرین کے لیے ٹینٹس، ایمبولینس، کھانے کی اشیا اور دیگر ضرورت کی اشیا فراہم کی ہیں اور آگے بھی کرتا آرہا ہے۔"

"دادو! رمضان کے اعتبار سے بھی کیا ان ٹرسٹ والوں نے کچھ اہتمام کیا ہے؟" فائقہ نے دلچسپی سے پوچھا۔

"ہاں! غالباً کیا ہوگا۔" دادو کے الفاظ درمیان میں رہ گئے۔

"غالباً نہیں... یقیناً اماں جان!!" فائقہ نے والد نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔ "بیت السلام ویلفیئر ٹرسٹ نے رمضان کے لیے نصرت مہم شروع کی ہے اور اس کے مختلف پیکجز شیئر کیے ہیں، جس میں فوڈ پیکج، کچن پیکج اور دیگر شامل ہیں اور وہ بہت زیادہ بھی نہیں، بل کہ معمولی رقم ہے۔ اگر ہم میں سے ہر فرد اس پیکج کو اختیار کرے تو وہاں پر ہماری وجہ سے بہت سے لوگ رمضان اور عید بہت اچھے طور پر گزار سکیں گے۔" فائقہ نے والد نے تفصیل بتائی۔

تھوڑی دیر خاموشی کے بعد فائقہ نے اپنا پرس کھولا اور اس میں موجود رقم اٹھا کر اپنے والد کے ہاتھ پر رکھ دی۔

"میں نے ابھی عید کے 4 جوڑے خریدے ہیں اور 6، 7 ابھی خریدنے باقی تھے، لیکن میرے لیے یہ 4 بھی کافی ہیں۔ اگر میری وجہ سے کسی کا رمضان اور عید اچھی گزر سکتی ہے تو یہ میرے جوڑوں سے زیادہ قیمتی ہے۔" فائقہ نے کہا۔

سبرینہ نے بھی پرس کھول کر رقم اپنے والد کی طرف بڑھائی۔ فائقہ کے بڑے بھائی نے بھی والٹ سے پیسے نکالے اور ان کا ننھا بھائی بھی اپنے کمرے کی طرف، اپنے وہ پیسے جو اس نے عید کے لیے جمع کیے تھے، لینے کے لیے بھاگ کھڑا ہوا۔

"اور ہاں! میں اس نصرت مہم کے متعلق اپنی فرینڈز کو بتاتی ہوں، تاکہ وہ بھی اس کارِ خیر میں شریک ہو سکیں۔" فائقہ پُرجوش انداز میں بولتی ہوئی موبائل ہاتھ میں لیے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی اور دادو اسے مسکراتی نظروں سے جاتا دیکھتی رہیں۔

"بھیا!! کیا میں عید میں یہی کپڑے پہنوں گی؟" سارہ نے جو اپنے بھائی کی گود میں سر رکھے ہوئے تھی، پوچھا۔

"رمضان کے روزے بڑی مشکل سے رکھے جا رہے ہیں اور تمہیں عید کی فکر لگی ہوئی ہے۔" سعدیہ نے غصے سے کہا۔ "اور کیا امی، ابو کے بغیر تمہیں عید اچھی لگے گی؟"

"امی کہتی تھیں کہ رمضان کے روزوں کے بعد عید اللہ کا انعام ہوتی ہے تو کیا اللہ ہمیں یہ انعام نہیں دیں گے۔" ندا نے معصومیت سے پوچھا۔

"اللہ تو انعام دے رہے ہیں، مگر سعدیہ آپی ہی لینے نہیں دے رہی۔" سارہ نے جلے کٹے انداز میں کہا اور اٹھ کھڑی ہوئی۔ "چلو ندا! تھوڑی دیر کے لیے باہر چلتے ہیں۔" یہ کہہ کر وہ نکل گئی اور ندا بھی اس کے ساتھ تھی۔

"تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ تم کیوں اتنی تلخ ہو گئی ہو؟ وہ بچیاں ہیں، جتنی مشکل سے یہ گزر رہی ہیں، اگر ان کو تھوڑی سی خوشی مل جائے تو اس سے بڑھ کر اور کیا بات ہوگی اور جب اللہ تعالیٰ موقع فراہم کر رہے ہیں تو تم رکاوٹ کیوں بن رہی ہو؟" بلال خفگی سے سعدیہ کو کہہ رہا تھا۔ "رکاوٹ میں بن رہی ہوں یا حالات؟" سعدیہ نے تلخی سے کہا۔ "کہاں سے کرواؤ گے ان کو عید کی تیاری؟؟"

"اللہ! کوئی نہ کوئی انتظام ضرور..." بلال کے الفاظ درمیان میں رہ گئے۔ ندا اور سارہ دوڑتی ہوئی آئیں۔ "بھیا! جلدی اٹھیں... ہمارے ساتھ باہر چلیں۔" دونوں کے چہرے خوشی سے سرخ ہو رہے تھے۔ بلال جلدی سے اٹھ کر باہر آیا تو فرطِ مسرّت سے اس کے آنسو بہہ پڑے۔ بہت سارے کنٹینرز موجود تھے اور اس میں سے کھانے پینے کا سامان، کپڑے، جوتے اور بھی بہت سی اشیا کے ڈبے اتارے جا رہے تھے، ان کی طرح اور بھی بہت سے شام کے مہاجرین اِرد گرد جمع ہو گئے تھے۔ ان کے چہروں پر گویا زندگی کی لہر دوڑ گئی تھی۔ مُردہ جسموں میں جان آگئی تھی۔ بلال نے صحیح کہا تھا: "اللہ نے اپنے پیاروں کے ذریعے رمضان اور عید کا انتظام کر دیا تھا۔

زیورات کی زکوٰۃ

بنتِ صابر

’’یار راحمہ...!! میں نے درزی کو کچھ کپڑے دینے ہیں۔ میرے ساتھ باہر چلو گی...؟‘‘مسفرہ نے گاڑی کی چابی ہاتھ میں گھماتے ہوئے پوچھا۔

راحمہ اور مسفرہ اچھی پڑوسنیں ہونے کے ساتھ ساتھ ،اچھی سہیلیاں بھی تھیں۔ عموماً شاپنگ پہ بھی ساتھ ہی جایا کرتی تھیں۔

’’ہاں‘ضرور...!! میں نے بھی کچھ دوپٹے پیکو کرانے ہیں۔‘‘راحمہ نے فوراً حامی بھری اور کپڑوں کے تھیلے اٹھانے لگی۔

’’اور سناؤ مسفرہ...!! تمہاری رمضان کی تیاریاں کیسی جارہی ہیں اور عید کا جوڑا بنوالیا یا نہیں؟‘‘راحمہ نے گاڑی میں بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

’’عید کا جوڑا ابھی کہاں...دراصل سارے ڈیزائنیر کے ایگز بیشن تو رمضان میں ہی لگتے ہیں‘لہٰذا عید کے جوڑے تو رمضان میں ہی خریدوں گی۔البتہ ہر جمعہ کا نیا جوڑا سلوالیا ہے اور جمعۃ الوداع کے لیے سوچ رہی ہوں کہ کوئی ریڈی میڈ جوڑا خرید لوں۔ابھی درزی کو ایک جوڑا دوں گی ‘دراصل میری نند کے بیٹے کا تراویح کا ختم قرآن کا کھانا بھی تو ہوگا۔رہا سوال افطار پارٹیوں کا...تواس میں پرانے کپڑوں سے ہی کام چلالوں گی۔‘‘مسفرہ نے سادگی سے کہا۔

’’اُف اللہ...!! مسفرہ اتنے کپڑے...؟؟‘‘راحمہ نے حیرت کا اظہار کیا۔

’’کیا کروں یار مجبوری ہے‘ورنہ سسرال میں ناک کٹ جائے گی۔‘‘مسفرہ نے بے چارگی سے کہا‘جس پر راحمہ انگشت بدنداں رہ گئی۔

’’میں ذرا مارکیٹ جارہی ہوں۔ تمہیں کوئی کام تو نہیں؟‘‘مسفرہ نے دروازے سے اندر آتے ہی پوچھا‘پھر ٹھٹھک کر راحمہ کو دیکھا۔

’’ارے...!! یہ تم رمضان میں ریاضی کا پرچہ کیوں حل کرنے لگ گئی...؟؟ عبادت کرو...ثواب کماؤ...!!‘‘مسفرہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

’’یہ بھی عبادت ہی ہے۔‘‘راحمہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

’’عبادت...!! کیا مطلب...؟؟‘‘مسفرہ کو کچھ اچنبھا سا لگا۔

’’مطلب یہ کہ میں زکوٰۃ کا حساب لگا رہی ہوں۔اگرچہ ضروری نہیں ہے کہ زکوٰۃ رمضان میں ادا کی جائے ‘مگر میں اپنی زکوٰۃ کا حساب رمضان میں کرتی ہوں‘لہٰذا اب زکوٰۃ رمضان میں نکالنی ہے۔‘‘راحمہ نے سمجھایا۔

’’تواس میں حساب کتاب کرنے کی کیا ضرورت ہے...؟؟‘‘مسفرہ نے کہا۔

’’کیا مطلب...؟؟بغیر حساب کتاب کے زکوٰۃ کیسے نکلے گی...؟؟ تم کیا کرتی ہو؟؟‘‘راحمہ نے پوچھا۔

’’میں...وہ میں ماسیوں کو رمضان میں تھوڑا بہت راشن دے دیتی ہوں اور کچھ پرانے جوڑے بھی۔‘‘مسفرہ نے بتایا۔

’’مگر مسفرہ!زکوٰۃ شریعت کا حکم ہے۔یہ درست نہیں ہے کہ جس کا جتنا دل چاہے اُتنا دے دے‘بل کہ کُل مال کا ڈھائی فیصد اللہ کی راہ میں نکالنا ہوتا ہے۔ ہمارے پاس شادی کے زیورات ہیں‘جن کی ہم مالک ہیں۔اس میں سے بھی تو زکوٰۃ نکالنی ہوگی۔‘‘راحمہ نے سمجھایا۔

’’اگر شادی کے زیور کی بھی زکوٰۃ نکالنے بیٹھی تو کافی رقم بن جائے گی۔اتنے پیسے میں کہاں سے لاؤں گی...؟؟‘‘مسفرہ نے بے چارگی سے کہا۔

’’مَنی مینجمنٹ! بھئی!اس دن جو تم نے کپڑوں کی ایک طویل فہرست سنائی تھی ‘اس میں سے کچھ کمی کرو۔ بولو تو ایک سیمینار منعقد کروادوں۔‘‘راحمہ نے شرارتاً کہا۔

’’نہیں‘نہیں...مہربانی تمہاری...!!‘‘مسفرہ ہاتھ جوڑتے ہوئے مسکرائی۔

’’دیکھو مسفرہ!اللہ کا حکم پورا کرنے پر دائمی جنت کا وعدہ ہے‘اگرچہ اپنی خواہشات کا گلا گھونٹ کر مال نکالنا دل پر بوجھ لگتا ہے اور حدیث میں بھی آتا ہے کہ جو بندہ پانچ وقت کی نمازیں پڑھتا ہے...رمضان کے روزے رکھتا ہے...زکوٰۃ ادا کرتا ہے اور کبیرہ گناہ سے بچتا ہے تو اس بندے کے لیے جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور اس سے کہا جاتا ہے کہ تُو سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہوجا۔‘‘راحمہ نے سمجھاتے ہوئے کہا۔

’’شکریہ راحمہ!تم نے میری آنکھیں کھول دیں۔ واقعی!دائمی جنت پر ہمیں چار دن کی دنیا کی رنگینی کو ترجیح نہیں دینی چاہیے۔میں آج ہی جا کر اپنے زیورات کا حساب لگا کر پوری پوری زکوٰۃ دوں گی۔‘‘مسفرہ نے پُر عزم لہجے میں کہا۔

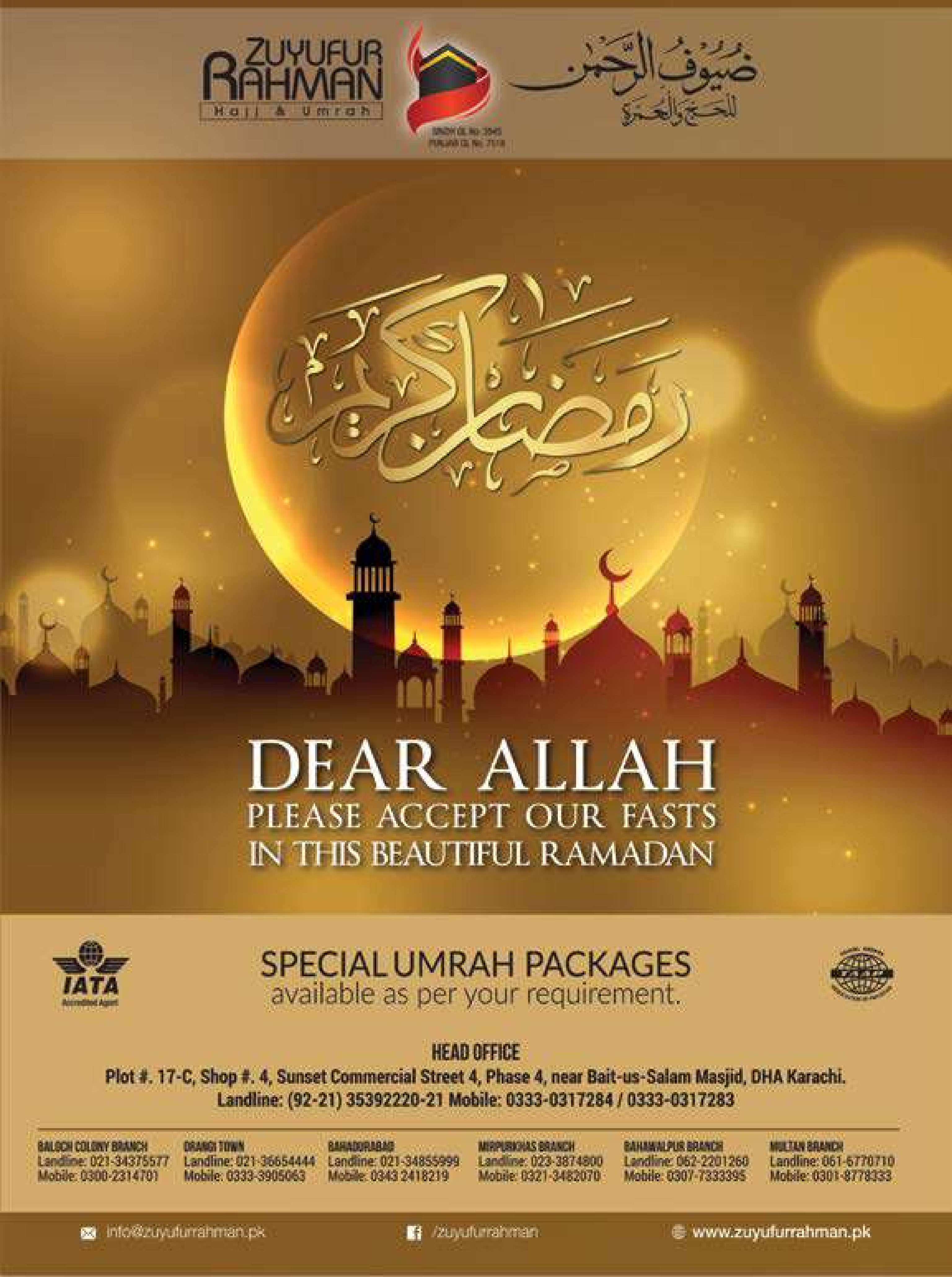
ZUYUFUR RAHMAN
Hajj & Umrah
ضیوف الرحمن
للحج والعمرۃ
رمضان كريم
DEAR ALLAH
PLEASE ACCEPT OUR FASTS
IN THIS BEAUTIFUL RAMADAN
IATA
SPECIAL UMRAH PACKAGES
available as per your requirement.
HEAD OFFICE
Plot #. 17-C, Shop #. 4, Sunset Commercial Street 4, Phase 4, near Bait-us-Salam Masjid, DHA Karachi.
Landline: (92-21) 35392220-21 Mobile: 0333-0317284 / 0333-0317283
BALOCH COLONY BRANCH
Landline: 021-34375577
Mobile: 0300-2314701
ORANGI TOWN
Landline: 021-36654444
Mobile: 0333-3905063
BAHADURABAD
Landline: 021-34855999
Mobile: 0343 2418219
MIRPURKHAS BRANCH
Landline: 023-3874800
Mobile: 0321-3482070
BAHAWALPUR BRANCH
Landline: 062-2201260
Mobile: 0307-7333395
MULTAN BRANCH
Landline: 061-6770710
Mobile: 0301-8778333
info@zuyufurrahman.pk
/zuyufurrahman
www.zuyufurrahman.pk

سیزن

صبا یونس قریشی

"جازم! (پکا ارادہ کرنے والا) یہ دیکھیں انصاف فیبرکس، پرنس محل، ڈیزائنر سب نے 50 فیصد رعایت کا اعلان کیا ہے۔ چلیں! پلیز... مجھے کچھ برانڈڈ سوٹ دلوادیں۔" عاسلہ (پرہیزگار) نے جازم کے سامنے موبائل میں فیس بک کھول کر چند مشہور دکانوں کے ٹائٹل دکھاتے ہوئے منت بھرے انداز میں کہا۔

"اوہو یار...!! سیزن ختم ہورہا ہے۔ اب سردی کا بس اختتام ہے۔ گرمیوں میں کرلینا شاپنگ۔" جازم نے ایک نظر موبائل پر ڈال کر کچھ اُکتائے ہوئے انداز میں کہا تھا۔

"جازم! آپ بھی ناں حد کرتے ہیں... برانڈڈ، برانڈڈ ہی ہوتا ہے۔ اب سیل لگی ہے تو ہمیں فائدہ اٹھانا چاہیے۔ کچھ نہیں پتا چلتا کہ خاندان میں کب، کہاں اور کیا فنکشن ہو جائے۔ یہ برانڈڈ سوٹ بہت کام آتے ہیں اور گفٹ دینے کے لیے بھی بہت کام آتے ہیں اور برانڈڈ کے گفٹ دینے کا آپ کو تو پتا ہی ہے، کیا تاثر قائم ہوتا ہے اور خود پہننے کے لیے کہ عین وقت پر بہت مہنگی خریداری نہیں کرنی پڑتی۔" عاسلہ کے پاس اپنی فرمائش پوری کروانے کے لیے تمام جواز تیار تھے۔ بالآخر جازم کو مانتے ہی بنی۔

اگلے دن جب وہ دونوں میاں بیوی شاپنگ کے لیے اپنی مطلوبہ دکانوں پر پہنچے تو یوں لگتا تھا کہ گویا پورا شہر ہی "سیل" کے انتظار میں تھا۔ تِل دھرنے کی جگہ نہ تھی۔ جازم نے حالات کا جائزہ لے کر آہستگی سے اپنی بیوی کو داد دی کہ اس کو کہتے ہیں "موقع سے فائدہ اٹھانا" اور عاسلہ طمانیت سے مسکرادی۔

"ویسے جازم! ایک بات تو بتائیں... یہ برانڈ ویسے ہم روٹین میں خریدنے نکلیں تو یقیناً ڈیزائنر، گل احمد، شائستہ، الکرم وغیرہ وغیرہ ہم اَفورڈ نہیں کرسکتے اور ہر سال سیزن کے اختتام پر ہر برانڈ ہی ففٹی پرسینٹ ڈسکاؤنٹ کردیتی ہے، تو کیا اس سے کمپنی کو نقصان نہیں ہوتا...؟؟" تھوڑی دیر بعد عاسلہ نے جازم کو مخاطب کیا۔ سیل مین بہت مصروف تھا۔ بینچ خریداروں سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ عاسلہ نے فارغ بیٹھنے سے بہتر اپنے خیالات کا اظہار سمجھا۔

"نہیں یار...!! جب کسی کمپنی کا معیار عوام میں بہت مقبول اور قابلِ اعتماد ہو جاتا ہے تو وہ کمپنی پھر بس اپنے نام کی قیمت وصول کرتی ہے۔ چارگنا زیادہ قیمت لگا کر اپنی پروڈکشن کو مارکیٹ میں پیش کرتے ہیں۔ سیزن کے شروع میں جو بک جاتا ہے، ان کا سارا حساب کتاب اسی میں پورا ہو جاتا ہے اور جو بچ جاتا ہے، اس کو پھر بھی سیل کے نام پر دگنی قیمت پر ہی بیچتے ہیں... ہاں! چھوٹی کمپنیوں کو شاید ہوتا ہو نقصان...!!" جازم نے سیل مین کو اپنی جانب متوجہ پا کر بات سمیٹنے کی کوشش کی۔

"جازم! اس سال تو ماشاء اللہ! رمضان المبارک ایسے گرمی کے وسط میں آرہا ہے کہ گرمی کا بھی سیزن اور رمضان کا بھی اور عید کا بھی۔" عاسلہ نے حساب کتاب میں اُلجھے جازم کو مخاطب کیا۔

"ہوں...!!" مصروف سا، مختصر جواب... کپڑے استری

کرتی عاسلہ نے اپنا کام چھوڑا اور جازم کے پاس جاکے بیٹھ گئی۔

”کیوں اُلجھ رہے ہیں؟“ عاسلہ نے نرم سی فکر مندی سے پوچھا۔

”کچھ نہیں بس! رمضان کے لیے فروٹس کی قیمتوں کا اندازہ لگا رہا ہوں۔“ جازم نے کیلکولیٹر سے رقم جمع کرتے ہوئے بتایا۔

”ہوں...!!“ عاسلہ نے اس کے سامنے بکھرے کاغذات دیکھے اور نا سمجھنے والے انداز میں وہاں سے اٹھ گئی۔ دو گھنٹے بعد جب وہ اپنے کام نمٹا کر سونے کے لیے کمرے میں آئی تو بھی جازم اپنے کام میں مستغرق تھا۔

”بس کریں جازم! کل کر لیجیے گا باقی کام...!!“ عاسلہ نے نیند سے بوجھل آواز میں فکر مندی سے کہا۔

”کل چاند نظر آجائے گا۔ صبح صبح منڈی میں بھاؤ تاؤ کرنا ہے۔ سارے رمضان کی قیمتوں کا انحصار اسی شیڈول پر ہوگا۔ تم سو جاؤ پریشان نہ ہو۔“ جازم نے وضاحت کے بعد ذرا توقف کر کے اس کو تسلی دی۔

”ٹھیک ہے دودھ رکھا ہوا ہے۔ آپ پی لیجیے گا یاد سے۔“ وہ گہری نیند میں بمشکل بول پائی تھی۔

”ٹھیک ہے بیگم!!“ ان کی اس قدر محبت اور فکر، اتنی مصروفیت میں بھی اس کو دلی طمانیت بخش رہی تھی۔ تھکن سے چور ہیں، مگر پھر بھی مدھم مسکراہٹ لیے وہ اپنے کام کی جانب متوجہ تھے۔

رمضان المبارک کا چاند نظر آچکا تھا۔ ہر طرف رمضان المبارک کی خاص گہما گہمی اور رونق تھی۔ مسجدیں قرآن کی تلاوتوں سے گونج رہی تھیں... گھروں میں عورتیں سحری و افطاری کی فکر میں ہلکان تھیں... بچے عید آنے کی خوشی اور رمضان المبارک میں عام دنوں سے بڑے دستر خوان کی خوشی میں مگن تھے۔ ایک خاص پُر نور ماحول سے فضا معطر تھی۔

”جازم...!! ہر چیز کو جیسے آگ لگ گئی ہے... سبزی تک اتنی مہنگی ہو چکی ہے کہ ایک ہفتے میں ہی بجٹ اوور ہو رہا ہے۔ عام دنوں میں 20 روپے میں کتنے سارے لیموں آجاتے ہیں اور اب رمضان المبارک میں، جو گرمی کا روزہ ہے 20 روپے کے دو لیموں آرہے ہیں۔ یہ کیا ہو رہا ہے جازم...؟؟“ عاسلہ سر پکڑ کر بیٹھی تھی، جیسے اب رو ہی پڑے گی۔ ”عاسلہ! یوں پریشان نہیں ہوتے۔ اللہ برکت دے گا۔“ جازم نے نرمی سے اس کو تسلی دی۔

”آپ کو پتا ہے جازم کہ مہنگائی نے کیا ستم ڈھایا ہے اُمتِ مسلمہ پر... ہر کوئی ہماری طرح کھینچ تان کر بجٹ پورا نہیں کر سکتا۔ میں صبح درزن کو کپڑے سلنے کے لیے دینے گئی تو اس کی بیٹی بیٹھی رو رہی تھی۔ میں نے پوچھا: کیوں رو رہی ہے تمہاری بیٹی...؟ اس نے بتایا کہ باجی اس کا آم کھانے کو دل کر رہا ہے۔ آپ کو پتا ہے کہ یہ آم کا موسم ہے، مگر آم کی قیمت آسمان سے باتیں کر رہی ہے... ہمارے جیسے لوگوں کو دو وقت کی سوکھی روٹی پانی کے ساتھ ہی میسر آجائے تو غنیمت ہے... اب میں کہاں سے اتنے مہنگے آم خرید کے لاؤں۔ کسی دکان دار سے ایک آم مانگ لو تو ایسے گھورتا ہے، جیسے میں مفت میں مانگ رہی ہوں۔

باجی...!! اللہ نے تو یہ مہینہ نیکیوں کا سیزن بنایا ہے اور ایسا بنایا ہے کہ ہر نیکی کی قیمت کو کئی گنا بڑھا دیا (مطلب سستا کر دیا) چار فرضوں پر ستر فرضوں کے برابر ثواب ملتا ہے اور نفل فرض کے برابر ہو جاتے ہیں، مگر باجی! اللہ رحم کرے ہمارے ملک کے حال پر، کیوں کہ ہم نے اس کو کمانے کا سیزن بنالیا ہے۔ رمضان سے پہلے جس چیز کی قیمت 100 روپے تھی، وہ اب 300 روپے ہو گئی ہے۔ باجی! ہمیں تو اس پیٹ کے جہنم کو بھرنے واسطے، اس نیکیوں کے سیزن سے بھی فائدہ اٹھانے کا پوری طرح وقت نہیں مل پاتا اور لوگ سارا دن خوب کما کر رات کو سکون سے سوتے ہیں۔“ عاسلہ نے دکھ بھرے انداز میں درزن کی ساری بات جازم کے گوش گزار کر دی۔

”اور حیرت کی بات سنیں جازم! آج مغرب کی اذان کے وقت سامنے والی مسجد کے مؤذن صاحب نے دروازہ بجا کر روزہ کھولنے کے لیے کھجور یا پانی مانگا، کہہ رہے تھے: ”جو آسانی سے دے سکے وہ دے دیں۔“ جازم یہ حال ہو گیا ہے ہمارا... میں نے مؤذن صاحب سے پوچھا: ”کیا آج آپ کے پاس افطاری نہیں بھیجی محلے سے کسی گھر نے؟“ تو پتا ہے جازم انھوں نے کیا کہا؟ کہا: ”بہن! اللہ آپ کے گھر میں برکت دے... اتنی مہنگائی ہے کہ گھر کے افراد ہی خود پیٹ بھر کر روزہ کھول لیں تو بڑی بات ہے اور آپ کو پتا ہے بہن! یہ محلّہ درمیانے طبقے والوں کا ہے۔“ جازم یہ تو نیکیوں کا سیزن ہوتا ہے ناں؟؟ پھر ہم یہ دولت کا ڈھیر کمانے کا سیزن کیوں بنا رہے ہیں...؟؟“ جازم سر جھکائے اپنی بیوی کی باتیں سن رہا تھا۔

”جازم! مجھے کل فرح بھابھی یہ بتا رہی تھیں کہ اس سال تقریباً سب دکان داروں نے اپنا مال رمضان میں کھولنے کا فیصلہ کیا ہے۔ رمضان سے پہلے کپڑا نکل گیا تو رمضان کی مارکیٹ بیٹھ جائے گی۔ گرمی کی عید ہے، لوگ سادے کپڑے ہی پہنتے ہیں۔ اب تو زیادہ تر دکان داروں نے ”اسٹاک“ پیک کا پیک رکھ دیا ہے۔“ اب عاسلہ کی آواز بھیگ چکی تھی۔ جازم چپ چاپ اپنا محاسبہ کرنے پر مجبور تھا۔

”عاسلہ!! عاسلہ!! کہاں ہو بھئی؟؟“ کچن میں شکنجبین کے لیے لیموں نچوڑتی عاسلہ، لیموں ہاتھوں میں پکڑے پکڑے ہی باہر آئی تو (بقیہ ص 45 پر)

حقدار

اہلیہ مظفر

"یہ مہر اپنے آپ کو سمجھتی کیا ہے...؟ ایک بیٹی کا بیرون ملک میں رشتہ کیا ہو گیا کہ محترمہ کا نخرہ بھی ساتویں آسمان پر پہنچ گیا اور کہہ رہی ہے کہ ہم نے کبھی غرور نہیں کیا... اونہہ!!" عِفّت استہزائیہ طور پر ہنسی "صحیح کہتے ہیں... غرور نہ کرنے والوں کو بھی اس بات کا غرور ہوتا ہے کہ ہم مغرور نہیں ہیں۔" عفت بیگم جب سے اپنی پڑوسن سے مل کر آئی تھی جلی کٹی ہی کہے جا رہی تھی اور جن کو سنا رہی تھی، وہ صوفے پر ٹیک لگائے زیرِ لب وِرد کر رہے تھے۔

جب عفّت نے اپنی کہی ہوئی بات کا کوئی ردِّ عمل نہ دیکھا تو اُسے حسبِ عادت طیش چڑھا: "میں کوئی دیواروں سے باتیں نہیں کر رہی سکندر صاحب!!"

"جی... پتا ہے مجھے!" آخر اُنھیں اپنی پوزیشن درست کرنا ہی پڑی۔

"کیا پتا ہے...؟؟ اگر پتا ہوتا تو ہاتھ پہ ہاتھ دھرے یوں نہ بیٹھے ہوتے...!!

یہ ساتھ والی مہر کی بیٹی اپنی اسما کے ہم عمر ہے، لیکن دیکھیے قسمت...!! کینیڈا سے رشتہ آیا ہے اور ماں ایسے سب کو بتاتی پھر رہی ہے، جیسے ہم تو غریب، لاچار، کنویں کے مینڈک ہیں...!! آپ سن رہے ہیں میری بات...؟" وہ سکندر صاحب کو ایسے گھور رہی تھی، جیسے ابھی سالم نگل جائے گی۔

"آپ کا روزہ نہیں ہے عفّت؟" انھوں نے بیوی کی بات پر ایک سرد آہ بھری۔

"جی...!!" سوال گندم، جواب چنا کے مصداق عفّت بیگم کو ایسے لگا، جیسے انھوں نے موضوع بدلنے کی کوشش کی ہے۔

"کیا مطلب...؟؟ کیوں نہیں ہے... الحمد للہ! مسلمان ہوں میں۔" عفّت بیگم نے فخریہ کہا۔

"پھر کیوں دوسروں کی غیبتیں کر کے آپ اپنا روزہ خراب کر رہی ہیں۔" انھوں نے نرم لہجے میں ان کی تصحیح کرنی چاہی۔

"تو کیا میں اب آپ سے کوئی بات بھی نہ کروں...؟؟" وہ روہانسی ہو گئی۔

"میں یہ نہیں کہہ رہا، میں تو..."

"بس میں سمجھ گئی... آپ کیا کہنا چاہ رہے ہیں۔" عفّت بیگم نے ان کی بات کاٹتے ہوئے کہا اور برقعہ اٹھایا اور یہ جا وہ جا۔ سکندر صاحب تأسف سے سر جھٹک کر رہ گئے۔ واقعی کچھ عادتیں جاتے جاتے ہی جاتی ہیں...!!

"ہاں...! یہ سامان دوسری گلی میں حمید صاحب ہیں نا، اُن کو دے دینا... لیکن بتانا مت کہ میں نے دیا ہے... اور یہ چیزیں تمھاری جو بیوہ خالہ ہیں!!" سکندر صاحب صحن میں رکھے صدقہ و زکوۃ کے سامان کے بارے میں ملازم لڑکے کو ہدایات دے رہے تھے اور اندر بیٹھی عفّت بیگم کو ہول اٹھ رہے تھے اور بالآخر جب وہ سامان تقسیم کر کے اندر داخل ہوئے تو سامنے ہی بیگم صاحبہ خوف ناک تیور لیے بیٹھی تھیں۔

"شکر الحمد للہ...!! سارا کام احسن طریقے سے ہو گیا۔" بات کرتے کرتے دھیان جب بیوی کی طرف گیا تو انھیں کچھ گڑ بڑ کا احساس ہوا۔

"کیا ہوا...؟؟ طبیعت تو ٹھیک ہے...؟؟"

"کچھ خیال بھی ہے گھر کا یا نہیں؟ اتنی مشکل سے میرا بیٹا اس لیے کما کر لاتا ہے کہ آپ سخاوت کرتے ہوئے، ان غریبوں پر پیسا لٹا دیں۔ خود بھوکے رہ کر دوسروں کو کھانا کھلانا کہاں کا اصول ہے... اور ویسے بھی جو مانگے اسے دینا ہی نہیں چاہیے، کیوں کہ وہ مستحق نہیں ہوتے... اور ایک آپ ہیں... کسی غریب کا بس پتا لگ جائے، اسے مالا مال کرنا جیسے ضروری ہو جاتا ہے۔" سکندر صاحب کو صرف چھیڑنے کی دیر تھی، وہ پھٹ پڑیں اور پھر مسلسل اپنے چہرے پر گڑی نظروں کا احساس ہوا تو جھینپ سی گئیں۔ شوہر کے چہرے پر سمٹی حیرت نے انھیں خاموش کر دیا۔

"کب بھوکی رہ رہی ہیں آپ...؟" وہ بہت دیر بعد بولے بھی تو کیا۔ عفّت بیگم بری طرح شرمندہ ہوئیں۔

"دوسروں کی خوشی میں خوش رہنا آپ کب سیکھیں گی...؟؟ کیا جب لوگ آپ کی خوشی میں خوش رہنا ختم کر دیں گے...؟؟ یاد رکھیں عفّت!! خوشیاں بانٹنے سے ہی بڑھتی ہیں اور یہ رمضان کے روزے صرف بھوکا رہنے کے ساتھ ہی خاص نہیں ہیں، یہ روزے کچھ ایسے اعمال کے ساتھ مربوط کیے گئے ہیں، جس سے میرا رب اور اس کے بندے خوش ہو جائیں۔

آپ سمجھ دار ہیں عفّت!! اگر آپ کی بیٹی کا بیرون ملک سے رشتہ نہیں آیا تو یہ بد قسمتی نہیں ہے، بل کہ یہ تقدیر کا وہ فیصلہ ہے، جس سے انحراف ممکن نہیں ہے۔ کیا پتا ہماری بیٹی کی قسمت، اس سے بہتر ہو اور آپ جو کہہ رہی ہیں کہ آپ کے بیٹے کی کمائی، میں اِن غریبوں پر لُٹا رہا ہوں..."

''نہیں میں یہ نہیں کہنا چاہ رہی تھی...''انھوں نے خشک لبوں پر زبان پھیرتے ہوئے اپنی صفائی پیش کرنی چاہی۔ سکندر صاحب مسکرا دیے' کیوں کہ وہ جانتے تھے کہ وہ دل کی بری نہیں تھیں' بس زبان کنٹرول میں نہ رہتی تھی۔

''ہم م... ٹھیک ہے' لیکن کبھی دل میں یہ خیال لائیے گا بھی مت' کیوں کہ غریبوں کی ہی برکت سے اللہ تعالیٰ ہمیں نعمتوں سے نوازتا ہے اور چاہتا ہے کہ ہم اپنے مال میں سے اُن لوگوں کا بھی حصہ نکالیں' جو بلا شبہ اس مال میں پورے کے پورے حق دار ہیں۔ آئیں! آج سے عہد کرتے ہیں...''

''کیسا عہد بابا جان؟''لاؤنج میں داخل ہوتے ہوئے دونوں بچوں نے بیک وقت کہا۔''کہ ہم رمضان کا ہر وہ حق ویسا ہی ادا کریں گے' جیسا اُس کے ادا کرنے کا حق ہے اور ہمارا ہر قول و فعل رحمٰن کے حکم اور رضا کے مطابق ہوگا۔''سکندر صاحب نے کہا۔''ان شاء اللہ !!''تینوں نے ایک ساتھ کہا۔

''عاسلہ...!! عاسلہ...!! کہاں ہو بھئی...؟؟''کچن میں شکنجبین کے لیے لیموں نچوڑتی عاسلہ' لیموں ہاتھوں میں پکڑے پکڑے ہی باہر آئی تو چھوٹا سا صحن مختلف پھلوں کی ٹوکریوں سے تقریباً بھرا ہوا تھا۔

عاسلہ کی آنکھوں میں حیرت ٹھاٹھیں مار رہی تھی۔''اتنے سارے فروٹ...!! کیا کروں گی میں ان سارے فروٹس کا...؟؟''عاسلہ نے جازم کو متحیر ہونے والے انداز میں کہا۔

''یہ نیکیوں کا سیزن ہے... پورے محلے میں پیکٹس بنا کر دے آؤ اور سب کو کہنا کہ پورے رمضان فروٹ ہمارے گھر سے لے لیا کریں اور عاسلہ! میں نے منڈی میں بھی اپنے مال کے دام عام دنوں والے کر دیے ہیں' شاید یہ قدم صحرا میں بارش کی پہلی بوند کی مانند ثابت ہو جائے اور سبزی اور فروٹ والے تمام دکان دار بھی اپنے ریٹ کم کرنے پر مجبور ہو جائیں۔''خوشی اور ناقابل یقین سی کیفیت میں عاسلہ کی آنکھوں سے بے اختیار دو موتی چھلک پڑے۔

چند لمحے بعد دونوں میاں بیوی پیکٹ بنا رہے تھے اور دھیرے دھیرے ٹوکریوں کا سارا پھل پیکٹس میں تبدیل ہو چکا تھا۔ وہ نہیں جانتے تھے کہ رمضان میں نیکیوں کی' نوازشات کی' کرم کی' جود و سخا کی ہوا چلانے والی ذات کو یہ منظر کتنا بھایا تھا... کیا اس مہربان سے بڑھ کر بھی کوئی اس سیزن میں نواز سکتا ہے؟؟

آج ماشاء اللہ! 25 روزے ہو چکے تھے اور 26ویں روزے کی سحری کی تیاری میں سب مگن تھے۔ عاسلہ کی آنکھ کھلی تو جازم کے کھاتے' کتابیں حسب معمول بیڈ پر بکھرے پڑے تھے اور وہ خود تہجد پڑھ رہا تھا۔ نماز پڑھ کر دیر تک دعا مانگ کر' جب وہ سحری کھانے کے لیے کچن میں گیا تو عاسلہ کھانا تقریباً تیار کر چکی تھی۔

''بڑے دن بعد لگتا ہے رات حساب کتاب کیا آپ نے...؟؟''عاسلہ نے کھانا سامنے پیش کرتے ہوئے مسکرا کر کہا۔''سوچ رہا ہوں کہ نہ ہی حساب کرتا تو اچھا تھا...!!''

''کیوں...؟ کیا ہوا...؟ نقصان ہو گیا کیا...؟؟''ان کے سنجیدہ سے انداز پر عاسلہ پریشان سی ہو گئی۔

''عاسلہ! رمضان المبارک واقعی اللہ کا مہینہ ہے۔ پتا ہے عاسلہ! جس دن سے میں نے عام دنوں کا ریٹ لگا کر پھل بیچا تو گویا ساری منڈی میں گاہک مجھ پر ہی ٹوٹ پڑے... اگر عام دنوں میں میرے 10 گاہک ہوتے ہیں تو رمضان کی برکت سے 100 گاہک ہو گئے... اتنے بے شمار فروٹ محلے میں دینے کے باوجود منڈی میں پھل اتنا بکا کہ میں تھک جاتا تھا... پورے رمضان حساب کا وقت ہی نہ مل سکا... آج حساب لگایا تو پتا ہے اللہ کے سیزن سے میں نے کیا کمایا...؟؟ جتنا نفع میں عام دنوں میں 5 سالوں میں کماتا ہوں' اس سال اللہ نے صرف 25 دنوں میں دے دیا ہے۔''یہ کہتے ہوئے جازم کی نظریں جھکی ہوئی تھیں اور آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔''تم نے ٹھیک کہا تھا عاسلہ! نیکیوں کا سیزن ہے یہ... اور ہم ہفتہ ہفتہ لگا کر رمضان کی خاص قیمتوں کا شیڈول ترتیب دیتے ہیں کہ سیزن ہے' ہم زیادہ کما لیں گے...!!''جازم ہلکا سا ہنسا تھا۔''مگر عاسلہ! آج مجھے احساس ہوا کہ جو نظام اللہ نے بنایا ہے' ہم اس میں تغیر نہیں کر سکتے... ہمیں نیکیاں کمانے کے لیے قیمتوں کو کم کرنا چاہیے' نہ کہ مزید بڑھا چڑھا کر سیزن کشید کرنے کی کوشش کریں...!! رمضان واقعی رحمت کی برسات ہے... جود و سخا کی ہوا ہے... رحم و کرم کا سیلاب ہے' وہ تو اس ماہِ مبارک میں اپنے ریٹ کم کر دیتا ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ ہم ریٹ بڑھا کر سیزن بنائیں گے؟؟ ہے کوئی اس کے برابر ریٹ کم کرنے والا...؟؟ ہے کوئی اس سے بڑھ کر مہربان...؟؟ ہے کوئی اس سے زیادہ قدردان...؟؟''بھوک تو ختم ہو چکی تھی' مگر ضمیر چیخ رہا تھا کہ اتنے عرصے سے ہم کون سا سیزن کشید کرتے رہے...؟؟ اصل سیزن تو اس سال دیکھا تھا...!!

ماہِ رمضان شروع ہوتے ہی ''نورما'' کی مصروفیات میں اضافہ ہوگیا۔ پہلے وہ اسکول سے گھر آکر کھانا کھاتی اور جو سوتی تو عصر کے بعد ہی جاگتی' پھر شام کی چائے کے بعد بچوں کی کچھ کاپیاں چیک کرکے' پارک واک کے لیے بھی جاتی تھی' جہاں سے واپس آتے ہی رات کے کھانے کی تیاری اور کھانا کھانے کے بعد صبح اسکول جانے کی تیاری کرکے وہ جلد سونے کی کوشش کرتی تھی' کیوں کہ اسکول کی وین صبح سویرے 6:30 بجے آتی تھی اور اتنی دیر میں وہ بمشکل اپنے اور معاذ کے ناشتے کے ساتھ ساتھ چار سالہ ارباز کا بھی لنچ تیار کرتی تھی' جسے اُس نے اِس سال ہی اسکول داخل کروایا تھا' اس طرح اُس کا سارا دن اس قدر مصروف گزرتا کہ اُسے نماز اور قرآن کے لیے ٹائم ہی نہ ملتا...ایسے میں رمضان کے مہینے 30 دن خاصے غنیمت لگتے تھے' جن میں وہ کوشش کرتی کہ سال بھر کی عبادت ایک ساتھ ہی کرکے اپنے رب کو راضی کرلیا جائے' اسی لیے اس نے پہلے ہی سحری وافطاری کے لیے کافی کچھ بنا کر فریز کرلیا تھا' تاکہ اپنے ٹائم کی بچت کر سکے' پھر اسکول سے بھی جلد چھٹی ہوتی تھی اور نورما کوشش کرکے جیسے تیسے' وہ نہ صرف پانچ وقت کی نماز پڑھتی' بل کہ رات میں آدھا سپارہ بھی پڑھ لیا کرتی تھی۔

آج دوسرا روزہ تھا اور وہ کل سے محسوس کررہی تھی کہ اُسے نماز یا قرآن پڑھتا دیکھ کر ارباز مارے حیرت کے اپنے سارے کھیل کود چھوڑ کر اُس کے سامنے آبیٹھتا اور جب تک وہ اپنا فرض ادا کرتی' اس کا بیٹا صرف اپنی ماں کو تکے جاتا' جیسے کسی اُلجھن کا شکار ہو اور آج بھی ایسا ہی ہوا' وہ جیسے مغرب کی نماز کے لیے کھڑی ہوئی تو ارباز اس کے قریب ہی نیچے کارپٹ پر آبیٹھا اور خاموشی سے اپنی ماں کی حرکات وسکنات کو دیکھنے لگا۔ جب نورما نے سلام پھیر کر اپنے بیٹے کی جانب دیکھا تو مسکرا کر بولی:

''کیا بات ہے بیٹا! مما پہ پیار آرہا ہے کیا؟؟''

''مما! آپ یہ کیا کررہی ہیں؟'' غالباً اس کا اشارہ نماز کی جانب تھا۔

''بیٹا! نماز پڑھ رہی ہوں۔'' جواب کے ساتھ ساتھ نورما تھوڑا شرمندہ بھی ہوگئی۔

''کیوں...؟'' ارباز کے ''کیوں'' نے نورما کو مزید شرمندہ کردیا اور اسے سمجھ نہ آیا کہ اب وہ اِس چار سالہ بچے کو کیا جواب دے اور کیسے سمجھائے... بالآخر وہ کچھ سوچ کر بولی: ''بیٹا! کیوں کہ نماز پڑھنے سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے اور ویسے بھی یہ رمضان کا مہینہ ہے' اس میں اللہ کی عبادت کرنی چاہیے' جس کا ہمیں انعام ملتا ہے۔'' نورما نے پیار سے اس کے گالوں کو چھوا۔

''مما...!!'' ارباز کچھ سوچتے ہوئے بولا ''کیا اللہ صرف رمضان کے مہینے میں ہی آتا ہے؟'' ارباز کے جواب نے نورما کو لاجواب کردیا۔ اب اس کے پاس ایسی کوئی وضاحت نہ تھی' جس سے وہ اس معصوم بچے کو سمجھا سکتی اور اسی ایک چھوٹی سی بات میں ہمارے سوچنے کے لیے بہت کچھ ہے۔

ارباز کا جواب اپنی سوچ کے حساب سے بالکل درست تھا۔ نماز وقرآن تو ہم پر پورا سال فرض ہے' پھر کیوں ہم میں سے اکثر لوگ اپنی عبادتوں کے لیے رمضان کے محتاج ہوتے ہیں۔ اسلام نے دوسروں کی مدد کے لیے کوئی خاص وقت مقرر نہیں کیا' پھر بھی ہم اسی ایک ماہ میں رحم دلی اختیار کرتے ہوئے دوسروں کے کام آتے ہیں اور جیسے ہی یہ مبارک ماہ ختم ہوتا ہے' ہم بھی اپنی تمام تر ذمہ داریوں سے فارغ ہوجاتے ہیں۔ مسجدیں خالی ہوجاتی ہیں' ایک ماہ اچھی طرح ڈھکے ہوئے سروں سے ٹوپیاں اتر جاتی ہیں' دوپٹے سروں سے اتر کر پھر سے گلوں میں لٹک جاتے ہیں' وہ عاجزی وانکساری جو ماہِ رمضان میں ہماری شخصیت کا خاصا بن جاتی ہے' رمضان کے رخصت ہوتے ہی وہ بھی رخصت ہوجاتی ہے...!!

تو سوال یہ ہے کہ کیا ہم صرف ایک ماہ کے مسلمان ہیں...؟؟ بحیثیت مسلمان' اس ایک ماہ کے بعد ہمارا کوئی فرض نہیں...؟؟ یا اس ایک ماہ کی ادائیگی زکوٰۃ تمام غربا کو ختم کر دیتی ہے اور پھر پورے 11 ماہ ملک میں کوئی غریب باقی نہیں بچتا...؟؟

یاد رکھیں...!! رمضان کا مہینہ تو اللہ تعالیٰ نے طبیعت کو دوبارہ نیکی پر لانے کے لیے دیا ہے اور پھر باقی کے گیارہ مہینے یہ سب کام ہمت سے اور اپنی ذمہ داری سمجھ کر کرنے کے ہیں۔ یہ بھی رمضان المبارک کی ان مبارک گھڑیوں میں سوچنے کی بات ہے اگر آپ سوچیں تو۔۔۔

St. Ives
ORIGINAL SWISS FORMULA
Brighten Up!
with
AMERICA'S NO.1 & AWARD WINNING
Scrub Brand
Your face comes first, and when it looks great, you do too.
100% Natural Extracts
Paraben Free
Oil Free
Dermatologist Tested
Hypoallergenic
AT A PRICE, EVERY ONE CAN AFFORD
allure
St. Ives
St. Ives
St. Ives
St. Ives
PREMIUM
QUALITY
GUARANTEED
St. Ives
St. Ives
COMPLETE RANGE OF ALL SCRUBS BODY LOTION & BODY WASHES
AVAILABLE AT ALL MAKEUP CITY OUTLETS & LEADING STORES NATION WIDE

دل پہ مت لو

ثانیہ ساجد میسانی

جون کا مہینہ شروع ہو چکا تھا۔ گرمی اپنے عروج پر تھی۔ دس سے زیادہ روزے گزر چکے تھے۔ آسمان وزمیں رمضان کی برکتوں سے بھرپور تھا۔ لوگوں نے بھی خوب تیاریاں کر رکھی تھیں۔ کہیں اس ماہ میں قرآن شریف ختم کرنے کا عزم رکھنے والے لوگ مسجد کی طرف جا رہے تھے، تو کہیں افطاری کے لیے جلیبی کا آمیزہ تیار کیا جا رہا تھا۔ بہت سے لوگوں نے تو اپنے گھروں اور دفتروں میں اے سی بھی لگوا لیے تھے، تاکہ کمرہ، ماحول اور ساتھ ساتھ دماغ بھی ٹھنڈا رہے۔

لیکن یہ کیا...؟؟ قریشی صاحب اپنے دفتر میں، اس قدر آگ بگولہ کیوں ہو رہے ہیں۔ ارے...ان کے کمرے کا تو اے سی خراب ہو گیا ہے۔

"احمد! میرے کمرے میں آیئے فوراً۔" انھوں نے فون کر کے اپنے مینجر کو اپنے کمرے میں بلایا۔ غصے سے ان کے کان اور ناک لال ہو رہے تھے۔

"سر! آپ نے بلایا۔" احمد نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"تشریف رکھیے...!!" قریشی صاحب اسے غصے سے گھور رہے تھے۔

"سر! کیا ہوا ہے، خیر تو ہے...؟؟" احمد نے ان کے لہجے میں چھپے طنز کو محسوس کر لیا تھا۔

"میں نے آپ کی سربراہی میں، جو پروجیکٹ دیا تھا، اس کا نتیجہ دیکھ رہا ہوں میں!" قریشی صاحب نے فائل اس کی طرف پھینکتے ہوئے کہا "آپ جیسے تجربہ کار افسر سے اس قسم کی بے وقوفانہ اور بچگانہ غلطیوں کی امید نہ تھی مجھے۔"

"سر! لیکن میں نے تو بہت محنت سے...!!"

"آپ کی محنت کا صلہ آپ کے سامنے ہے۔" قریشی صاحب اپنی سیٹ سے کھڑے ہو گئے۔ "دو دنوں کے اندر اندر یہ پورا پروجیکٹ دوبارہ سے submit نہیں کروایا، تو اپنے لیے کوئی دوسری نوکری ڈھونڈ لینا۔" یہ سن کر تو احمد کے پیروں تلے زمین نکل گئی۔ اس نے فائل اٹھائی اور اپنے کمرے کی طرف بڑھا۔

"اتنی سی بات پر اتنا ہنگامہ...!!" اسے یقین نہیں آ رہا تھا۔ "9 سال سے اس کمپنی کے ساتھ سچائی اور ایمانداری کا یہ صلہ...!!" اس کا دل ٹوٹ گیا تھا، وہ سر جھکا کر بیٹھا ہوا تھا۔ "کیا بات ہے دوست...!!" ایک آواز نے اسے اوپر دیکھنے پر مجبور کیا "باس سے ڈانٹ پڑی ہے کیا؟" احمد نے کوئی جواب نہیں دیا۔

"ارے دوست!! دل پر کیوں لیتے ہو۔ یہ گرمی کے روزے، پیٹ میں بھوک، گلے میں پیاس اور اوپر سے اے سی خراب...ایسے میں اگر انھوں نے غصہ تم پر نکال دیا، تو کیا ہوا۔ آرام سے بیٹھو اور دل پہ مت لو۔" یہ کہہ کر وہ تو چلا گیا، لیکن اس کی کسی بھی بات کا احمد پر کوئی اثر نہ ہوا۔ اس نے تیزی سے فائل کھولی اور اسے دوبارہ پڑھنے لگا۔ اتنی دیر میں موبائل کی گھنٹی بجی۔ اس کی اہلیہ زینب کا فون تھا، اس نے کال اٹینڈ کر کے موبائل کان پر رکھا۔ "ہیلو احمد!" مگر احمد نے کوئی جواب نہ دیا۔

"احمد! احمد! ہیلو! ہیلو!" زینب پریشان ہو گئی۔

"کیا ہے...؟؟" احمد زور سے چلایا۔

"کیا ہوا ہے، آپ اس طرح سے کیوں بات کر رہے ہیں؟" زینب ڈر سی گئی۔

"میرا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ تمھیں کوئی کام ہے یا فون رکھ دوں؟" احمد نے دوبارہ سرد لہجے میں بات کی۔

"میں یہ کہہ رہی تھی کہ آفس سے گھر آتے وقت افطاری کے لیے کچھ لیتے آیئے گا۔" زینب نے ڈرتے ڈرتے کہا۔

احمد نے اس کی بات کا جواب دیے بغیر ہی فون کاٹ دیا۔ زینب نے بھی اپنا موبائل بند کیا، اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے تھے۔ پھولوں جیسی ہوتی ہیں بیویاں۔ شوہر کی بے رخی پر آنکھوں سے قیمتی موتیوں کی لڑیاں بہا دیتی ہیں۔

''احمد کو میرا ذرا بھی خیال نہیں ہے۔''اس نے دل ہی دل میں سوچا۔''شادی تو بس مجبوری ہے' جو نبھانی پڑتی ہے ان مردوں کو بچوں کی خاطر۔''زینب اپنے چھ سالہ بیٹے کو نم آنکھوں سے دیکھ رہی تھی۔دروازے کی زوردار گھنٹی نے اسے اپنے خیالات سے جگایا' وہ دروازہ کھولنے کے لیے اٹھی۔

''کون سا وقت ہے یہ آنے کا؟؟''اس نے شریفاں ماسی کو آڑے ہاتھوں لیا۔

''باجی!آج کام زیادہ تھا اور میری طبیعت بھی کچھ...!!''

زینب نے شریفاں ماسی کی پوری بات سنے بغیر ہی دھاوا بول دیا:

''میرے گھر پہ وقت پر آیا کرو شریفاں!''زینب نے اپنے اوپر نکالے گئے غصے کو شریفاں پر اتارا۔''کل سے اگر دیر ہوئی تو کہیں اور کام ڈھونڈھ لینا۔مجھے بہت کام والیاں مل جائیں گی۔میں تمہارے انتظار میں یوں خُوار نہیں ہوتی رہوں گی۔''شریفاں نے چپ چاپ زینب کی بات سنی' جو وہ فرش پر کچھ دیر سانس لینے بیٹھی تھی۔فوراً اٹھ کھڑی ہوئی اور کام پہ لگ گئی۔

کام سے فارغ ہو کر جب وہ بس کے اڈے پر پہنچی' تو اس کی بیٹی شہناز فوراً اس کا چہرہ بھانپ گئی۔''کیا بات ہے اماں...!تیرا چہرہ کیوں اترا ہوا ہے...؟''

''6 سال سے کام کر رہی ہوں میں زینب کا...10 دن کا تھا اس کا بیٹا' جب میں کام پہ لگی تھی۔''شریفاں روہانسی ہوگئی''مالش کر کے نہلاتی تھی اس کے بیٹے کو۔آج ذرا آنے میں دیر کیا ہوگئی...کہتی ہے دوسرا کام ڈھونڈ لینا۔''

''ارے...چھوڑو نا اماں!''شہناز نے اپنی ماں کو حوصلہ دیا۔''دل پہ کیوں لیتی ہے...روزہ لگ رہا ہوگا نا زینب باجی کو آج...!!''

''کیا فائدہ ایسے روزے کا' جو کسی کا دل توڑ دے۔''

اتنے میں بس آگئی۔وہ دونوں بس میں بیٹھیں اور گھر پہنچ گئیں۔وہاں جا کر دیکھا کہ شہناز کا چچا حمید' پہلے سے موجود ہے۔''

''ہاں بولو...حمید بھائی!ایسا بھی کیا ضروری کام پڑ گیا تھا' جو افطاری تک کا بھی انتظار نہیں کیا۔''شریفاں نے کرسی پر بیٹھ کر سانس لیتے ہوئے کہا۔

''دیکھو بہن!مجھے اس وقت پیسوں کی سخت ضرورت ہے۔برائے مہربانی تم نے جو رقم مجھ سے قرض لی تھی' وہ مجھے جلد از جلد لوٹا دو۔''

یہ کہنا تھا اور شریفاں کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔آخر اس نے بھی تو کہیں ہاتھ صاف کرنا تھا نا...!!

''یہ تم کیا ہر دو دن کے بعد پیسے واپس لینے آجاتے ہو۔''شریفاں نے اپنے تیور بدلے۔''قرض دیا ہے یا احسانِ عظیم کیا ہے۔''

''کیا...!!''چچا حمید کے منہ سے اس کے سوا اور کچھ نہ نکل سکا۔

''میں بھی گھر گھر جا کر کام کر کے کماتی ہوں۔کوئی فیکٹری نہیں چل رہی میری۔ایک بار کہہ دیا کہ ساری رقم ایک ساتھ دو ماہ کے اندر لوٹا دوں گی تو تمہاری سمجھ میں نہیں آتا۔اب اگر دو ماہ سے پہلے نظر آئے تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔''شریفاں نے ہاتھ کے اشارے سے انھیں جانے کے لیے کہا۔

''حد ہوتی ہے احسان فراموشی کی...!!''اتنا کہہ کر وہ وہاں سے چلے گئے۔

حمید نے ابھی گھر میں قدم رکھا ہی تھا کہ ان کا 7 سالہ بیٹا عمر' دوڑا دوڑا آیا۔

''ابا!ابا!مجھے بھی جانا تھا شہناز باجی کے گھر۔آپ مجھے کیوں نہیں لے کر گئے؟''

''چٹاخ...!!''ایک زوردار طمانچہ عمر کے منہ پر پڑا۔

''ہائے میرے اللہ!''عمر کی ماں کے منہ سے بے اختیار نکلا''کیا بات حمید!اتنی زور سے طمانچہ کیوں مارا؟''عمر کی ماں نے بیٹے کو سینے سے لگایا۔

''خبردار جو دوبارہ تم نے اپنے منہ سے ان کا نام بھی لیا تو...!!''حمید کا غصہ اپنے عروج پر تھا۔''آج بچے نے پہلا روزہ رکھا ہے اور آپ نے اسے تھپڑ مار دیا!''عمر کی ماں نے کہا۔

''شریفاں مجھے کہتی ہے کہ دو ماہ میں ہی پیسے واپس کروں گی اور اس سے پہلے میں نے رقم کا تقاضہ کیا تو اس سے برا کوئی نہیں ہوگا۔اس کے مشکل وقت میں' اس کی مدد کی میں نے اور وہ اب یوں آنکھیں پھیر رہی ہے جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔''ابا کی تمام باتیں سن کر عمر کو سمجھ آگیا کہ اسے آج یہ مفت کا تھپڑ کیوں پڑا۔

''اچھا...!!تو ابا نے شریفاں چاچی کا غصہ مجھ پر نکالا ہے۔''عمر اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے جب پیچھے مڑا تو اس نے دیکھا کہ اس کی تین سالہ بہن مریم نے اس کے بیگ سے اسکول کی کاپی نکال کر تقریباً پھاڑ ہی دی ہے۔یہ دیکھ کر اسے بہت غصہ آیا۔عمر کا دل چاہا کہ ایک زور تھپڑ وہ مریم کے منہ پر مارے اور پھر چلا چلا کر پورا گھر اکٹھا کر دے' لیکن پھر اسے اپنی استانی جی کی بات یاد آئی:''روزہ صرف بھوکا پیاسا رہنے کا نام نہیں ہے۔روزہ نام ہے خود پر قابو رکھنے کا' خود کو ہر غلط چیز اور برائی سے روکنے کا اور کسی کا دل دکھانا روزے کو ضائع کر دینے کے برابر ہے۔''عمر نے سوچا کہ وہ ننھی مریم کا دل بالکل نہیں دکھائے گا اور اپنے غصے پر قابو رکھے گا۔اپنے ابا کی طرح ایک کا غصہ دوسرے پر نکال کر اپنا روزہ ضائع نہیں کرے گا اور پھر آج تو اس کا پہلا روزہ ہے نا...!!

اس طرح چھوٹے سے عمر نے انتہائی سمجھ داری کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنی ابا کی بات' دل پہ نہیں لی اور ہاشمی صاحب کے چلے آنے والے غصے کے اس نیٹ ورک کو توڑ دیا۔

MILLAT™
Quality Plastic Products

PARUS PLASTIC (Pvt) Limited.

Phone: +92 21 32593162, 0324 2266627, 0331 00PARUS (0072787)
E-mail: trade.enq@parusplastic.com | Website: www.parusplastic.com
Customer Feedback: cus.feedback@parusplastic.com

MANUFACTURER OF

- Kitchen Ware
- Bathroom Ware
- House Hold
- Food & Other Packagings

آبرو

ام ہریرہ

آسمان بھی رہگذر، حدِّ سفر کچھ بھی نہیں
اب زماں ہو یا مکاں، پیشِ بشر کچھ بھی نہیں
سوچیے تو زندگی کی داستاں بھی یہی ہے
دیکھیے تو حاصلِ رقصِ شرر کچھ بھی نہیں
لفظ دل سے کٹ چکے، دل درد سے عاری ہوئے
کتنی پُر لطف ہیں تقریریں، اثر کچھ بھی نہیں

وقت آخر دَم بخود ہے باغبانِ کہنہ مشق
پیڑ تو کتنے ہی لگا ڈالے، ثمر کچھ بھی نہیں
عشق، حیرت، سُرخ رُوئی، زندگی، شرمندگی
جو ہے پہلی بار ہے، بارِ دِگر کچھ بھی نہیں
آدمی کی بے کَراں آزادیوں پر بندشیں
سرحدیں، قومیں، علاقے، شہر کچھ بھی نہیں

آج رمضان کی ستائیسویں افطاری تھی۔ ہم کراچی ہال میں ایک افطار پارٹی میں شریک تھے۔ افطاری کا وقت قریب ہی تھا۔ اس پارٹی میں میری ایک تین سال پرانی کولیگ میرب بھی آئی ہوئی تھی۔ میں جب ہال میں پہنچی تو میرب غزل پڑھنے کے لیے اسٹیج پر آئی۔ میں بھی وہیں آخری رَو میں بیٹھ گئی۔ درد بھری آواز میں غزل پڑھ کر اب وہ اسٹیج سے اتر رہی تھی، لیکن ہال میں بیٹھے لوگوں کو جھنجھوڑ گئی تھی اور میں بھی ابھی تک آخری رَو میں بیٹھی اس غزل کی بازگشت سے نکل نہیں پارہی تھی۔

میں پیشے کے حساب سے ایک جرنلسٹ تھی۔ میرا کام ہی ایسا تھا کہ میں قریہ قریہ، بستی بستی گھوم چکی تھی۔ ہمیں ہر اس خبر کی تشہیر کرنی پڑتی تھی، جو قارئین کو چونکا دینے والی، پاکستان کو بدنام کرنے والی اور اخبار کو زیادہ چلانے والی ہو... سو! ہمیں پیسے بھی اُسی حساب سے ملتے تھے، کیوں کہ ہمیں لگتا تھا، جو آزادیٔ تحریر و تقریر کا مطالبہ کرتے ہیں، ان کے پاس نہ تو کہنے کے لیے کچھ ہوتا ہے اور نہ ہی تحریر کرنے کے لیے اور میں نے ایک قول، جو میں زمانۂ طالبِ علمی میں کبھی نہیں بھولی اور میں اکثر اُسے دوسروں کے سامنے دُہراتی رہتی تھی کہ ”اپنی مصروفیت کا جائزہ لو... کیوں کہ آپ کی مصروفیت گمراہی بھی ہوسکتی ہے اور عبادت بھی اور دونوں میں نفع و نقصان آپ ہی کا ہے۔“ اب پروفیشنل زندگی میں آکر اسے میں قطعاً بھول چکی تھی۔

زندگی اِسی ڈگر پر چل رہی تھی، جب میرب نے آکر ہماری زندگی میں ہلچل مچادی... فُل عبایا میں جب وہ پہلی دفعہ آفس آئی تو کئی تمسخرانہ نظریں، اس کی طرف اٹھی تھیں، لیکن وہ سلام کر کے ناک کی سیدھ میں چلتی ہوئی اپنی چیئر پر بیٹھ گئی۔

اس کو کس نے اَپائنٹ کیا تھا...؟؟ یہ ہم میں سے کوئی نہیں جانتا تھا، اس لیے اس کے بارے میں فی الحال سکوت تھا۔ اس سکوت کو اگلے دن مسز ہمدانی نے میٹنگ میں توڑا۔ ”آیئے! اِن سے ملیے... یہ ہے میری بھانجی میرب سلطان۔“ اس کے تعارف پر ہم سب چونک گئے، کیوں کہ مسز ہمدانی جس ٹائپ کی تھیں، میرب ان کے ساتھ بالکل بھی میل نہیں کھاتی تھی۔

لیکن خاموشی بہتر تھی، اس لیے ہم سب خاموش تھے... آخر کب تک؟؟ سو! آفس میں اس کے بارے میں ہوتی چہ مگوئیاں واضح تھی۔ کام سکھانے کے لیے مسز ہمدانی نے مجھے کہا تھا اور میں نے ان کے سامنے اپنی جھنجھلاہٹ بڑی مشکل سے چھپائی تھی۔

گزرتے دنوں میں مجھے سمجھ نہیں آیا کہ مسز ہمدانی نے مجھے ہی کیوں (بقیہ ص 53 پر)

روزہ
لائیٹ فوڈ سے ویٹ لوز

بنت مسعود

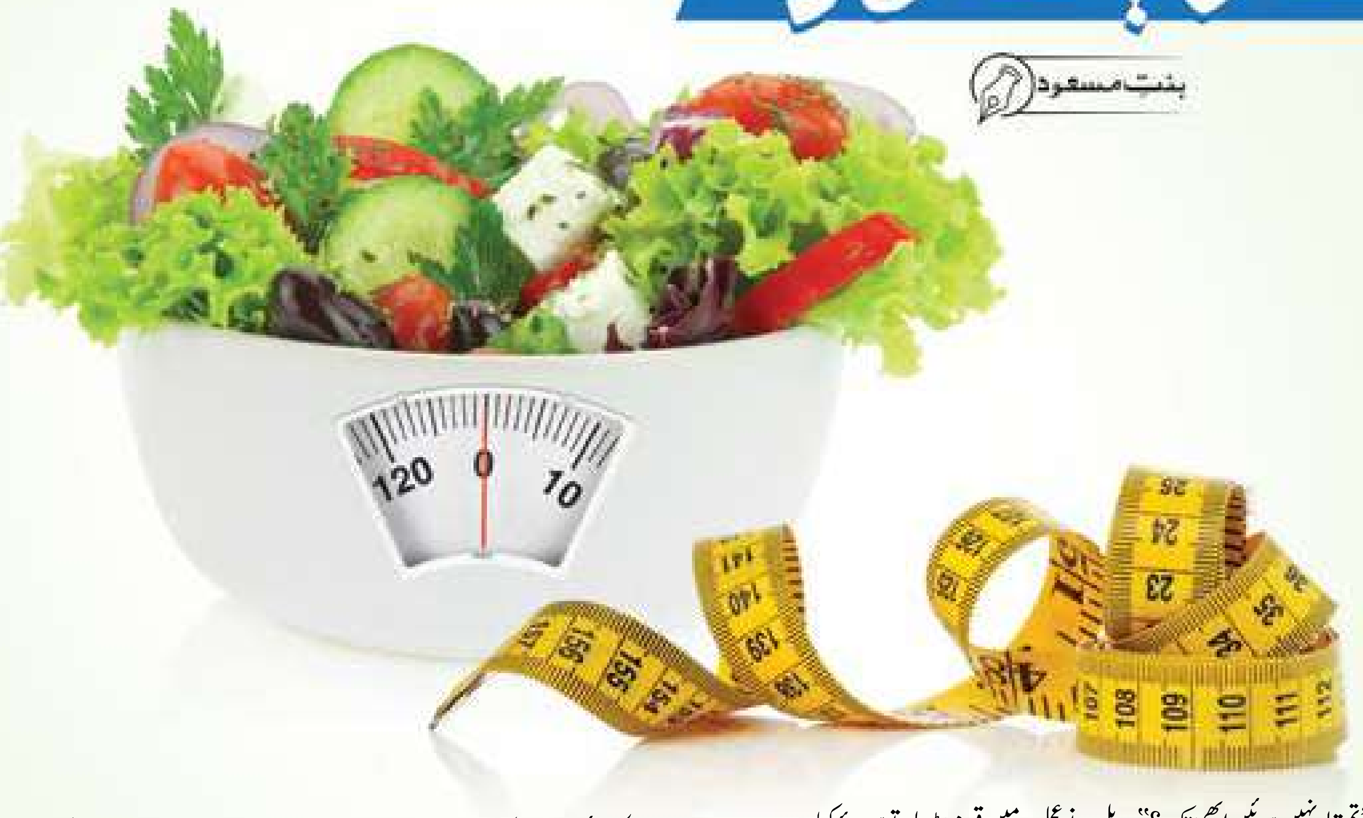

''تم تیار نہیں ہوئیں اِبھی تک؟'' عدیل نے عجلت میں قدم بڑھاتے ہوئے کہا۔
''نہیں! بس فائنل ٹچ ہے۔'' سنعیہ اپنے آپ کو آئینے میں ناقدانہ نظر سے دیکھتے ہوئے بولی۔ ''بس اب آرہا ہے نا رمضان۔'' وہ خود پر پرفیوم کا اسپرے کرتی بڑبڑائی۔
تقریب میں ہر شخص آنے والے رمضان کے بارے میں بات چیت کر رہا تھا۔ وہ بھی مسز نگہت جن کے بارے میں مشہور تھا کہ وہ عام طور پر روزہ نہیں رکھتیں، وہ سب کو جِتا رہی تھیں کہ وہ ایک روزہ بھی نہیں چھوڑتیں۔
''جی جی نگہت بھابی! پورے سال میں یہی تو ایک مہینہ ہے محنت مشقت کا، پھر تو بندہ پورے سال بُوفے اُڑاتا ہے، لیکن بعض ایسے شیطان کے بھائی ہوتے ہیں کہ اس میں بھی بہانے بازیاں کر کے ایک روزہ بھی نہیں رکھتے۔'' اُن کو تیکھی نگاہوں سے دیکھتی وہ نامناسب انداز میں اپنے تئیں اُن کو خدا کے حکم کے لیے شرم دِلا کر بہت بڑی ذمہ داری سے عہدہ برآں ہو چکی تھی۔
آنے والے اس ہفتے نے اس کی مصروفیت کو کافی بڑھا دیا تھا۔ وہ دِن رات شاپنگ اور ملازمہ سے کھانے بنوا کر فریز کرانے میں مشغول رہی۔ پہلی سحری میں اُٹھنا اس کے لیے ایک محاذ سر کرنے کے برابر ہوا۔ وقت ختم ہونے سے بالکل پانچ منٹ پہلے پہنچ کر اس نے جیسے تیسے نوڈلز حلق میں اُنڈیلنا شروع کر دیے۔ عدیل جو سحری کھا کر اختتامی مرحلے پر تھا، اس کی سحری کو دیکھ کر حیرانی سے بولا: ''سنعیہ! تمہاری طبیعت ٹھیک ہے؟ یہ بچوں والی ذرا سی چیز کیوں کھا رہی ہو؟ روزہ نہیں رکھنا؟'' نوڈلز ختم کر کے جلدی سے گلاس پانی کا غٹا غٹ چڑھا کر وہ گویا ہوئی: ''ارے بھئی! اتنی حیرانی کی کیا بات ہے؟ کب سے رمضان کا انتظار کر رہی تھی۔ اب روزے کے ساتھ ساتھ لائیٹ فوڈ (ہلکی غذا) لوں گی تو جلدی وَیٹ لوز (وزن کم) کروں گی نا۔'' یہ کہہ کر وہ مندی مندی آنکھیں لیے دوبارہ بستر میں جا گھسی۔
اے سی سے ٹھنڈے کمرے اور کھڑکیوں پر پڑے دبیز پردوں نے کچھ ایسا ماحول بنایا کہ اس کی آنکھ دوپہر دو بجے کھلی اور آنکھ کھلنے پر جس احساس نے اسے شدّت سے ستایا، وہ انتہا درجے کی بھوک تھی۔ کروٹ پر کروٹ بدلنے پر بھی جب کچھ فرق نہ پڑا تو باتھ روم سے منہ دھو کر وہ باہر نکل آئی۔ بھوک کی شدّت اور خالی پیٹ کے بخارات سے اب اس کے سر میں بھی درد شروع ہو گیا تھا۔
''کیسے گزرے گا یہ وقت؟؟'' گھڑی کو دیکھ کر وہ بے چینی سے بڑبڑائی۔ گھر کا ایک چکر لگا کر بہ مشکل تمام اپنے کمرے میں پہنچ کر ایک بار پھر وہ بستر نشین ہو چکی تھی۔ اس معمولی سے ہِلنے جُلنے نے ایسی نقاہت کر دی تھی کہ وہ آدھ گھنٹے تک اپنی سُدھ بدھ کھوئے ایک ہی کروٹ پڑی رہی۔ عصر کی اذان کان میں آئی ہی تھی کہ اس کے تن من میں خوش گواری کی لہر دوڑ گئی کہ اب کم وقت رہ گیا ہے افطار میں۔ روزہ کھلنے کے بعد خود کو کنٹرول کرنا بے حد مشکل تھا۔ شروع کے دس منٹ تو اس کے ذہن میں اپنی

دن بھر کی ڈائٹنگ کی مشقت کا خیال بھی نہ آیا۔ بہر حال پیٹ بھرنے کے بعد وہ بھرے پیٹ کے ساتھ سرڈالے اونگھتی رہی اور جیسے ہی ذرا طبیعت بحال ہوئی تو صبح سے جدا اپنے لاڈلے فیس بک، انسٹا گرام، واٹس ایپ اور ٹوئیٹر کی طرف متوجہ ہوئی۔

اگلے دِن پھر وہی ترتیب، غرض جیسے تیسے اس نے پندرہ روزے مکمل کر ہی لیے۔ آس پاس سے بیگانہ، رمضان کی عبادتوں سے ناآشنا، خود اپنی ذات سے بھی بیزار سنعیہ پر یہ خبر قیامت بن کر ٹوٹ پڑی کہ اس کی پھوپھی ساس اس کے گھر چند روز کے لیے رکنے آئیں گی۔ وہ یہ سوچ سوچ کر ہول رہی تھی کہ انتہائی کم سحر و افطار کھانے کی وجہ سے اس میں اضافی طاقت تو تھی ہی نہیں، پھر وہ گھر آئی مہمان کے ساتھ کیسے خوش اخلاقی برت پائے گی؟ کیسے اُن کے ساتھ وقت گزارے گی؟ مگر آنے والے دِنوں نے اس پر حیرت کے کئی دروازے کھول دیے۔

اپنے سے دُگنی عمر کی خاتون آخر کیسے روزے کی حالت میں اتنی چاق و چوبند رہتی ہیں کہ بِلا تکان تلاوتِ قرآن اور نوافل پڑھنے میں مصروف رہتی ہیں، جب کہ وہ خود سارا دِن صرف بھوک سے چکراتا محسوس کرتی تھی خود کو۔ نہ صرف اتنی ڈھیر ساری عبادت، بلکہ اس کے باوجود اُن کے چہرے پر چھائی تراوٹ اور تروتازگی بار بار اسے یہ سوچنے پر مجبور کر دیتی کہ آیا یہ روزے سے ہیں یا ابھی ابھی تازہ پھلوں کا رس پی کر بیٹھی ہیں۔ بچے اور عدیل تو رہے ایک طرف، گھر کے ملازمین بھی اور زیادہ دِل جمعی اور خوش دِلی سے کام کرتے دِکھائی دیے اور کاموں کے بیچ میں ایک دوسرے کو نماز کی طرف توجہ دِلاتے۔ عصر میں تو ایک گہما گہمی کا عالم ہوگا۔

آخر اس سے رہا نہ گیا۔ سوال سن کر اُن کے چہرے پر ایک دھیمی سے مُسکان آگئی۔ اپنے تکیہ کلام سے آغاز کرتی وہ گویا ہوئیں: ”میری کیا مجال!! میرے اللہ کی توفیق ہے۔ بچی! رمضان تو ایسا مبارک مہینہ ہے کہ جنت بھی پورا سال اس کے استقبال کے لیے سجائی جاتی ہے۔ تمھیں تعجب ہے کہ میں باوجود روزے کے چاق و چوبند ہوں تو بھلا کیوں نہ ہوں، جبکہ حقیقت بھی یہی ہے کہ عام مہینوں میں، میں اپنی صحت اور غذا کا اتنا خیال بھی نہیں رکھ پاتی، مگر رمضان کی برکت سے چوں کہ مومن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے، اس لیے پھلوں، جوسز اور مقوّی غذا کی وجہ سے نہ صرف میری صحت اچھی ہو جاتی ہے، بلکہ میں زیادہ چاق و چوبند ہو جاتی ہوں اور کیوں نہ ہوں کہ ہمارے نبی ﷺ کا فرمان ہے:

اَلْمُؤْمِنُ الْقَوِیُّ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ مِنَ الْمُؤْمِنِ الضَّعِیْفِ

کہ طاقت ور اور صحت مند مومن اللہ کے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے بہ نسبت کمزور مومن کے۔ اب ذرا خود بتاؤ کہ ہمارے رب کو ہمارے فاقے کی کیا ضرورت ہے۔ یہ تو دراصل ٹریننگ کا مہینہ ہے کہ ان تیس دِنوں میں بھی حلال کاموں میں بھی اللہ کا حکم مانو، تاکہ پورا سال اس پر کاربند رہنا سیکھ پاؤ۔ اب اگر اس مہینے میں بھی صرف روزہ رکھا اور دیگر عبادتوں سے غافل رہے تو بھلا بھوک پیاس کے سوا اور کیا ملا؟ ہمارا دین اسلام ایک نہایت معتدل دین ہے، جہاں بزرگانِ دین نے اس ماہ میں جانوروں کی طرح صرف کھاتے پیتے رہنے کو مقصد بنانے پر ناپسندیدگی ظاہر کی ہے، وہیں یہ بھی ناپسندیدہ بتایا ہے کہ ”وزن کم کرنا“ جیسے دُنیاوی مقاصد کے پیچھے اتنے عظیم مہینے کی برکتوں سے ہاتھ دھو لیے جائیں۔

اگر روزے کے ساتھ معتدل اور مقوّی غذا لی جائے تو اس کے دو فائدے ہیں؛ ایک دینی اور دوسرا دُنیاوی۔ دینی تو یہی ہے کہ بدن میں طاقت ہوگی تو نیک اعمال میں بڑھ چڑھ کر حصہ لو گی، ورنہ سستی اور نقاہت طاری رہے گی اور دُنیاوی یہ کہ روزہ نہ صرف یہ کہ ہماری روح کی کثافت اور گندگیوں کو دُور کرتا ہے، بلکہ طبّی تحقیقات کے مطابق جسمانی بیماریوں کو بھی ختم کرتا ہے۔“

وہ دھیمے سے مُسکراتی اپنی چستی اور نیک اعمال میں سبقت کا راز بتا رہی تھیں، جبکہ سنعیہ دِل ہی دل میں عزمِ مصمّم کر رہی تھیں کہ بقیہ روزے اب کس نہج پر گزارنے ہیں کہ مومن کی کمائی کا تو یہ بہترین موقع ہے

بقیہ

اس کو کام سکھانے یہ بات ماننے والی تھی کہ اس کے ہر انداز میں ایک وقار سا تھا، جو اگلے کو با ادب کر دیتا تھا۔ ”وعلیکم السلام! ہاں خیریت ہی ہے، بیٹھو!“ وہ ٹانگ پہ ٹانگ رکھے، ہاتھ صوفے کے ہتھے پر ٹکائے سوالیہ نظروں سے انھیں دیکھنے لگی۔ جب میرب کھنکاری تو مسز ہمدانی نے بات شروع کی:

”دیکھو! میرب بیٹا...! اب بات ہمارے آفس کی ساکھ تک آگئی ہے۔ اتنی صاف گوئی کی کیا ضرورت ہے۔ آپ ایسا ہی لکھو جیسے تمام جرنلسٹ لکھتے ہیں۔“

”ٹھیک ہے خالہ!“ اس نے مختصر سا جواب دیا۔ مجھے اس کی اتنی آسانی سے بات مان جانے کی اُمید نہیں تھی، لیکن نہیں...ابھی اس کی بات پوری نہیں ہوئی تھی، وہ کہہ رہی تھی:

”میں لکھ لیتی ہوں جیسا آپ کہتی ہیں، لیکن پھر اس قلم کی آبرو پامال ہو جائے گی جو ایک امانت کے طور پر میرے سُپرد ہے...؟ میں خیانت تو کر لوں گی خالہ، لیکن اس خیانت کا بوجھ کیسے اٹھا پاؤں گی...؟ وطن کے اور دین کے خلاف لکھ کر میں قلم کی ”ثمنٌ قلیل“، قیمت تو لگا لوں گی، لیکن میرے ان جھوٹے الفاظ کی قیمت کسی اور کو چکانا پڑے گی۔ قلم میرے رب کی ابتدائی تخلیق ہے خالہ جانی جو سچائی کے ساتھ منسوب ہے۔ مجھے بے قیمت ہی رہنے دیں، میں قلم کا سودا نہیں کر سکتی...! آئی ایم سوری۔“ یہ کہتے ساتھ ہی اس نے میز پر رکھا نوٹ پیڈ اٹھایا، استعفیٰ لکھا اور صفحہ پھاڑ کر مسز ہمدانی کے سامنے رکھ کر سلام کرتی ہوئی نکل گئی اور مسز ہمدانی کا حال ”کاٹو تو بدن میں لہو“ جیسا تھا۔

اور آج 3 سال بعد میں اُسے رمضان کی اس بابرکت تقریب میں درد بھری آواز میں غزل پڑھ کر اسٹیج سے اُترتے دیکھ رہی تھی، وہ آج بھی ویسی ہی تھی۔ بس! اس کی خود اعتمادی اور وقار میں تھوڑا اور اضافہ ہو گیا تھا۔ جھوٹ لکھ لکھ کر اور سن سن کر ہم بالکل ایسے ہو گئے تھے کہ اب جھوٹ اور سچ میں تفریق کرنا بھی مشکل تھا...آیا کیا سچ ہے اور کیا جھوٹ؟ کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ ”سچ کو چاہے جتنے بھی پردوں میں چھپا دو، لیکن اس کا نور سارے جہاں کو منوّر کر کے رہتا ہے اور جھوٹ ساری دنیا میں چاہے مزیّن کر کے پھیلا دو، لیکن مقدر اس کا تاریک گڑھا ہی ہوتا ہے۔“ اور اس کی حقیقت میں آج دیکھ رہی تھی۔ سچائی کی روشنی پورے ہال کو جگمگا رہی تھی اور میں پیچھے کہیں سب سے آخری رَو میں بیٹھی تاریکی کا ہی کوئی حصہ لگ رہی تھی اور اس کی طرف ہر بڑھتا ہاتھ سچ کو فاتح ٹھہرا رہا تھا۔

اس نے چہرے پر آیا پسینہ صاف کیا اور ایک نظر سامنے کی طرف دیکھا۔ بہت وسیع میدان تھا' جو لوگوں سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ ہر طرف لوگ ہی لوگ نظر آ رہے تھے۔ سورج بندوں پر گویا گرمی کی بارش کر رہا تھا' سب لوگ پسینے میں ڈوبے ہوئے تھے' اس نے بے چینی سے ارد گرد نظر دوڑائی' لوگوں میں بھی بے چینی کے آثار نظر آ رہے تھے' ہر ایک بے چین اور خوف زدہ نظر آ رہا تھا' اس کی متلاشی نظریں اپنوں کو ڈھونڈ رہی تھیں کہ کوئی اپنا نظر آ جائے' لیکن کوئی اپنا نظر نہ آیا' اس نے خوف زدہ نگاہوں سے لوگوں کی طرف دیکھا' جو اِدھر اُدھر بھاگ رہے تھے' پھر وہ خود بھی ایک طرف چل پڑا۔

"حسان بیٹا! جلدی سے اُٹھ جاؤ! دیر ہو جائے گی۔" امی جان نے دروازے پر دستک دی اور کیچن کی طرف بڑھ گئیں۔ "کیا مصیبت ہے؟" اس نے جھلّا کر اپنے اوپر سے چادر اُتار دی اور تکیہ دُور پھینکا اور گھڑی کو خون خوار نظروں سے دیکھنے لگا' جیسے سارا قصور اُسی کا ہو۔ "ابھی آدھا گھنٹہ باقی ہے۔ دس منٹ پہلے اُٹھ جاؤں گا۔" خود کلامی کرتا ہوا وہ دوبارہ بستر پر گر چکا تھا۔ "احسن بیٹا! جا کر حسّان کو اُٹھاؤ۔ کہاں رہ گیا ہے وہ؟" امی جان نے سحری کے دوران اپنے چھوٹے بیٹے سے کہا۔ "جی امی جان۔۔۔!" احسن اٹھنے لگا تو ابو جان نے روک دیا: "بیٹھ جاؤ بیٹا! تم سحری کرو۔ وقت ختم ہونے والا ہے۔ اگر اس نے روزہ رکھنا ہوتا تو کب کا آ چکا ہوتا!"

"آپ بھی حد کرتے ہیں' آپ کا تو دِل ہی سخت ہو چکا ہے۔" امی جان اُن کو خفگی بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے اُٹھ کھڑی ہوئیں۔

"بیٹا! صرف پندرہ منٹ رہ گئے ہیں' جلدی سے آ جاؤ۔" اب وہ حسّان کے کمرے کے باہر کھڑی اسے آوازیں دے رہی تھیں' جب کہ اندر صرف خاموشی تھی۔ دو منٹ بعد وہ مایوسی اور دکھ سے واپس لوٹ رہی تھیں۔

پیدل چل چل کر وہ تھک چکا تھا' لیکن اسے اب تک کوئی اپنا نظر نہ آیا تھا۔ اس نے ہاتھ کو اپنے سر پر رکھ کر گرمی سے بچنے کی کوشش کی' لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا۔ سورج آج اپنے جوبن پر تھا' اس پر جُھلسا دینے والی تپش نے اس کی رہی سہی ہمت بھی ختم کر دی تھی۔ "یہ سب کیا ہو رہا ہے؟؟" اس نے بے بسی سے نگاہ آسمان کی طرف اُٹھائی' لیکن سورج کی تیز جُھلساتی روشنی نے اس کو آنکھیں نیچی کرنے پر مجبور کر دیا۔ اس نے مُتلاشی نگاہوں سے اِدھر اُدھر دیکھا کہ کوئی چیز نظر آ جائے' جس کا سایہ لے کر وہ سورج کی تپش سے بچ سکے' لیکن وہاں کوئی ایسی چیز یا آڑ اس کو نظر نہ آئی۔ ایک خوف کا بادل اُن سب پر چھایا ہوا تھا۔ اس نے زبان ہونٹوں پر پھیری' جو ایسے خشک تھے کہ گویا کبھی وہ تَر تھے ہی نہیں۔ پسینہ بہہ کر اس کے جسم پر تیر رہا تھا اور نیچے گر گر کر بہت سا اس کے قدموں میں جمع ہو چکا تھا' اس کے پاس ایسی کوئی چیز نہ تھی' جس سے وہ پسینہ پونچھ سکتا۔ گرمی سے اُس کا حلق خشک ہو چکا تھا۔ اچانک اُس کی نظر ایک طرف جمع بِھیڑ پر پڑی' وہ تجسّس میں اس طرف بڑھنے لگا۔

"امی جان! ناشتے میں کچھ ملے گا یا نہیں؟؟" حسّان نے کیچن میں جھانکا تو اپنی امی جان کو برتن دھوتا دیکھ کر وہیں کرسی پر بیٹھ گیا۔ "جلدی کریں' پہلے ہی آفس سے لیٹ ہو گیا ہوں۔۔۔" حسّان نے کلائی پر گھڑی باندھتے ہوئے کہا تو وہ خفگی سے اُس کے سامنے ناشتہ رکھنے لگیں۔

گرمی

"تم میں شرم نام کی کوئی چیز ہے؟؟" ابو جان نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے ایک غصے بھری نظر اُس پر ڈالی۔ "ایک تو خود رمضان میں روزہ نہیں رکھ رہے' پھر روزہ دار کا کوئی احساس بھی نہیں ہے۔ تمہاری ماں روزے سے گرمی میں کھڑی ہو کر ناشتہ بنا کر دے تو تمہارے حلق سے نوالا اُترتا کیسے ہے؟؟" ابو جان غصے سے حسّان پر برس پڑے تھے۔ حسّان کا ہاتھ لقمہ منہ میں لے جاتے ہوئے لحظہ بھر کو تھما۔ ساری بات سننے کے بعد اس نے سر کو جھٹکا اور دوبارہ ناشتہ کرنے میں مشغول ہو گیا۔

"اچھا امی جان! اب میں چلتا ہوں۔" حسّان کرسی پیچھے کھسکا کے اُٹھ کھڑا ہوا۔ "اور ہاں ایک بات اور۔۔۔" وہ جاتے جاتے پلٹا۔ "دوپہر میں جب میں لنچ کے لیے آؤں گا تو میرے آنے سے دس منٹ پہلے ہی میرے کمرے کا اے سی چلا دیجیے گا۔ اتنی گرمی ہوتی ہے کہ اے سی سے کمرے کے ٹھنڈا ہونے میں بھی ٹائم لگ جاتا ہے۔" یہ کہہ کر حسّان نے گاڑی کی چابی اُٹھائی اور کچن سے نکل گیا۔ "معلوم نہیں' میرا یہ بیٹا کس پر گیا ہے؟" ابو جان آنکھوں میں آئی نمی کو صاف کرتے ہوئے بولے۔ "میرا چھوٹا بیٹا بھی تو ہے' وہ تو پورے رمضان کے روزے رکھتا ہے۔ ابھی دُنیا کی گرمی اس سے برداشت نہیں ہوتی' آخرت کی گرمی کیسے برداشت کرے گا؟؟"

"آپ فکر کیوں کرتے ہیں؟؟ ابھی نا سمجھ ہے۔ اللہ سے دعا کریں تو اللہ بھی اسے ہدایت اور سمجھ دے دے گا۔" امی جان نے گویا اُن کو تسلی دی' جب کہ اُن کے چہرے پر فکر کے بادل چھائے ہوئے تھے۔

وہ چلتے چلتے تھک کر گر گیا' اب اس میں مزید ہمت نہ تھی کہ وہ اس مجمعے کی طرف چل سکتا۔ وہ لمبے لمبے سانس لے کر چلنے کی ہمت بحال کر رہا تھا' لیکن فوراً ہی اس کو زمین سے اُٹھنا پڑا کہ زمین بھی سورج کی تپش سے جل رہی تھی۔ وہ بے بسی سے رو پڑا۔ "جاؤں تو جاؤں کہاں!! گرمی اتنی ہے کہ پسینہ گویا پانی بن کر بہہ رہا ہے' میرا حلق خشک ہو چکا ہے' پانی بھی نہیں کہ پی کر اسے تر کر سکوں' کوئی سایہ نہیں کہ جس کے ذریعے میں سکون حاصل کروں۔ کہاں جاؤں میں؟؟؟" وہ بلک بلک کر رو رہا تھا۔ اچانک سامنے سے اُسے چند افراد دوڑتے نظر آئے' جو اس کی طرف آ رہے تھے' وہ ہمت کر کے اُن کی طرف چل پڑا۔ "بات سنیں ذرا۔۔۔ مجھے یہ بتا دیں کہ پانی کہاں۔۔۔" اس کے الفاظ درمیان میں ہی رہ گئے۔ "جاؤ بھائی! کسی اور سے پوچھو' ہمارے پاس اتنا وقت نہیں ہے۔" وہ اس کی بات سنے بغیر ہی جلدی سے آگے بڑھ گئے تھے۔ اتنی بے حسی۔۔۔ اتنی خود غرضی۔۔۔ اس نے دکھ سے سوچا تھا۔

"امی جان! آج افطاری میں کیا سپیشل ہے؟؟" حسّان نے میز پر رکھے گرم گرم پکوڑوں میں سے ایک پکوڑا اُٹھاتے ہوئے پوچھا۔

"بھائی! افطاری روزہ داروں کے لیے ہوتی ہے اور میری ناقص معلومات کے مطابق آج بھی آپ نے روزہ نہیں رکھا۔"

احسن نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"احسن!" حسّان نے بھی کرسی کھینچی۔ "میں روزہ نہیں رکھ سکتا۔"

"لیکن کیوں؟؟؟"

"اصل میں مجھ سے اتنی گرمی برداشت نہیں ہوتی۔ اگر رمضان سردیوں میں آئے تو بھی روزہ رکھنے کا سوچا جا سکتا ہے' لیکن گرمیوں میں تو بالکل بھی نہیں۔" حسّان نے گلاس میں پانی ڈالتے ہوئے کہا تو احسن افسوس بھری نظروں سے حسّان کو دیکھنے لگا۔

"بھائی جان! روزہ اسلام کا رُکن ہے' یہ فرض ہے' اللہ نے انسان کی ہمت دیکھ کر ہی یہ رُکن بنایا ہے۔ اگر انسان میں روزہ رکھنے کی ہمت نہ ہوتی تو اللہ کبھی اس کو فرض قرار نہ دیتے۔" احسن لحظہ بھر کو رُکا۔ "اگر آپ ابھی دُنیا کی گرمی برداشت نہیں کریں گے تو سوچیں آخرت کی گرمی کیسے برداشت کریں گے؟؟ اور ویسے بھی۔۔۔" احسن کے الفاظ بیچ میں رہ گئے۔۔۔ "تم لوگوں کے ساتھ مسئلہ کیا ہے؟؟" حسّان غصّے سے اُٹھ کھڑا ہوا۔ "جب جس کو موقع ملتا ہے' لیکچر دینا شروع کر دیتا ہے۔ آپ لوگ روزہ رکھتے ہیں' یہی کافی ہے۔" حسّان پیر پٹختا وہاں سے جا چکا تھا اور احسن سر پکڑے افسوس سے اسے جاتا دیکھتا رہا۔

جب وہ گھسٹتے گھسٹتے اس جگہ پہنچا تو اس نے ایک عجیب منظر دیکھا۔ ایک بہت بڑا کشادہ تخت جو تھوڑا اوپر کی طرف تھا' رکھا ہوا تھا اور وہ بہت خوب صورت تھا' اس پر ایک بہت ہی وسیع دستر خوان بچھا ہوا تھا' اس پر مختلف قسم کے ایسے کھانے رکھے تھے' جو اس نے زندگی میں کبھی نہ دیکھے تھے اور وہاں پر اُن کھانوں کی بہت ہی پُر لطف خوش بُو پھیلی ہوئی تھی۔ مختلف قسم کے لذیذ مشروبات بھی رکھے ہوئے تھے۔ اچانک ایک بادل آسمان پر نمودار ہوا اور اُس تخت پر معلّق ہو گیا۔ اس گرمی اور بھوک پیاس کی شدّت سے بے حال لوگ اس جگہ کی طرف بڑھنے کی کوشش کرنے لگے' وہ خود بھی اُن میں شامل تھا کہ اچانک اُن سب کو رُک جانا پڑا کہ اس کے ارد گرد اچانک سیکورٹی گارڈز نے گھیرا ڈال لیا تھا۔ اب وہاں تک کسی کی رسائی ممکن نہ تھی۔ پھر اچانک اس نے دیکھا کہ چند لوگ جن کے چہرے روشن اور چمکتے ہوئے تھے' خوشی خوشی اس میں جانے لگے اور گارڈز اُن کے چہروں کو غور سے دیکھتے اور اُن کا راستہ چھوڑ دیتے' وہ بھی اس طرف بڑھنے لگا کہ اس کو بھی داخل ہونے کی اجازت مل جائے' مگر بے سُود۔ وہ سخت گیر گارڈز اس کو غصے سے پیچھے کی طرف دھکیل دیتے۔ مایوسی اور غصے کی سی کیفیت سے اس کی آنکھیں بہہ پڑیں اور وہ حسرت سے اُن لوگوں کو دیکھنے لگا' جو مزے سے کھانے پینے میں مشغول تھے اور گرمی اُن کو چھُو کر بھی نہ گزر رہی تھی۔

سحری کے وقت حسّان کو جاگا دیکھ کر سب حیران رہ گئے۔

"آج بھائی بھی روزہ رکھ رہے ہیں۔" احسن کو حقیقی خوشی ہوئی تھی۔

"چلو اچھا ہے اس رمضان کے پورے نہ سہی' کچھ روزے رکھ لے گا اور اگلے سال پورے رمضان کے روزے رکھے گا میرا بیٹا!" امی جان نے پیار سے حسّان کے

سر پر ہاتھ پھیرا۔حسّان سحری کرتے ہوئے حیرت سے اُن کی طرف دیکھ رہا تھا۔

"آپ سے کس نے کہا کہ میں روزہ رکھ رہا ہوں؟؟ آج میں گھر چار بجے آیا تھا تو سوچا آپ لوگوں کے ساتھ سحری کر لوں۔ میرا روزہ رکھنے کا بالکل بھی ارادہ نہیں ہے۔"حسّان کی بات سن کر امی جان شکر ادا کر رہی تھیں کہ اب تک سحری کے لیے ابو جان نہیں آئے تھے' ورنہ اس کی بات سن کر انھوں نے جتنا اس کو کھری کھری سنانی تھیں تو صبح صبح ہی بدمزگی ہو جاتی۔"بیٹا! جب اللہ نے سحری کرنے کی توفیق دے دی تو تم روزہ بھی رکھ لو۔" امی جان نے سمجھایا۔"امی جان! پلیز۔۔۔!"حسّان نے دونوں ہاتھ اُٹھائے۔"آپ لوگ مجھے لیکچر دینا بند کر دیں۔"

"بھائی جان! آپ روزوں کی اہمیت جاننے کے باوجود روزہ نہیں رکھ رہے۔ یہ اختیاری نہیں ہیں' یہ تو لازمی ہیں۔آپ سمجھتے کیوں نہیں؟"احسن نے بھی سمجھانے کی کوشش کی۔"ہاں میں روزوں کی اہمیت جانتا ہوں۔"حسّان کھڑا ہو گیا تھا۔"آپ سب روزے رکھ رہے ہیں نا تو میں بھی آپ لوگوں کے ساتھ جنت میں چلا جاؤں گا۔اللہ تعالیٰ تین بندوں کو جنت میں بھیجیں گے تو ساتھ میں ایک کی رعایت تو کر ہی دیں گے۔"حسّان لاپرواہی سے کہتا ہوا اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔"یا رحمان! اس پر اپنی رحمت فرما! میرے بچے کو ہدایت دے۔۔"امی جان غم سے چُور لہجے میں دُعا مانگ رہی تھیں۔

سورج بالکل سَوا نیزے پر تھا' گرمی کی شدّت بہت تھی۔ معلوم ہوتا تھا کہ آج تمام انسان پگھل جائیں گے اور ایسی سخت حالت میں سامنے خوش کُن منظر ہونے کے باوجود اُس میں نہ جا پانا اِس کو بہت اذیت دے رہا تھا۔اچانک اس کی نظر بہت چمکتے ہوئے پُر نور چہروں پر پڑی' جو اللہ کے دستر خوان کی طرف بڑھ رہے تھے' اس کو وہ چہرے جانے پہچانے لگے' جب وہ قریب آئے تو وہ چونک اُٹھا۔ابو جان' امی جان اور احسن خوشی سے اُس پُر نور جگہ کی طرف بڑھ رہے تھے' وہ فوراً اُن کے پیچھے لپکا۔"امی جان! مجھے بھی ساتھ لے چلیں۔"وہ تڑپ کر کہہ رہا تھا۔"مجھے یہ گارڈز اندر نہیں جانے دے رہے۔"امی جان نے نظر بھر کر اس کی طرف دیکھا اور اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ سے ہٹا کر چل پڑیں۔"احسن! تم ہی مجھے ساتھ لے جاؤ۔"اب وہ احسن کی منّت کر رہا تھا۔احسن رُک گیا۔

"بھائی جان! آپ کو کتنا سمجھایا تھا' مگر آپ نہ مانے تھے۔آپ جانتے ہیں اس سخت حالت میں اللہ کی مہمان نوازی اور اللہ کی رحمت کا سایہ کس کے لیے ہے؟؟ یہ اُن لوگوں کے لیے ہے جو اللہ کے حکم سے دُنیا میں روزے رکھتے تھے' وہ دُنیا میں بھوکے رہے' اللہ اُن کو سخت پریشانی میں کھلا رہا ہے اور آپ وہ دروازہ دیکھ رہے ہیں۔"احسن نے خوب صورت اور سونے کی طرح چمکتے دروازے کی طرف اشارہ کیا۔"اس دروازے کا نام ریّان ہے' یہ دروازہ صرف اُن لوگوں کے لیے کھولا جائے گا' جو روزہ رکھنے والے تھے۔"پھر احسن نے حسّان کے کندھے پر ہاتھ رکھا:"سوری بھائی جان! آج کے دِن میں آپ کی کوئی مدد نہیں کر سکتا۔" یہ کہہ کر احسن آگے بڑھ گیا۔

"تم میرے بھائی ہو تو تم میرے کام آ سکتے ہو۔رُک جاؤ! خدا کے لیے رُک جاؤ! مجھے اس تکلیف میں چھوڑ کر مت جاؤ!"حسّان چیختا چلّاتا احسن کے پیچھے لپکا تھا کہ ایک آواز پر اُس کو رُک جانا پڑا۔

"آج کے دِن کوئی کسی کے کام نہیں آئے گا۔آج کام آئیں گے تو صرف اعمال۔اگر تم روزے رکھتے تھے تو تم بھی چلی جاؤ۔"حسّان نے اِدھر اُدھر دیکھا' لیکن بولنے والا نظر آیا۔اس نے شرمندگی سے سر جُھکا لیا' اچانک اس کو ایک خیال آیا کہ یہاں تو مجھے کون نہیں جانتا۔ابو جان' امی جان اور احسن تو یہاں نہیں ہیں' اس نے زور زور سے چیخنا شروع کیا:"ہاں میں بھی روزے رکھتا تھا۔"اچانک اُس کو ایسا لگا کہ اس کی گویائی سلب کر لی گئی ہو۔اب اس کی زبان' منہ' ہاتھ اور دیگر اعضا بول رہے تھے:"اے اللہ! یہ جھوٹ بولتا ہے' اُس نے رمضان کے روزے نہ رکھے تھے' یہ مجھ سے ہی رمضان میں کھاتا پیتا تھا۔"سارے اعضا اس کے خلاف بول رہے تھے اور وہ بے بس تھا۔"لے جاؤ اس کو اور جہنم میں ڈال دو' آج اس گرمی سے زیادہ گرم آگ میں ڈال دو' جس گرمی کی وجہ سے اس نے میرا حکم توڑا تھا۔ آج اس کو معلوم ہو گا کہ دُنیا کی گرمی کا سودا کر کے اس نے خسارے کا سودا کیا تھا۔

دو فرشتے اس کو پکڑ کر اس جہنم کی طرف لے جانے لگے' جس جہنم کی ستر ہزار لگامیں تھیں اور ہر ایک لگام کو کئی ہزار فرشتوں نے تھام رکھا تھا' اس کے باوجود وہ ان کو خاطر میں نہ لا رہی تھی۔اس جہنم کے شعلے اور لپٹیں سورج کی گرمی کو مات دے رہی تھیں۔اس جہنم سے اتنے دور ہونے کے باوجود اس کی تپش سے اس کے چہرے کی جِلد ابھی سے جھلسنے لگی تھی۔حسّان پورا زور پیچھے کی طرف لگا رہا تھا' اس کی چیخوں سے کانوں کے پردے پھٹتے محسوس ہو رہے تھے' لیکن فرشتوں کو اس کی پروا نہ تھی' اُس کی چیخوں سے فضا تھرّا اُٹھی تھی۔حسان جھٹکے سے اُٹھ بیٹھا۔اے سی کی ٹھنڈک کے باوجود اس کا جسم پسینے میں ڈوبا ہوا تھا۔حسّان نے اپنا چہرہ ٹٹولا:"یا اللہ! تیرا شکر ہے! یہ خواب تھا۔"حسّان فوراً سجدے میں گر گیا۔"یا اللہ! مجھے معاف کر دے' میں دُنیا کی گرمی برداشت کر کے روزے رکھ لوں گا' لیکن آخرت کی گرمی اور آگ سے مجھے محفوظ کر دے! مجھے اپنی رحمت میں لے لے۔"وہ بِلک بِلک کر رو رہا تھا اور امی جان جو اس کی چیخیں سن کر اس کے کمرے کی طرف دوڑی آئی تھیں' اسے اللہ کے ساتھ باتیں کرتا سن کر نم آنکھوں کے ساتھ اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے واپس لوٹ رہی تھیں۔اُن کے چہرے کی مسکراہٹ اور اطمینان بتا رہا تھا کہ اُن کو یقین ہو گیا ہے کہ اللہ نے اُن کے بیٹے کو اپنی رحمت میں لے لیا ہے۔

pg57

Granitto

16

57 جون 2018 فہم دین

رمضان کا پاس ورڈ

کائنات غزل

''یاہو! یہ مارا...!!''، عمیر، عبیر اور عفان تینوں پاگلوں کی طرح چیخ رہے تھے۔ ''ارے کیا ہوگیا ہے...!! غضب خدا کا ایسے شور مچا رہے ہیں، جیسے قارون کا خزانہ ہاتھ لگ گیا ہو۔ ارے... عائشہ بیٹی! دیکھنا تو ذرا ان لوگوں کو۔'' دادی جان نے تسبیح روک کر عائشہ بیگم کو آواز لگائی۔

''اچھا اماں جان!! دیکھتی ہوں۔'' وہ کچن سے باہر نکلیں اور دوپٹہ سے ہاتھ صاف کرتے ہوئے بچوں کے کمرے کی طرف گئیں۔ کمرہ کم... کباڑ خانہ زیادہ لگ رہا تھا۔ عمیر، عفان بیڈ پر کھڑے ناچ رہے تھے، جب کہ عبیر ان پر کُشن کھینچ کھینچ کر مار رہی تھی اور کشنز کی روئی پورے کمرے میں اڑ رہی تھی۔ عائشہ بیگم کو کمرے میں جاتے ہی چھینکیں لگ گئیں۔ بچوں کے شور کی آواز میں ان کی چھینکوں کی آواز بھی کہیں گم ہوگئی۔ وہ واپس پلٹ گئیں، جب چھینکیں ذرا قابو میں آئیں تو ناک پر دوپٹے کا پلو رکھ کر آگے بڑھیں اور اپنی چپل اتار کر عمیر کا نشانہ لیا۔ نازک سی چپل عمیر کے پہاڑ جیسے جسم سے ٹکرا کر زمین بوس ہوگئی اور عمیر کو خبر بھی نہ ہوئی۔

''اف...!! خدا کی پناہ...!!'' عائشہ بیگم نے اپنا ماتھا پیٹ ڈالا۔

''ارے...! ارے...!'' جب عائشہ بیگم کے جانے سے بھی شور نہ تھما تو دادی جان خود ہی بہ نفسِ نفیس معاملہ معلوم کرنے آئیں، مگر یہاں آکر ان کی خود کی آنکھیں کھلی رہ گئیں۔ عمیر اور عفان... ماہر ڈانسر کی طرح اسٹیپ لے رہے تھے۔ کشنز کی روئی سے دونوں کے سر اَٹے ہوئے تھے۔ عفان نے تو باقاعدہ عمیر کا چھوٹا سا مفلر گلے میں ڈالا ہوا تھا اور عمیر نے عبیر کا موبائل ہاتھ میں پکڑا ہوا تھا۔ عائشہ بیگم چوں کہ الرجی کی مریضہ تھیں، اس لیے وہ اندر نہیں آسکیں، لیکن دادی جان اندر داخل ہوچکی تھیں۔ دادی جان کے کمرے میں آتے ہی گھبراہٹیں شروع... عفان کا پاؤں مڑا اور وہ سیدھا عمیر پر اور عمیر نے پیاری دادی جان کو بچانے کی کوشش میں عفان سمیت ہی قلابازی کھائی۔ قلابازی لگاتے وقت وہ عبیر سے ٹکرایا اور عبیر دادی جان سے... یوں چاروں افراد زمین پہ آڑے ٹیڑھے پڑے ہوئے تھے۔ عائشہ بیگم ساس کو اٹھانے تیزی سے آگے بڑھیں۔ گھبراہٹ سے ناک پر سے دوپٹہ کا پلو ہٹ گیا۔ روئی کے ذرات جیسے ہی سانس لیتے وقت ناک میں داخل ہوئے تو وہ دادی جان کے اوپر ہی چھینکنے لگیں۔

کامران صاحب آفس سے گھر آئے تو ماں اور بیوی کو روز مرہ کی جگہ پر نا پاکر سیدھا بچوں کے کمرے میں آئے۔ کمرے میں داخل ہوتے ہی صورتِ حال ان کی سمجھ سے بالا تر تھی۔ عائشہ بیگم کی ان کی طرف پیٹھ تھی، وہ اپنی ساس کو اٹھانے کو جھکتیں تو انھیں زور دار چھینک آجاتی۔ کامران صاحب نے عائشہ کو ہٹایا اور سب سے پہلے اپنی ماں کو اٹھا کر صوفے پر بٹھایا۔

''کیا تماشہ ہو رہا ہے یہ سب...؟؟'' انھیں دیکھ کر عمیر، عبیر اور عفان... تینوں نے شرافت کا چولا اختیار کرلیا۔ ''عمیر! کیا ہے یہ سب...؟؟'' سب سے پہلے عمیر کی شامت آئی۔

''پاپا!!... پاپا وہ...!!'' وہ کیا بتاتا کہ انھیں کون سا خزانہ مل گیا ہے۔

''کیا پاپا پا یہ... پاپا وہ... لگائی ہوئی ہے۔ آج مجھے اس بات کا جواب دے ہی دو کہ تم انسان ہو یا بندر... جب دیکھو اُچھل کود کرتے رہتے ہو۔ تمھیں میں کیا نظر آتا ہوں۔'' اپنی پیاری اماں جان کو اس حال میں دیکھ کر انھیں ٹھیک ٹھاک غصہ آگیا تھا۔ ان کے بندر کہنے پر عائشہ بیگم مسکراتی ہوئی کمرے سے باہر نکل گئی، جب کہ دادی جان نے ہنسی روکنے کے لیے دوسری

طرف چہرہ گھما لیا اور ان تینوں کی ہنسی روکنے کی کوشش میں شکلیں عجیب و غریب ہو گئی تھیں۔

اتنا کہنے کے چند لمحوں کے بعد ہی کامران صاحب کو جب احساس ہوا کہ انھوں نے کیا کہہ دیا ہے تو خود بھی تیزی سے باہر نکل گئے' تاکہ بچے ان کی ہنسی نہ دیکھ لیں۔ پاپا کے کمرے سے باہر جانے کی دیر تھی کہ بچے اپنی پیاری دادی کے گرد جمع ہو گئے۔

"پاپا کے سوالوں کے جواب ہمارے پاس تو نہیں ہیں دادی جان... پلیز!! آپ ہی اس سوال کا جواب دے دیں نا۔ کیا واقعی ہم کسی بندر کے بچے ہیں؟؟" عفان نے لہجے میں رقت طاری کرتے ہوئے مصنوعی آنسو صاف کیے۔

اے بچو...! خدا کو مانو...! کچھ نہ ملا تو یہ محفل کرنے بیٹھ گئے۔ شرم کرو تم سب... باپ سے ڈانٹ کھائی ہے' مگر ابھی بھی مذاق مستی نہیں چھوڑنی... ہمارے "باواجی" کبھی بھول سے بھی گھور دیتے تھے تو ہم تین دن تک اپنی جگہ سے نہ ہلتے تھے۔" دادی جان نے عفان کے سر کو اپنی گود سے پیچھے کیا۔

"یعنی کہ دادی جان! فالج ہو جاتا تھا... اوہ! نو... پھر باقی تقاضے' مثلاً کھانا وغیرہ... چچ چچ چچ... یہ تو ظلم تھا دادی جان!" عمیر نے بھی حصہ لیا۔

"ارے خدا کو مانو! بات کو کہاں سے کہاں لے جاتے ہو... اور عبیر تم بھی؟؟ تم تو لڑکی ذات ہو' ان لڑکوں کے ساتھ اُچھل کود کرتے ہوئے اچھی لگتی ہو بھلا... !!" دادی جان نے اپنے مخصوص تکیہ کلام سے بات کرنا شروع کر دی۔ "دادی جان!! میرا کوئی قصور نہیں ہے' وہ تو پاسورڈ..."

"عبیر! پیاری بہنا...!! تمہاری برتھ ڈے آرہی ہے نا... کیا گفٹ لو گی؟" عمیر نے تیزی سے عبیر کی بات کاٹتے ہوئے' اسے مکھن لگایا۔

'ہم م م... وہ جو آپ کے دوست نے فراری کا وائٹ والٹ گفٹ دیا تھا' بس وہی دے دیجیے گا۔" عبیر کو اس سے اچھا موقع کہاں ملنا تھا۔

رمضان قریب تھا۔ دادی جان ان سب کو مسلسل موبائل میں لگے دیکھنے سے تنگ آچکی تھیں۔ کامران صاحب سے بات کر کے انھوں نے مسئلے کا ایک حل نکالا کہ نیٹ بند کرا دیا جائے۔ اب تینوں بِن پانی کی مچھلی کی طرح تڑپ رہے تھے۔ غصے میں انھوں نے کوئی پیکج بھی نہ کرایا تھا۔ نہ واٹس ایپ' نہ فیس بک اور نہ ٹیوٹر' یوں لگ رہا تھا کہ موبائل کی روح نکل گئی ہو۔ عبیر کسی کام سے عفان کے پاس آئی' تو وہیں بیٹھ گئی۔ نجانے اس کے دماغ میں کہاں سے آئیڈیا آیا اور اس نے وائی فائی کی لسٹ میں ہر نام کے ساتھ کامن پاس ورڈ ڈالنے شروع کر دیے۔ اچانک ہی سامنے والے افتخار انکل کا وائی فائی اسٹارٹ ہو گیا۔ اس کی چیخیں نکل گئیں۔ عمیر اور عفان نے اسے دیکھا تو اس نے اپنا موبائل دکھایا۔ جس میں پورے تو نہیں کافی سگنل وائی فائی کے آرہے تھے۔ عمیر نے جلدی سے اس کا موبائل تھاما اور عفان کے گلے لگ گیا۔ عبیر نے اپنا موبائل مانگا تو عمیر بیڈ پر چڑھ کر کھڑا ہو گیا اور عفان کے ساتھ لڈی ڈالنے لگا۔

عبیر چائے بنانے کے بعد اپنا باکس لے کر بیٹھ گئی اور پاس ہی عفان بھی اپنی کتابیں پھیلائے بیٹھا تھا۔ دادی جان خدا کا شکر ادا کرتی اپنی پوتی اور پوتوں سے مطمئن ہو گئی تھیں۔ عبیر سر پر دوپٹہ لیے کتاب گود میں رکھ کر بیٹھی تھی' اس کے چہرے سے نور ٹپکتا محسوس ہو رہا تھا۔ دادی جان کو اس پر پیار آنے لگا۔ انھوں نے نظر کی دعا پڑھ کر دور ہی سے اس پر پھونکی اور ساتھ ہی عفان پر بھی پھونکی۔ عمیر تو جنگ میں تھا' اسے نظروں میں لا کر دم کیا۔ عائشہ بیگم کپ کچن میں رکھ کر ساس کے ساتھ آکر بیٹھ گئیں۔

"ماشاءاللہ بہو! بچے اب سدھرتے جا رہے ہیں۔ تم بلاوجہ پریشان رہتی ہو۔ دیکھو تو ذرا... کیسے نورانی چہرے دونوں کے ہو رہے ہیں۔"

"اماں جان! چشمہ لگائیں آپ یہ۔" عائشہ بیگم اٹھیں' چشمہ پکڑا کر آہستہ آہستہ چلتی عبیر کے سر پر آکھڑی ہوئیں۔

"عبیر...!!" جھک کے انھوں نے کتاب کے اندر سے موبائل اٹھا لیا۔ "وائی فائی...!! یہ کس کے سگنلز آرہے ہیں عبیر...؟؟" کھڑے کھڑے ان کا دماغ گھوم گیا۔

"وہ مما...! وہ انکل...!! وہ' وہ...!!"

"خدا کو مانو...!! لڑکی ذات ہو کے ایسی حرکتیں...!! سسرال میں جا کر ناک کٹوائے گی ماں اور دادی کی۔"

"ہائے نہیں دادی جان...!! میں ناک نہیں کٹواؤں گی۔ اگر ناک کٹ گئی تو آپ سانس کیسے لیں گی...؟" عبیر نے پریشان ہو کر یک دم ہی باکس گود سے کارپٹ پہ رکھا۔ "او سدا کی بے وقوف بہن...!! ناک کٹ جانے سے سانس لینے کا کوئی تعلق نہیں۔ ناک تو سانس اندر جانے میں فلٹر کا کام دیتی ہے۔ ناک کٹ گئی تو نالیاں تو باقی رہیں گی نا...!!" عفان اپنا فلسفہ جھاڑ کر عبیر کے سر پر جٹر مارتا ہوا نو دو گیارہ ہو گیا۔ "یا اللہ! کیا ہوگا ان بچوں کا...؟" عائشہ بیگم صوفے پر ڈھے گئیں۔

"مما آپ پریشان نہ ہو نا۔ ہم سدھر جائیں گے۔ پلیز مما! سوری دادی جان۔" عبیر شرمندہ نظر آنے کی کوشش کرنے لگی۔ "بیٹا! ہم تمہارے دشمن نہیں ہیں۔ رات دن تم لوگ پاس ورڈ کے چکروں میں پڑے رہتے ہو۔ ہر وقت موبائل... موبائل۔ کبھی کمپیوٹر کا پاس ورڈ' کبھی لیپ ٹاپ کا پاس ورڈ اور کبھی موبائل کا پاس ورڈ... کبھی یہ سوچا کہ رمضان المبارک کا مقدّس مہینہ آرہا ہے۔ اس رمضان کا بھی کوئی پاس ورڈ ہوگا...؟؟ بیٹا! ہم نے بھی اپنے زمانے کا گریجویشن کیا ہوا ہے' لیکن ساتھ ساتھ ہر کام میں طاق تھے۔ موئے ترقی کے نام پر انگریزوں نے بچہ بچہ کے ہاتھ میں موبائل تھما دیا ہے۔ یہ تو ترقی نہیں... بل کہ تنزلی کی جانب لے جا رہے ہیں۔ ہمیشہ رہنے والی آخرت کو بھلائے دے رہے ہیں۔ آخرت کے اندھیروں کو کون اجالا دے گا۔ کبھی آخرت کے پاس ورڈ کو بھی سوچو...!!

یہ رمضان کا مہینہ سیل ہے سیل!! بڑے بڑے اسٹورز میں سیل لگتی ہے۔ کیسے دوڑے چلے جاتے ہو۔ رمضان کے مہینے میں کم وقت میں بھی زیادہ اجر مل رہا ہوتا ہے۔ یہ کفار کی سازش ہے مسلمانوں کو دین سے دور رکھنے کی۔ رمضان میں شیطان تو بند ہو جاتا ہے' لیکن نفس کھلا ہوا ہوتا ہے۔ اس نفس کو آزاد چھوڑ کے اللہ کو ناراض کرنا یہ اس رمضان کا بل کہ زندگی کا وائرس ہے (بقیہ ص 61 پر)

چاند رات

بنت ڈاکٹر عبدالغفور

اِدھر فاریہ اعتکاف میں بیٹھی اپنے مولا سے تعلق بنانے میں مشغول، جو عید کے کچھ دنوں بعد اپنے ماں باپ کا گھر چھوڑ کر شادی کر کے نئے گھر جانے والی تھی، جس گھر میں اس نے 23 سال گزارے، اس کی امی جو ہر وقت اس کی ہر خواہش پوری کرنے کے لیے تیار رہتیں۔ گھر میں بہن، بھائی کو اگر کوئی کام ہوتا تو اپنے ابو کے سامنے فاریہ کو سفارشی بناتے، کیوں کہ بڑی اولاد ہونے کی وجہ سے وہ توصیف صاحب کو بہت عزیز تھی۔ وہ فاریہ کی بات کم ہی رد کرتے تھے۔ وہ باپ کی لاڈلی بیٹی تھی۔ اتنے محبت بھرے ماحول اور پیار کرنے والے ماں باپ سے دوری، نئے لوگ، اجنبی ماحول۔ چاہے کتنے ہی اچھے ہوں، مگر ماں باپ کا نعم البدل تو نہیں ہو سکتا۔ یہ سب سوچتے ہوئے فاریہ کی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے اور وہ بے اختیار روتے ہوئے اپنے اللہ سے باتیں کرنے لگی: ”یا اللہ! تُو تو 70 ماؤں سے زیادہ محبت کرنے والا ہے۔ مجھے اپنا مضبوط تعلق نصیب فرما۔ یا اللہ! یہ رمضان تو مہینہ ہی تجھ سے دوستی کا ہے۔ مجھے بھی اپنے دوستوں میں شامل فرمالے۔ تقویٰ کا نور عطا فرما۔ یا اللہ! اپنا وہ تعلق دے، جو مجھے آگے زندگی میں حوصلہ اور ہمت دے۔ اگلی زندگی کے لیے میری رہنمائی نصیب فرما۔“ دعا مانگ کر اس کو سکون ملا تو قرآن کی تلاوت شروع کر دی۔ اُسے ایک بزرگ کی کہی ہوئی بات یاد آگئی کہ پہلے مسلمان بچیاں اپنے ہاتھوں سے سورۂ نساء اور سورۂ نور لکھا کرتی تھیں اور جہیز میں ساتھ لے جایا کرتی تھیں، تاکہ سبق اچھی طرح یاد ہو جائے۔ فاریہ نے بھی ان سورتوں کو ترجمہ اور تفسیر کے ساتھ پڑھنے کا ارادہ کیا۔

فاریہ کے والد توصیف صاحب غیر شرعی رسومات اور فضول خرچی کے سخت خلاف تھے، لیکن بیوی کے آگے مجبور ہو جاتے تھے۔

”سنو حماد!“ توصیف صاحب نے اپنے برادرِ نسبتی کو فون ملایا۔

”جی بھائی صاحب! کہیے...؟“

”سنو یار... چاندرات کو تمہاری بہن بتا رہی تھی کہ تم نے ڈھولکی رکھی ہے فاریہ کے لیے؟“

”جی، جی بالکل! آپ پریشان نہ ہوں۔ سب انتظامات ہو جائیں گے۔ آپ بالکل فکر نہ کریں۔ آپ کو بھی جس کو بلانا ہو ڈھولکی میں، بے شک بلا لیں۔“

”ارے حماد! چاندرات اور ڈھولکی...؟؟ رمضان کا اختتام ہو رہا ہوگا اور ہم اس طرح گانے بجانے اور ڈھول بجانے میں لگ جائیں گے، بے پردگی الگ ہوگی اور چاندرات تو ویسے بھی لیلۃ الجائزہ ہے، انعام کی رات ہے۔ اس رات کو اللہ جلّ شانہٗ سے رمضان میں کی گئی عبادات کی قبولیت کی دعا کرنی چاہیے۔“ توصیف صاحب نے فاریہ کے ماموں کو سمجھایا۔

”بھائی صاحب! آپ کہہ تو بالکل ٹھیک رہے ہیں۔ میں تو خاندان والوں کے ڈر سے اس دن ڈھولکی رکھ رہا ہوں، کیوں کہ عید کے دنوں میں باقی خاندان والوں نے بھی اپنے اپنے گھروں میں ڈھولکی رکھ لی ہے، پھر سب مجھے طعنہ دیں گے کہ کیسا کنجوس ماموں ہے۔“ حماد نے کہا۔ ”ارے بھائی! خاندان والوں کے ڈر سے ہم کب تک اللہ تعالیٰ کو ناراض کرتے رہیں گے...؟؟ رمضان میں جو عبادات ہم نے کیں یا جو نیکیاں کیں... فوراً ہی اسے ضائع کر دیں کیا؟“ توصیف صاحب نے کہا۔

”جی بالکل! پھر کیا کریں... آپ ہی کوئی مشورہ دیں؟“

”اللہ سے دعا کرو اور سب کو میسج کر دو کہ چاندرات کی ڈھولکی فی الحال ملتوی ہے...!!“ توصیف صاحب نے سمجھایا۔ ”ٹھیک ہے!“ حماد نے کہا۔

”باقی اللہ مالک ہے۔“ اس کے ساتھ ہی توصیف صاحب نے فون بند کر دیا۔

فاریہ جب اعتکاف سے اٹھی تو سب نے اسے مبارک باد دی اور امی اور بہنوں نے خوشی خوشی گلے لگا کر اسے پیار کیا۔
”ابو...!!“ فاریہ نے کہا۔
”جی بیٹا...!!“ توصیف صاحب نے جواب دیا۔
”ابو! مجھے آپ سے کہنا تھا کہ آپ تمام خاندان والوں کو ڈھولکی کے لیے منع کر دیں۔“ اس کا یہ جملہ سن کر زرینہ بیگم اور چھوٹی بہن ماریہ ایک دم سے چیخیں: ”کیوں...؟؟ حماد ماموں کا تو میسج آیا تھا کہ انھوں نے کسی وجہ سے پروگرام ملتوی کر دیا ہے‘ لیکن کل سے تو باقی خالاؤں اور چچاؤں کے گھروں میں جو پروگرامز ہونے ہیں‘ وہ کیوں نہیں ہوں گے؟“ ماریہ بولی۔
”ساری انجوائمنٹ تو ان ہی ڈھولکیوں میں ہوتی ہے...مزہ تو ان ہی میں آتا ہے...ہلّا گلّا ہوتا ہے ’گانے بجانے ہوتے ہیں...شادی کی تقریبوں میں تو بس مہمانوں کو دیکھو اور کھانا کھا کر گھر آجاؤ۔“ چھوٹا فاروق بھی بولا۔
”اگر رمضان کے بعد بھی ہمیں گانے سننے اور ناچ گانوں کی محفلوں میں مزہ آرہا ہے تو میرے بھائی ہمیں رمضان کا مقصد ہی حاصل نہیں ہوا۔“ ماریہ نے بھائی کو سمجھاتے ہوئے کہا۔
”آپی...!! پھر بھی شادی کوئی روز روز تو نہیں ہوتی نا...اللہ رب العزت تو بہت مہربان ہیں‘ معاف کر دیں گے۔“ چھوٹی ماریہ بولی۔
”ہمیں اللہ کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہیے۔ انسان تو ہے ہی خطا کا پتلا۔“ زرینہ بیگم نے بھی چھوٹے بچوں کی تائید کی۔
”میری پیاری امی جان! اللہ بے شک بہت مہربان ہے۔ اس کی رحمت سے مایوس بھی نہیں ہونا چاہیے۔“ فاریہ نے اپنی بات جاری رکھی۔
”اسی لیے تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ رمضان کا مہینہ دیا‘ تاکہ میرا بندہ توبہ کے ذریعہ میرے پاس لوٹ آئے۔ اس کی رحمت کا‘ شفقت کا یہی انداز ہے‘ تاکہ غفلت بھری زندگی سے نکل آئے میرا بندہ...اور مہربان کا مطلب ہم نے غلط لینا شروع کر دیا ہے کہ ڈنکے کی چوٹ پہ گناہ پر گناہ کرو اور کہہ دو کہ اللہ بہت مہربان ہے۔“
”اس کی مثال تو ایسی ہے کہ بینک والے کو پھٹا نوٹ دے کر نیا نوٹ لے لیا اور اسی بینک والے کے سامنے اسی کا دیا ہوا نیا نوٹ پھاڑ کر‘ بینک والے سے کہے کہ اس نوٹ کو پھر تبدیل کر دو‘ تو وہ بینک والا دھکے دے کر اس شخص کو باہر نکال دے گا۔“ توصیف صاحب بھی فاریہ کی حمایت میں بولے!
”جی ابو...!! اور ایک اور بات...وہ یہ کہ شادی کی تقریب میں مردوں اور عورتوں کی نشست کا الگ الگ اہتمام ہو‘ کیوں کہ ایک تو میں نے شرعی پردے کا اہتمام کر لیا ہے۔ آپ لوگوں سے استقامت کی دعا ہے‘ کیوں کہ سورۂ نور میں‘ میں نے پڑھا ہے کہ پردے کا حکم ہر مسلمان عورت کے لیے فرض ہے اور یہ حدیث بھی میری نظر سے گزری ہے کہ ”لعنت ہو دیکھنے والے پر بھی اور دکھانے والے پر بھی۔“ اگر شادی کی محفل مخلوط ہو گی...مرد ‘عورت ایک دوسرے کو آزادانہ دیکھیں گے تو کتنے لعنت زدہ ہو جائیں گے میری شادی پر ۔میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی ناراضی مول لے کر اپنا گھر کیسے آباد کر سکتی ہوں؟“ فاریہ بولی۔
”بالکل صحیح کہہ رہی ہے میری بیٹی!“ توصیف صاحب نے خوش ہو کر کہا‘ اللہ پاک نے اِن کی رمضان کی دعائیں قبول کر لی تھیں ”اللہ تمہیں اگلے گھر میں بہت خوش رکھے...!!“ یہ کہتے ہوئے توصیف صاحب کی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے۔ زرینہ بیگم بھی خاموش ہو گئی اور شوہر کی بات پر آمین کہا۔
ہر ماں اپنی بیٹی کو خوش و آباد ہی دیکھنا چاہتی ہے...ایمان کی چنگاری تو ہر مسلمان کے دل میں ہوتی ہے‘ بس! ذرا کریدنے کی دیر ہوتی ہے۔
واقعی فاریہ کے حق میں یہ بات سچی ثابت ہوئی کہ ”رمضان بھی اللہ کی ولایت دیتا ہے اور قرآن بھی اللہ کی ولایت دیتا ہے۔ بس! طلب سچی ہونی چاہیے!!“

بقیہ

اس نفس کو آزاد چھوڑ کے اللہ کو ناراض کرنا یہ اس رمضان کا بل کہ زندگی کا وائرس ہے اور نفس کو قید کر کے اللہ کو راضی کرنا رمضان کا بل کہ زندگی کا پاس ورڈ ہے۔ کم از کم رمضان جیسے مقدّس مہینے میں تو یہ پاس ورڈ لگا لو۔ بیٹا نیکی کرنا آسان ہے اور اسے سنبھال کر رکھنا بہت مشکل کام ہے۔ اس پر کم بخت یہ تصویریں کھینچ رہے ہوتے ہو...کبھی افطاری کی تو کبھی سحری کی۔ پھر کہاں اخلاص رہا‘ دکھاوا ہی دکھاوا ہو گیا۔“ دادی جان بہت کم بولتی تھیں‘ لیکن آج ان کا دل شاید بہت زیادہ دکھ گیا تھا۔ پانی پی کے وہ وضو کرنے چل دیں۔ عبیر شرمندگی کے گہرے گڑھے میں تھی۔ کافی دیر بعد اس نے سر اٹھایا تو عمیر کو جنگ سے آکر صوفے پر سر جھکائے بیٹھا پایا۔ عفان بھی پاس ہی سوچ میں گم نظر آیا۔ عبیر کی انگلیاں حرکت میں آئیں...انکل کے پاس ورڈ کو ختم کر دیا۔ دادی جان کمرے سے نکلیں تو ان کے ہاتھ میں ایک بڑا شاپر تھا۔ ”بھئی بچو!! رمضان کے تحفے لے لو...!!“ ہمیشہ ہی دادی جان رمضان آنے سے پہلے تینوں بچوں کو سوٹ اور ان کی پسند کی چند چیزیں لا کر دیتی تھیں‘ حالاں کہ بچے اب خود مختار ہو چکے تھے‘ لیکن دادی جان کی محبت کا یہ انداز ابھی تک قائم تھا۔ ”ایک بات اور کہ بلا اجازت کسی کا وائی فائی استعمال کرنا چوری میں داخل ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر میری بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتی تو اس کے بھی ہاتھ کاٹے جاتے۔“ ”اب سوچ لو...!!“ دادی جان نے کہنے کے ساتھ ہی شاپر کی گرہ کھول دی۔
”سوری دادی جان!!“ عفان اور عبیر ایک ساتھ بول پڑے اور اپنے اپنے موبائل سے پاسورڈ ختم کر دیا اور اپنے دماغوں میں رمضان کا پاس ورڈ ڈاؤن لوڈ کرنے لگے۔

مِس مایا کے کلاس میں آتے ہی بچوں میں کے چہرے خوشی سے چمکنے لگے کہ انھوں نے وعدہ کیا تھا کہ فری پیریڈ میں عید کی باتیں کریں گے۔
تمام بچے اپنی اپنی عید کی تیاریوں کے بارے میں بتا رہے تھے۔ سعدیہ خاموش بیٹھی تھی۔
مِس مایا نے سعدیہ کو کھڑا کر کے پوچھا: ''آپ کیوں خاموش ہیں سعدیہ ! ! کیا آپ نے عید کی تیاری نہیں کی...؟''
سعدیہ : ''نو، مسِ ! ہم عید کی تیاری رمضان سے پہلے کر لیتے ہیں۔ ہماری تیاری مکمل ہے۔''
مِس مایا : ''پھر کیا وجہ ہے؟'' سعدیہ : ''مِس ! رمضان کا مہینہ رحمتوں اور برکتوں والا مہینہ ہے '
اس میں افطاری کے وقت روزانہ دس لاکھ بندوں کی مغفرت ہوتی ہے، لیکن تین شخصوں کی نہیں ہوتی :

1 شراب پینے والا
2 ماں، باپ کا نافرمان
3 قطع تعلق رکھنے والا یا دل میں بغض، کینہ اور حسد رکھنے والا۔

مِس ! جویریہ ہم سے ناراض ہے، اس نے ہم سے قطع تعلق کر لیا ہے۔ اب ہم دونوں کی مغفرت کیسے ہو گی؟''
یہ کہتے ہوئے سعدیہ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔
مِس مایا کھڑی ہوئیں اور سعدیہ کو پیار کیا اور سعدیہ سے پوچھا: ''آپ کے دل میں جویریہ کے لیے کوئی بات ہے؟''
''نو مِس !'' سعدیہ نے دوپونیہ ہلاتے ہوئے نفی میں گردن ہلائی۔
''یہاں آیئے جویریہ !'' مِس نے جویریہ کو بلایا ''آپ کیوں ناراض ہیں سعدیہ سے؟'' مِس نے پوچھا۔
''ٹیچر ! یہ ہفتے کو ہمیں اسکول سے واپسی پر اپنے ساتھ گھر لے کر نہیں گئی تھیں۔'' جویریہ نے مِس کو بتایا۔
''کیوں سعدیہ ! ایسا کیوں کِیا آپ نے؟'' مِس نے پوچھا۔
''ٹیچر ! ہماری امی کہتی ہیں کہ چھٹی ہوتے ہی گھر آؤ اور جویریہ اسکول کے باہر کھڑے ہو کر دوستوں سے باتیں کرتی ہیں۔'' سعدیہ نے مِس کو تفصیلاً بتایا۔
ہوں ''...! ! تو یہ بات ہے۔'' مِس نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔
''پہلی بات تو یہ ہے کہ اسکول سے سیدھے گھر جانا چاہیے، کیوں کہ والدین انتظار کر رہے ہوتے ہیں۔ دیر ہو جانے سے پریشان ہو جاتے ہیں
اور اگر کسی کی کوئی بات بری لگے تو بجائے منہ بنانے کے اسے نرمی سے سمجھانا چاہیے۔
آج جمعرات ہے اور 4 دن سے آپ لوگ بات چیت نہیں کر رہے، جب کہ 3 دن سے زیادہ کسی مسلمان سے قطع تعلق کرنے کا حکم نہیں ہے۔''
یہ کہہ کر مِس نے جویریہ اور سعدیہ کا ہاتھ ملوایا، جس سے سعدیہ کا چہرہ خوشی سے چمکنے لگا
اب وہ واقعتاً خوش تھی، کیوں کہ اب رمضان میں اس کی بھی مغفرت ہو جائے گی۔
تو پیارے بچو...! ! اگر آپ بھی کسی سے ناراض ہیں یا آپ سے کوئی ناراض ہے تو اُسے منا لیں، تاکہ آپ کی بھی رمضان میں مغفرت ہو سکے۔

pg63

Super Power

17

ہمارا صدقہ باکس

بنتِ گوہر

”آج ہم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی سخاوت کا ایک واقعہ پڑھیں گے۔“ ہاتھ میں ”حیاتِ صحابہ“ تھامے اور آنکھوں میں چمک لیے آمنہ خاتون اپنے بچوں سے مخاطب تھیں۔

”ٹھیک ہے امی! مگر ذرا جلدی...! مجھے ہوم ورک کرنا ہے۔“آمنہ کی سب سے چھوٹی بیٹی نور نے کہا تھا۔آمنہ خاتون اپنے خاوند شیخ حسن اور تین بچوں کے ساتھ گھر کے بڑے کمرے میں بیٹھی ہوئی تھی اور سب ان کے ارد گرد بیٹھے ہوئے تھے۔

”حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس دو تھیلیاں بھر کر پیش کی گئیں‘ جن میں ایک لاکھ سے زائد درہم تھے ‘انھوں سے صبح سے شام تک سب غریبوں میں تقسیم کردیے‘ حالاں کہ وہ خود روزہ دار تھیں اور شام کو ایک روٹی اور زیتون سے روزہ افطار کیا۔“انھوں نے تفصیلی واقعہ سنا کر کتاب بند کی‘ ابھی کتاب سائیڈ ٹیبل پر رکھی ہی تھی کہ سب منتشر ہونے لگے۔

”ارے ! رکیں...ابھی کچھ باقی ہے۔“سب کے بڑھتے ہوئے قدم ایک دم رک گئے اور سب سوالیہ نگاہوں سے آمنہ خاتون کی طرف دیکھ رہے تھے۔

”یہ ہمارا صدقہ باکس ہے۔

آج سے ہم بھی روز صدقہ کرنے کی سنت کو زندہ کریں گے۔“

ایک خوب صورت سا بڑے سائز کا مٹی کا بنا ہوا گُلّک (باکس) سب کے سامنے کیا‘ جسے خوب صورت رنگوں سے آراستہ کیا گیا تھا۔

”واؤ...!“سب بچے ان کی کہی ہوئی بات کو ذہن میں بٹھائے بغیر اس صدقہ باکس کے گرویدہ ہوئے جارہے تھے اور شیخ حسن صاحب ستائشی نگاہوں سے اپنی بیگم کی طرف دیکھ رہے تھے‘ جس نے ایک اچھی سوچ بچوں کے ذہنوں میں ڈالنے کی نیت کی تھی۔

”میں اس صدقہ کی ابتدا کرتی ہوں۔“ یہ کہتے ہوئے آمنہ بیگم نے الماری سے اپنا پرس نکالا‘ اس میں سے ہرا نوٹ نکال کر مروڑا اور اسے اس غُلّک کے چھوٹے سے سوراخ میں ڈال دیا۔

”اور ہاں...! ان پیسوں کو جہاں ہم خرچ کریں گے‘ وہ بھی ایک سرپرائز ہے۔“آمنہ خاتون نے سب بچوں میں سنسنی سی دوڑادی۔ دوسروں کو ابھارتی‘ وہ اب صدقہ باکس کو بچوں کی رائٹنگ ٹیبل کے نیچے رکھ رہی تھیں۔سب نے غور سے بات سن لی تھی اور اب سب اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہو گئے تھے ۔

”ماما!! میں کیسے صدقہ کرسکتی ہوں؟“ ماہ نور نے کچن میں کام کرتی اپنی امی سے بڑے معصومانہ انداز میں سوال کیا تھا۔

”کیا مطلب...!!“آمنہ کام چھوڑ کر اس کے معصوم چہرے کو تکنے لگی۔

”میرے پاس تو پیسے ہی نہیں ہوتے؟“معصوم چہرہ اب دُکھی نظر آرہا تھا۔

”اچھا جی...!! جو لنچ کے لیے روزانہ آپ کو جیب خرچ ملتا ہے۔“انھوں نے مسکراتے ہوئے چھوٹی گڑیا کو یاد دلایا۔

”وہ...!!“اس نے اپنی چھوٹے سی عقل پر زور دیا”پر اس سے تو میں اپنا لنچ لیتی ہوں ماما۔“اب نور اپنی ماں کے قریب نظر آرہی تھی۔”تو...!!“آمنہ کچھ سوچنے لگی”آپ کو اتنے پیسے ملتے ہیں نا کہ اس میں سے تھوڑا حصہ آپ صدقہ میں دے دیا کرو...!!“

”لیکن ماما...!!“نورا بھی بھی اپنی قیمتی جیب خرچ قربان کرنے پر پریشانی کا شکار تھی۔

”دیکھو بیٹا...! ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ نے فرمایا ہے : ”آدمی کہتا ہے میرا مال ‘میرا مال‘ حالاں کہ اس کا مال تو وہی ہے ‘جو اس نے پہن کر بوسیدہ کردیا... یا کھا کر فنا کردیا... یا صدقہ کرکے آگے بھیج دیا۔“آمنہ نرمی سے نور کے

بال کان کے پیچھے اُڑس رہی تھی۔اس کومل سی گڑیا کے چہرے پر اب بھی حیرانی و پریشانی کے ملے جُلے تاثرات نظر آرہے تھے۔

"نور...! چلو کینٹین چلیں۔" ندا نے اپنی کاپیوں کے گرد بیٹھی مصروف سی دوست کا کندھا ہلایا تھا۔

یہ ایک اسکول کا منظر تھا۔سفید یونیفارم میں ملبوس' وہ بچیاں دوسری جماعت کی طالبات تھیں۔"تم نے آج کولڈ ڈرنک نہیں لی؟" سموسے کے ساتھ انصاف کرتی نور' ندا کے سوال پر چونکی۔"ہاں...وہ دراصل میری ماما کہتی ہیں...!" ماہ نور نے ماما کی کہی ہوئی ساری بات اسے بتادی۔

"اچھا...!" ندا اپنا جوس اپنے دائیں طرف رکھتی دلچسپی کے ساتھ سننے کے بعد بولی: "میری ماما کہتی ہیں کہ اپنی چیز کسی کو نہیں دینی چاہیے...چاہے اپنا لنچ ہی کیوں نہ ہو۔" ندا نا سمجھی سے بولی۔

"اچھا...!" نور اس کی بات سن کر حیران سی ہوئی۔

دونوں سہیلیاں اب اپنا لنچ کھانے میں مصروف تھیں۔

"واہ بھئی! ہمارا صدقہ باکس تو بھرا بھرا لگ رہا ہے۔" آمنہ خاتون صدقہ باکس کو اٹھائے کھڑی تھی۔"علی' احمد اور نور...تم سب نے اپنا اپنا حصہ ڈالا؟" آمنہ نے تینوں بچوں سے پوچھا۔

"امی...!!" علی افسردہ شکل بنا کر کچھ کہنے ہی لگا تھا کہ ماہ نور نے بات کاٹی۔

"مما! میں روزانہ 30 روپے ڈالتی ہوں۔" جوش سے نور اپنی ماں کی گود میں لپٹتے ہوئے کہہ رہی تھی۔دونوں بھائیوں نے ایک دوسرے کی شکل دیکھی اور اشاروں میں حیرانی ظاہر کی۔

"یار احمد!" فٹ بال کو احمد کی جانب لات مارتے ہوئے علی کہہ رہا تھا "میں سوچ رہا ہوں کہ میں بھی اپنے جیب خرچ میں سے تھوڑی سی رقم صدقہ باکس میں ڈالا کروں۔"

"لیکن ہم نے تو اس دفعہ "ایکس۔باکس" کی گیمز لینی تھیں۔" احمد نے علی کو کچھ یاد دلایا اور فٹ بال کو لات مار کر علی کی طرف پھینکا۔

"چلو! اللہ کے لیے قربانی سہی۔" دونوں ایک دم سے مطمئن نظر آنے لگے۔

"الحمد للہ! آج 20 رمضان ہے اور صدقہ باکس بھی فُل ہو گیا ہے۔آج ہم اسے توڑنے والے ہیں۔" آمنہ پُر جوش انداز میں بچوں سے کہہ رہی تھیں۔بچے بھی ساتھ کھڑے تھے۔آج سب کے چہروں پہ خوشی صاف نظر آ رہی تھی۔

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم...!" آمنہ نے آہستہ سے غُلّک کو زمین پر پھینکا۔اب زمین پر گُلک کے ٹکڑے اور چھوٹے سکّوں کے ساتھ نوٹوں کی ایک تعداد بھی نظر آرہی تھی' جسے بھرنے میں گھر کے ہر فرد نے اپنی بھرپور کوشش کی تھی۔

"واہ...!" سب نے ایک زبان ہو کر کہا۔ایک الگ سی مسرت تھی' جو سب اپنے اندر محسوس کر رہے تھے۔

آج سب اپنی کار میں ایک منزل کی طرف رواں دواں تھے۔

"ہم کہاں جا رہے ہیں ماما...؟؟" نور نے کوئی تیسری بار آمنہ سے پوچھا۔

"سرپرائز ہے۔" نقاب میں چھلکتی آنکھیں مسکرائی تھیں۔

کار ایک کچے علاقے میں داخل ہوئی۔یہ تھوڑی دیر بعد کا منظر ہے۔شیخ حسن' احمد' نور اور علی کار سے کپڑے نکال کر شام کے مہاجر بچوں میں بانٹ رہے تھے اور آمنہ کار کے تھوڑے فاصلے پر بیت السلام کے لگائے گئے ایک خیمے کے اندر' ایک خاتون کے ساتھ بیٹھی تھی۔

"باجی! آپ نے تو ہمارے بچوں کو ایک الگ سی خوشی دے دی ہے۔" اس عورت نے کہا "مجھے سمجھ میں نہیں آرہا کہ میں آپ کا کس طرح شکریہ ادا کروں۔" وہ آنکھوں میں آنسو لیے تشکّر بھرے لہجے میں کہہ رہی تھی۔

"شکریہ کی تو کوئی بات نہیں بہن...مسلمان تو آپس میں بھائی بھائی ہوتے ہیں' ایک دوسرے کی تکلیفیں سمجھنا' ایک دوسرے کا ہاتھ بٹانا تو ہمارا فرض ہے۔" آمنہ نے خاتون کے ہاتھ پہ اپنا ہاتھ رکھ کر سمجھایا "اور دوسرا ہم تو اس کے ذریعے سب سے قیمتی چیز حاصل کر رہے ہیں۔"

احمد' علی اور نور بھی والدہ کو بلانے آگئے تھے اور انھوں نے بھی آمنہ بیگم کا آخری جملہ سن لیا تھا۔"کیا...؟؟" خاتون نے بے اختیار آمنہ سے پوچھا۔

"آپ کی دعائیں...!!" آمنہ بیگم سے پہلے ان کے تینوں بچوں نے ایک ساتھ کہا۔یہ سن کر بے اختیار وہ خاتون اور آمنہ بیگم ہنس پڑی تھیں۔

زبردستی کا روزہ

رویحہ رشید

اسکول سے آتے ہی زنیرہ نے انتہائی غصے سے برقع اُتارا... لاپرواہی سے بیگ پھینکا اور بیڈ پر گرنے کے انداز میں لیٹ گئی... کچھ دیر وہ شدید گرمی اور بھوک کے باعث دل ہی دل میں امی پر پیچ وتاب کھاتی رہی، مگر جب کچھ سانس بحال ہوئی تو وہ اُٹھی اور امی جان کے کمرے میں جا پہنچی۔

امی جان ابھی ابھی گھر کے کچھ کاموں سے فراغت پا کر قرآن پاک پڑھنے بیٹھی تھیں۔ زنیرہ کو دیکھ کر ممتا سے بھرپور مسکراہٹ نے ان کے لبوں کا احاطہ کر لیا تھا' مگر زنیرہ کا اس وقت روزے کی وجہ سے برا حال تھا۔ سلام کیے بغیر زنیرہ نے بولنا شروع کیا: ''امی جان...! جب آپ کو معلوم ہے کہ اتنی شدید گرمی میں مَیں روزہ نہیں رکھ پاتی اور مجھ سے بھوک پیاس برداشت نہیں ہوتی تو آپ مجھے زبردستی روزہ کیوں رکھواتی ہیں...؟؟''

زنیرہ کی بات سن کر امی مسکرائیں اور بہت پیار سے گویا ہوئیں: ''زنیرہ بیٹا! میری جان! یہاں میرے پاس آکر بیٹھو۔'' امی کا محبت سے بھرپور انداز اس کو شرمندہ کر گیا۔ سر جھکا کر وہ امی کے پاس بیٹھ گئی۔ امی نے نرمی سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور کہنا شروع کیا:

''میری پیاری بیٹی! آپ کو پتا ہے کہ ہمارے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ نے فرمایا ہے کہ ''جب رمضان المبارک کی پہلی رات ہوتی ہے تو آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور اِن دروازوں میں سے کوئی بھی دروازہ رمضان المبارک کی آخری رات تک بند نہیں ہوتا اور میری پیاری بیٹی کو تو پتا ہے کہ یہ دروازے کس لیے کھلتے ہیں؟؟'' امی نے یہ کہتے ہوئے رُک کر زنیرہ کی طرف سوالیہ نگاہوں سے دیکھا۔ ''روزے داروں کے لیے کھلتے ہیں' یہ تمام دروازے۔'' زنیرہ کے نفی میں سر ہلانے پر امی جان نے بتایا تو زنیرہ حیران سی رہ گئی ''اور آپ کو معلوم ہے کہ جنت کے آٹھ دروازے ہیں' ان میں سے ایک کا نام ''ریّان'' ہے اور یہ دروازہ صرف اور صرف روزے داروں کے لیے ہے۔ اس دروازے سے جنت میں صرف روزہ دار داخل ہوں گے۔''

''امی! میں بھی اس دروازے سے داخل ہوں گی؟'' زنیرہ نے بے ساختہ پوچھا تھا۔ ''ہاں' بالکل! مگر ایک شرط ہے۔'' امی نے اس کے سوال پر مسکراتے ہوئے' سوچنے کی مصنوعی کیفیت ظاہر کی۔

''وہ کیا...؟؟'' زنیرہ بے تابی سے بولی۔ ''وہ یہ کہ آپ کو ساری زندگی' ہر رمضان المبارک کے سارے روزے رکھنے ہوں گے' کیوں کہ یہ دروازہ تو ہے ہی روزہ داروں کے لیے۔'' امی نے آہستہ سے کہا۔

''میں رکھوں گی انشاء اللہ!'' زنیرہ تیزی سے بولی تو امی مسکرادیں۔

''اور آپ کو پتا ہے کہ اس گرمی کے روزے میں' آپ جو ایک سجدہ بھی کرو گی تو اس ایک سجدے کے بدلے میں ڈھائی ہزار نیکیاں ملیں گی اور جنت میں آپ کے لیے سرخ یاقوت کا ایک مکان بنا دیا جائے گا' جس کے 60 ہزار دروازے ہوں گے اور ہر دروازے کے لیے سونے کا ایک محل ہوگا' جو سرخ یاقوت سے آراستہ ہوگا۔''

''اُف...! اتنے انعامات۔'' زنیرہ حیرت سے بولی۔

امی مسکرادیں اور مزید گویا ہوئیں: ''اور میری پیاری بیٹی! جو رمضان المبارک کا پہلے دن کا روزہ رکھتا ہے' اس کے پچھلے سارے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں اور روزہ دار کے لیے روزانہ صبح کی نماز سے لے کر' غروبِ آفتاب تک 70 ہزار فرشتے اللہ تعالیٰ سے مغفرت چاہتے رہتے ہیں اور تو اور... کوئی روزہ دار دن میں سجدہ کرتا ہے تو اسے جنت میں ایک ایسا درخت ملتا ہے' جس کے سائے میں سوار 500 سال تک چل سکتا ہے۔''

''اس کا مطلب ہے امی جان! کہ میں آج کا روزہ رکھ کر ان سب انعامات کی حق دار بن گئی ہوں؟'' زنیرہ نے اشتیاق سے پوچھا تھا۔ ''بالکل... آج پہلا روزہ تھا اور بھلا میری پیاری بیٹی اتنے سارے انعامات کیسے چھوڑ سکتی ہے۔ آج دنیا کی گرمی' دوزخ کی گرمی کے آگے کچھ بھی نہیں۔'' ''جی امی جان! واقعی' میں اتنے بڑے بڑے انعامات ہرگز نہیں چھوڑ سکتی... میں انشاء اللہ پورے روزے رکھوں گی۔'' زنیرہ کے لہجے میں ایک عزم تھا۔

''ایک بات یاد رکھنا زنیرہ بیٹا! آپ ﷺ کا اِرشادِ گرامی ہے کہ ''کوئی شخص بغیر عذر کے رمضان المبارک کا روزہ چھوڑے اور پھر وہ ساری زندگی بھی روزے رکھتا ہے تو رمضان المبارک کے ایک روزے کے برابر ثواب نہیں پا سکتا!'' بیٹا! کبھی بھی دنیا کے ظاہری آرام اور ظاہری فائدے کے لیے روزہ نہ چھوڑنا!'' امی کی باتیں سن کر زنیرہ رمضان المبارک کے پورے روزے رکھنے کا عزم کر چکی تھی۔

13 ان مول خوبیاں

(قرآن مجید حفظ کرنے والے بچوں کے لیے)

اس میں قرآن حفظ کرنے والے بچوں کے لیے کچھ ہدایات ذکر کی گئی ہیں' اس کے مطابق ڈیزائننگ کردیں۔

آپ خوش نصیب ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے محض اپنے کرم سے آپ کے دل میں حافظِ قرآن بننے کا جذبہ پیدا کیا' اس لیے ذیل میں چند ہدایات لکھی جاتی ہیں' جن پر عمل کیا جائے تو انشاء اللہ بڑا فائدہ ہوگا۔

1. اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حافظِ قرآن بننے کا موقع فراہم کیا ہے۔
2. اپنے استاد کا احترام کریں اور ان کی کبھی بھی برائی نہ کریں' ورنہ یہ آپ کو علم سے محروم کردے گی۔
3. اپنے اخلاق سنوارنے کی کوشش کریں اور اپنے آپ کو سنت نبویہ میں ڈھالنے کی کوشش کریں۔
4. ہمارے لیے ہمارے نبی کریم ﷺ کے اچھے اخلاق بہترین نمونہ ہیں' ان اچھے اخلاق کا اپنے آپ کو عادی بنایئے' خصوصاً چار باتوں کا بہت زیادہ اہتمام کریں۔
   - جھوٹ کبھی نہ بولیں اور گندی زبان استعمال نہ کریں۔
   - برے دوستوں' برے ماحول اور بری صحبت سے دور رہیں۔
   - آپ صرف فرض نمازوں کا ہی نہیں' بل کہ نفلی نمازوں کا بھی اہتمام کریں۔
   - دعاؤں کا خوب اہتمام کریں اپنے لیے' اپنے والدین کے لیے' اپنے اساتذہ کے لیے' اپنے رشتہ داروں کے لیے' تمام دینی اداروں کے لیے اور تمام مسلمانوں کے لیے۔ دعا سے ہر طرح کی مشکلات دور ہوجاتی ہیں اور بندے کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی مدد حاصل ہوجاتی ہے۔
5. نیک لوگوں والا لباس پہنیں۔ غیر شرعی لباس سے اپنے آپ کو دور رکھیں۔
6. سبق اتنا ہی لیں' جتنا آسانی سے یاد کرسکتے ہیں۔ جلد بازی کی کوشش نہ کریں۔
7. سبق اس طرح سنائیں کہ کوئی اٹکن نہ آئے' اگر خدانخواستہ سبق کچا رہ گیا یا اس میں غلطی زبان پر چڑھ گئی تو اسے چھڑانے میں بڑی مشکل پیش آئے گی۔
8. سبق یاد کرنے میں تلفظ' مخارج کی صحیح ادائیگی اور وقف کی علامتوں کا خاص خیال رکھیں۔
9. ایک نسخہ پر پورا قرآن یاد کریں اور یاد کرتے وقت قرآن کریم کی آیتوں پر نظر جمائے رکھیں۔
10. سبق یاد کرنے کا بہترین وقت مغرب اور عشا کے درمیان کا ہے۔ تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ رات کو سونے سے پہلے اگر سبق یاد کرلیا جائے تو نیند کی حالت میں اللہ تعالیٰ سبق کو ذہن میں بٹھادیتا ہے اور نمازِ فجر کے بعد دُہرانے سے سبق بالکل پکا یاد ہوجاتا ہے۔
11. حفظ میں پختگی حاصل کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ نفلی نمازوں میں زیادہ سے زیادہ قرآن کریم کی تلاوت کریں۔
12. ہر قسم کے گناہوں سے بچتے رہیں۔ خاص طور پر فلموں' ڈراموں' گانے بجانے' وڈیو گیم' کمپیوٹر' موبائل فون' ٹی وی میں' کرکٹ میچ دیکھنے سے اور دوسری برائیوں سے اپنے آپ کو دور رکھیں۔
13. گناہوں کے چھوڑنے کا پکا ارادہ کرلیں اور یہ سوچ لیں کہ میں قرآن کریم کے ہر حکم پر عمل کروں گا' نماز ہرگز نہیں چھوڑوں گا اور جھوٹ نہیں بولوں گا۔ مرسلہ : صابر مجید تونسوی

عظمتِ قرآن مجید

قرآنِ پاک عزت و تکریم شدہ ہے
سردارِ دو جہاں سے تسلیم شدہ ہے
بس اِس کی حفاظت کا ذمہ رب نے لیا ہے
ورنہ تو ہر کتاب ہی ترمیم شدہ ہے
لاتے تھے جبرئیل ہی وحی مقدّس
روحُ الامینِ پاک سے تعلیم شدہ ہے
آیات اس کی چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ
جن کا ہر ایک لفظ ہی تفہیم شدہ ہے
ہیں ایک سو چودہ سورتیں اور سات منزلیں
کُل تیس سپاروں میں یہ تقسیم شدہ ہے
مکّی مدنی سورتوں سے ہے یہ مزیّن
اِس کا تمام سلسلہ تنظیم شدہ ہے
نازل ہوا ہے عرصۂ تیئیس سال میں
وہ ضابطۂ حیات جو تعمیم شدہ ہے
ہر ایک زمانے کے لیے اِس میں نصیحت
ہر ایک دور کے لیے تقدیم شدہ ہے
پڑھنے سے اور سننے سے ملتی ہیں نیکیاں
اِس پہ عمل کرنا ہی مستقیم شدہ ہے
موجود تھے' موجود ہیں حفّاظ بہترین
لاکھوں' کروڑوں دلوں میں مقیم شدہ ہے
جوہؔر بیان اور کیا ہو عظمتِ قرآن
اصحابِ مصطفیٰ ﷺ سے یہ تعظیم شدہ ہے
جوہؔر عباد

pg68

Bst Publications

18

شامی بھائیوں کے پاکستانی بھائی

”امی! امی! کیا اس سال بھی ہم عید نہیں منائیں گے...؟“ احمد کی یہ بات سن کر عطیہ بیگم کو بالکل تعجب نہ ہوا‘ کیوں کہ پچھلے سال بڑی عید سے کچھ دن پہلے ان کے دس سالہ بیٹے محمد کا انتقال ہو گیا تھا‘ جو احمد سے دو سال بڑا تھا‘ اس وجہ سے انھوں نے عید نہیں منائی تھی۔

”کیوں نہیں بیٹا! اس سال ہم ضرور عید منائیں گے۔“ انھوں نے احمد کے گالوں پر پیار سے ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

”تو پھر پچھلے سال ہم نے عید کیوں نہیں منائی...؟“ احمد نے معصوم سی صورت بنا کر پوچھا۔ ”کیوں کہ تب تمہارے بھیّا کا انتقال ہو گیا تھا... کیا تم بھول گئے؟“

”تو کیا... جب کسی کا انتقال ہوتا ہے تو عید نہیں مناتے؟“

”بیٹا! وہ تو بھائی تھے نا تمہارے‘ اسی لیے... جب ہمارے کسی عزیز کا جس سے ہم محبت کرتے ہوں‘ انتقال ہو جائے تو عید کیسے منائیں؟ عید تو خوشی کا نام ہے۔“ عطیہ بیگم نے مکمل وضاحت کر دی‘ لیکن احمد کسی سوچ میں پڑ گیا...!!

”لیکن امی...! پھر تو ہم اس سال بھی عید نہیں منا سکتے؟“ اس نے سادگی سے جواب دیا۔ ”وہ کیوں؟“ عطیہ بیگم اس کے سوال پر حیران ہوئی۔

کیوں کہ ہمارے قاری صاحب نے ہمیں بتایا ہے کہ ہمارے پیارے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: **اَلْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ** کہ مسلمان‘ مسلمان کا بھائی ہے‘ لہٰذا پوری دنیا میں جتنے بھی مسلمان ہیں‘ وہ ہمارے بھائی ہیں۔ امی! وہاں شام میں ہمارے ہزاروں بھائی شہید کیے جا رہے ہیں تو کیا اس سب کے باوجود بھی ہم عید منائیں گے...؟؟“ احمد کی یہ بات سن کر عطیہ بیگم کچھ سوچنے لگیں‘ اتنے میں احمد کے بابا اسلم صاحب جو کافی دیر سے ان دونوں کی باتیں کمرے سے باہر کھڑے ہو کر سن رہے تھے‘ اندر آتے ہی بولے: ”احمد بیٹا! میرے پاس آؤ... میرے پاس ایک ترکیب ہے!“ اور اس کے بعد انھوں نے احمد کے کان میں کچھ کہنا شروع کیا‘ جس کے بعد احمد نے ایک زوردار نعرہ لگایا: ”پیارے بابا! زندہ آباد...!!“

آج عصر کے بعد احمد اور سلمان کی ٹیمیں گراؤنڈ میں پھیلی ہوئی نہیں‘ بل کہ ایک جگہ جمع نظر آ رہی تھیں۔ احمد اپنے ساتھیوں سے کہہ رہا تھا: ”دیکھو بھائیو...!! ہمیں اپنے مظلوم شامی بھائیوں کی مدد کرنی چاہیے‘ اس لیے میں اور میرے بابا نے یہ مشورہ کیا ہے کہ ہم اپنا گھر بیچ کر ایک چھوٹا سا گھر خرید لیں گے اور باقی پیسے ”بیت السلام ٹرسٹ“ والوں کے ذریعے وہاں بھجوا دیں گے اور میں اپنا غلّک توڑ کر اس میں جتنے بھی پیسے ہوں گے‘ وہ سب بھی دے دوں گا اور تم سب میں سے کون میرے ساتھ اس نیکی کے کام میں حصہ لے گا...؟؟“

”میں...!“ یہ آواز سلمان کی تھی۔ ”ہمیں کیا کسی ڈاکٹر نے منع کیا ہے... ہم بھی تمہارے ساتھ ہیں۔“

ظہر کی نماز کے بعد ابھی منصور صاحب دفتر کھول کر بیٹھے ہی تھے کہ دو درجن کے قریب بچے دفتر میں داخل ہوئے‘ ان میں سے ایک کے ہاتھ میں لفافہ تھا اور وہ احمد تھا: ”انکل! یہ تحفہ! ہماری طرف سے ہمارے شامی بھائیوں کے لیے ہے۔“ انھوں نے پیار سے ان سب کی طرف دیکھا اور لفافہ لے کر کمپیوٹر میں رسید بنانے لگے۔

”آپ کا نام؟“ منصور صاحب نے پوچھا۔

”شامی بھائیوں کے پاکستانی بھائی...!!“

گڈو میاں نے روزہ رکھا

گڈو بیٹا...! ! اُٹھ جاؤ... سحری کا وقت ختم ہونے کو ہے...! !''امی جی نے گڈو میاں کو جگایا۔آخر گڈو میاں وضو بنائے' سر پر ٹوپی جمائے سحری کرنے دستر خوان پر آہی گئے۔' گڈو...! ! کیا واقعی آج تم نے روزہ رکھا ہے...؟؟''پپو نے چوتھی دفعہ یہ سوال کیا تھا۔اب کی بار گڈو میاں نے کاغذ قلم لیا اور اس پر لکھا: ''ہاں ! میں نے آج روزہ رکھا ہے۔''اور پپو کو تھما دیا۔''اب جب بھی تمہارا دل چاہے' مجھ سے یہ سوال کرنے کا تو یہ جواب پڑھ لینا۔''گڈو میاں نے پپو سے کہا۔دراصل گڈو میاں نے آج پہلا روزہ رکھا تھا۔روزہ رکھنے کا شوق تو ان کو بہت عرصے سے تھا' لیکن ابو جی منع کرتے تھے اور اس بار آخر ان کی خواہش پوری ہو ہی گئی' مگر اسکول میں پپو نے بار بار ایک ہی سوال پوچھ کر ان کی ناک میں دم کر دیا تھا۔ظہر کی نماز ادا کرنے کے بعد گڈو میاں کچھ ایسے بے دم ہوئے کہ عصر کے وقت امی جی کی آواز پر ہی آنکھ کھلی۔ ''گڈو...! ! جلدی سے وضو بناؤ... نماز کے بعد ابو جی تمہیں گھوڑا گاڑی کی سیر کو لے جائیں گے۔''گھوڑا گاڑی کی سیر کا سنتے ہی گڈو میاں اپنی ساری سستی کو خیر باد کہتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔

''آؤ پپو...! ! تم بھی آجاؤ! !''گڈو میاں بگھی میں بیٹھے پپو کو پکارنے لگے۔ ''نہیں گڈو...! ! بگھی میں تو روزہ دار بچہ سوار ہوتا ہے' کیوں کہ اس کے پہلے روزے کی خوشی جو ہوتی ہے۔''پپو افسردہ سا ہو کر بولا۔ ''مگر... تم تو میرے دوست ہو اور روزہ دار کا دوست بگھی میں سوار ہو سکتا ہے۔''گڈو میاں سوچتے ہوئے بولے۔ ''ہاں ! ہاں ! پپو آجاؤ بگھی میں...! !''ابو جی نے بھی پپو کو بلایا اور اس طرح پپو بھی بگھی کی سیر کے مزے لینے لگا۔

''گڈو ! یہ لو تمہارا کاغذ...اب مجھے پورا پورا یقین آگیا ہے کہ تم نے آج روزہ رکھا ہے۔''پپو معصومیت سے بولا اور ابو جی پپو کی بات سن کر مسکرائے۔ ''نہیں پپو ! ابھی تو آپ کو افطاری بھی گڈو میاں کے ساتھ کرنا ہو گی' پھر پورا یقین ہو گا۔''اس بات پر گڈو میاں نے بھی ابو کی ہاں میں ہاں ملائی۔

گول گپے' فروٹ چاٹ' دہی بھلے' رَس ملائی' دودھ والا شربت دیکھ کر گڈو میاں بے صبرے ہونے لگے' مگر پھر ابو جی کے گھورنے پر جلدی سے دعا کے لیے ہاتھ بلند کر دیے۔اذان کی آواز پر سب نے دعا پڑھی اور روزہ افطار کیا۔افطاری کے بعد امی جی نے گڈو میاں کو پہلا روزہ رکھنے پر گفٹ دیا۔ابو جی نے نوٹ دیے اور پپو نے گلے لگایا۔

گڈو میاں نے عید منائی

عید الفطر کی آمد آمد تھی۔گڈو میاں کا ذوق و شوق عروج پر تھا۔اس بار گڈو میاں نے عید کے تینوں دن کے لیے الگ الگ جوڑے بنوائے تھے۔سحری وافطاری کی لذتیں اور رونقیں آخری عشرے میں دو بالا ہو گئیں تھیں۔ابو جی کے ساتھ ایک دو بار تو گڈو میاں شب بیداری بھی کر چکے تھے اور اس شب بیداری کی روداد پپو کو بھی سنا چکے تھے۔

''پپو...! ! تم عید پر کیا پہنو گے ؟''گڈو میاں نے پپو سے عید کی تیاری کے متعلق پوچھا۔''امی نے پیارا سا جوڑا بنوایا ہے۔''پپو نے چہکتے ہوئے کہا۔ ''بس ! ایک جوڑا...؟؟''گڈو میاں نے حیرت سے کہا۔ ''ہاں گڈو ! اصل میں اس سال ہم نے اپنے دوسرے جوڑوں اور چیزوں کی قیمت کے برابر پیسے شامی بھائیوں کی امداد کے لیے بھجوا دیے ہیں' پھر ہمارے گھر میں جو کام والی آنٹی آتی ہیں' اُن کا اجّو بھی میرا ہم عمر ہے۔میں نے امی سے کہہ کر اپنی عیدی میں سے 'اس کے لیے بھی جوڑا خریدا ہے۔کل چاند رات ہے تو وہ جوڑا میں اسے تحفے میں دوں گا... کتنی خوشی ملے گی ناں اُسے...! !''گڈو میاں پپو کی باتیں آنکھیں چھپکائے بغیر سنے جا رہے تھے اور دل ہی دل میں پپو کو داد دے رہے تھے' جو اللہ جی کو راضی کرنے میں' اُن سے آگے بڑھ گیا تھا۔اب گڈو میاں بھی اپنا ایک جوڑا نکال کر مزید جوڑے کسی غریب بچے کو دینے کا سوچ رہے تھے اور پھر امی جی نے 'اُس کی مشکل کا حل نکال دیا۔

''عید مبارک...! !''گڈو میاں اور پپو گلے ملے۔دونوں نے اپنی اپنی عیدی میں سے سو سو کے نوٹ نکالے اور پارک کی طرف بڑھ گئے' جہاں چار ڈولی والا جھولا اور بیٹری کار اُن کی منتظر تھی۔پھر انھوں نے آئسکریم کھائی' مگر آئسکریم کھاتے ہوئے ان کی نظر غبارے بیچنے والے بچے پر پڑی۔گڈو میاں نے پپو کی جانب دیکھا اور آنکھوں ہی آنکھوں میں فیصلہ ہوا اور پھر ایک عدد آئسکریم بطور عیدی غبارے والے بچے کو دے دی۔جسے وصول کر کے بچے کی آنکھوں کی چمک نے دونوں کو عید کے اصل مزہ دِلا دیا۔

اہلیہ محمد فیصل

سید محمد علی ولد [illegible]، 8 سال، کراچی

انس محمود ولد [illegible]، 8 سال، [illegible] کراچی

فاطمہ رمضان ولد [illegible]، 8 سال، کراچی

طوبیٰ مسعود ولد [illegible]، 6 سال، کراچی

بچوں کے فن پارے

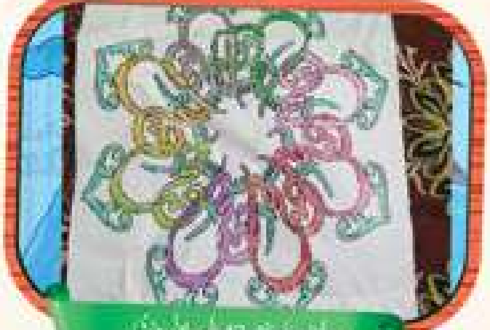

[illegible] 12 سال [illegible]

محمد بلال [illegible]، 11 سال، کراچی

محمد رحمان موتی والا ولد [illegible]، 11 سال، کراچی

[illegible] کراچی

[illegible]، 8 سال، کراچی

[illegible] 15 سال [illegible]

روزے کا اجر

ڈاکٹر الیاس روحی

اس دفعہ مائرہ اور احمر دونوں کی روزہ کشائی تھی۔ مائرہ کو بھوک بہت جلدی لگتی تھی اور احمر کو پیاس۔ دونوں بچے سوچ سوچ کر پریشان تھے کہ آخر وہ روزہ کیسے رکھیں گے۔ ایک تو گرمی زوروں کی اور اوپر سے روزہ، سائرہ کو تصور ہی سے بھوک لگنے لگتی اور احمر کا حلق خشک ہونے لگتا اور اسے واقعی محسوس ہوتا، جیسے وہ روزے سے ہے۔ ان دونوں کی حالت دیکھ کر گڑیا، پپو، گڈو، عاشی سب ہی بچے ہنسنے لگتے تھے۔ وہ ابھی چھوٹے تھے۔ انہیں روزے کا مطلب نہیں معلوم تھا۔ اس دِن کھانے سے فارغ ہو کر دادا جان نے سب بچوں کو بُلوایا اور پوچھا:

''روزہ کسے کہتے ہیں؟ کون بتائے گا؟ سب بچے خاموش کھڑے تھے اور ایک دوسرے کے بولنے کا انتظار کر رہے تھے۔ تب عاشی بولی:

''دادا جان روزے کو عربی میں صوم کہتے ہیں، جس کا مطلب ہے خود کو روکنا۔''

''شاباش! میری گڑیا!'' دادا جان نے عاشی کے سر پر شفقت سے ہاتھ رکھا۔

''اچھا اب احمر آپ بتایئے روزے کتنے ہوتے ہیں؟ اور یہ کب رکھے جاتے ہیں؟''

احمر نے منہ بسورتے ہوئے سوچا اور پھر بولا: ''روزے کتنے ہوتے ہیں؟ شاید تیس ہوتے ہیں یا اس سے کم انتیس اور یہ رمضان کے مہینے میں آتے ہیں۔'' احمر کے جواب پر دادا جان مسکرائے اور بولے: ''احمر! معلومات تو آپ کی درست ہے، لیکن منہ کس بات پر بنا ہوا ہے؟'' دادا جان نے پوچھا۔

گڑیا بولی: ''دادا جان! میں بتاتی ہوں۔ دادی جان اس سال احمر بھائی اور مائرہ آپی کا روزہ رکھوانے کا کہہ رہی تھیں۔'' دادا جان نے سمجھایا: ''تو اس میں منہ بسورنے کی کیا بات ہے۔ یہ تو بہت اعزاز کی بات ہے۔ چھوٹے چھوٹے بچوں کے روزے سے اللہ تعالیٰ بہت خوش ہوتے ہیں۔ افطار کے وقت بچے جو دعا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اسے قبول کرتے ہیں۔''

''سچ! دادا جان!'' احمر نے اشتیاق سے پوچھا۔ اسے نئی سائیکل جو چاہیے تھی۔ اس نے دِل میں سوچ لیا کہ وہ یہ دعا ضرور مانگے گا۔ دادا جان اس کے چہرے پر خوشی دیکھ کر مسکرائے۔ ''لیکن دادا جان! روزہ اتنا طویل کیوں ہوتا ہے؟''

''اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی برداشت کو آزماتے ہیں بیٹا۔ فجر کی اذان سے پہلے ہم جو کچھ کھاتے ہیں، اسے سحری کہتے ہیں اور پھر اذان سے پہلے نیت کر کے سارا دِن بھوک پیاس برداشت کرتے ہیں۔ نمازوں کی پابندی کرنا، ہر بری بات سے خود کو بچانا، جیسے لڑنا جھگڑنا اور جھوٹ بولنا وغیرہ سے بچنا اور جب مغرب ہوتی ہے تو اذان سن کر روزہ کھولنا اسے افطار کہتے ہیں۔ اس لیے اس کا بڑا اجر رکھا ہے۔ جو لوگ اللہ کی خوشنودی چاہتے ہیں، وہ خوشی خوشی روزہ رکھ لیتے ہیں اور اللہ ہمت بھی دے دیتا ہے۔ اس روز رات کو رمضان کو چاند نظر آگیا تھا، دوسرے روز سے رمضان شروع تھا۔ بڑا سا دستر خوان لگایا گیا تھا۔ دادا، دادی، امی ابو اور سب بچے بیٹھے افطار کر رہے تھے۔ دادی جان نے ماما کو بھی روزہ کھلوایا تھا۔ افطار کے بعد سب نماز پڑھنے چلے گئے۔ ماما نے دستر خوان سمیٹا۔ نماز پڑھی، پھر برتن دھوئے۔ جاتے ہوئے دادی جان کے کہنے پر امی جان نے اسے سحری کے لیے کھانا بھی دیا تھا۔

مائرہ نے دادی جان سے پوچھا: ''ماما نے روزہ تو افطار کر لیا تھا، پھر آپ کھانا کیوں دے رہی ہیں؟'' دادی جان نے بتایا: ''روزے دار کا خیال رکھنا بہت ثواب کا کام ہے۔ ماما غریب عورت ہے۔ گھر گھر کام کرتی ہے۔ بغیر سحری کا روزہ رکھ کر اس گرمی میں اس کا کیا حال ہوگا۔''

مائرہ سوچنے لگی: ''ہاں یہ بات دادی جان ٹھیک کہہ رہی ہیں۔ امی ذرا سا کام اسے بولتی ہے تو اسے خود کو بھوک پیاس لگنے لگتی ہے۔''

روزہ کشائی میں بہت مزہ آیا۔ گھر میں سب مہمان جمع تھے۔ تحفے خوب آئے تھے، لیکن احمر تو سائیکل چاہتا تھا اور مائرہ کو چابی والا کھلونا چاہیے تھا۔ دونوں کا دِل اُداس تھا۔ دادا جان کہتے ہیں کہ روزے کا اجر اللہ ضرور دیتا ہے۔ اب میں پورے روزے رکھوں گا۔ سارے گھر والے رمضان میں عشا کی نماز کے بعد ایک خاص نماز ادا کرتے ہیں، جسے تراویح کہتے ہیں۔ اس روز احمر نے بھی تراویح پڑھی اور اللہ سے خوب دعا کی، وہ شبِ قدر کی رات تھی۔ جب مائرہ نے ساری رات دادی جان اور امی کے ساتھ عبادت کی تھی تو یہ دعا بھی کی کہ اسے چابی والا کھلونا مل جائے۔ آخر عید آگئی۔ شوّال کی پہلی تاریخ تھی۔ دادا جان کہہ رہے تھے کہ ''عید کا مطلب ہے خوشی۔ جب ہم اللہ تعالیٰ کی خوشی کے لیے روزے رکھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ خوش ہو کر ہمیں عید کا تحفہ دیتے ہیں۔ احمر اور مائرہ کو واقعی سچی خوشی ملی تھی۔ عید پر اُن کی دِلی آرزو جو پوری ہوئی۔ ابو جان نے احمر کو سائیکل اور مائرہ کو چابی والا کھلونا دیا۔ دونوں نے وعدہ کیا کہ آئندہ سال بھی وہ پورے روزے رکھیں گے۔

پیارے بچو!

یقیناً آپ کے روزے بہت اچھے گزر رہے ہوں گے۔
اور پیارے بچوں کو یہ بھی معلوم ہو گا کہ
رمضان کا روزہ صرف کھانے پینے سے رکنے کا نام نہیں ہوتا'
بلکہ غیبت' چغل خوری' جھوٹ' غرض ہر برائی سے بچنا ضروری ہوتا ہے'
تب ہی اللہ تعالیٰ روزوں کا پورا اجر دیتے ہیں۔
روزے میں کسی سے لڑائی بھی نہیں کرنی ہوتی' ورنہ روزے کا پورا ثواب نہیں ملتا'
اسی طرح اگر کسی نے آپ کو تنگ کیا ہو تو اسے دِل سے معاف کر دینا چاہیے
اور اگر آپ نے کسی کو تنگ کیا ہو تو خوش دلی سے اس سے معافی مانگ لینی چاہیے۔
اس لیے کہ پھر روزے کا ثواب بھی تو بہت زیادہ ہے۔ پتا ہے کیا ہے روزے کا ثواب؟
اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: حدیثِ قدسی ہے:
"روزہ میرے لیے ہے اور اس کا اجر میں ہی دوں گا۔"

ماہنامہ فہم دین جون کے نئے سوالات

سوال نمبر 1: رسول اللہ ﷺ کی یہ پیشین گوئی کس دور میں پوری ہوئی کہ آدمی اپنے ہاتھ میں سونا اور چاندی لے کر نکلے گا، مگر کوئی لینے والا نہیں ہوگا؟

سوال نمبر 2: علم والے شیشہ کیوں نہیں دیکھ پاتے؟

سوال نمبر 3: استنبول میں گولڈن ہارن کیا چیز ہے؟

سوال نمبر 4: عثمان انکل پاگل کیوں کہلاتے تھے؟

سوال نمبر 5: گوچی کس کی دوست تھی؟

جنوری کے سوالات کا درست جواب دے کر انعام جیتنے والے تین خوش نصیبوں کے نام

1...محمد حسن حفظ' 8 سال' کراچی
2...محمد عکاشہ' 16 سال' میرپورخاص
3...عریشہ ظہیر' 10 سال' کراچی

ان میں سے ہر ایک کو 300 روپے نقد
اور ماہنامہ فہمِ دین مبارک ہو۔

اپریل کے سوالات کے جوابات

سوال نمبر 1: ہاتھ جل گیا تھا۔
سوال نمبر 2: پھیپھڑے
سوال نمبر 3: امریکا میں رہنے والے سفیان نے
سوال نمبر 4: اردو
سوال نمبر 5: سترہ

نوٹ: آپ کا بنایا ہوا پیارا سا فن پارہ ہو یا سوالات کے جوابات ہوں اس کے ساتھ اپنا نام' عمر' کلاس' ایڈریس اور فون نمبر ضرور لکھیے گا' ورنہ وہ قابلِ اشاعت نہیں ہوگا۔ اور پھر اسے ماہنامہ فہمِ دین کے ایڈریس پر پوسٹ کر دیں'
یا پھر وٹس اپ کے ذریعے 0304-0125750 پر ہمیں سینڈ کر دیں۔

نوٹ: پیارے بچو! اس صفحے پر جو سوالات آپ سے پوچھے جاتے ہیں' ان کے جوابات ایک شمارہ چھوڑ کر اگلے شمارے میں ذکر کیے جائیں گے' تاکہ زیادہ سے زیادہ بچوں کے جوابات وصول ہو سکیں' پھر درست جواب دینے والوں کے نام بھی بتائیں گے اور اوّل' دوم' سوم کے لیے انعامات کا بھی۔

بچو! تمہاری عیدی کیسے بڑھائی جائے

بچوں نے عید پر جب نعرے بہت لگائے
ماں باپ نے بھی اپنے دکھڑے انہیں سنائے
بچو! تمہاری عیدی کیسے بڑھائی جائے؟
تم خود ہی کہہ رہے ہو مہنگائی بڑھ گئی ہے
عام آدمی بچارا کیا کھائے؟ کیا بچائے ؟
بچو! تمہاری عیدی کیسے بڑھائی جائے؟
پتلون کی سلائی پچانوے روپے دی
عرفی کے بوٹ ساڑھے چھ سو روپے میں آئے
بچو! تمہاری عیدی کیسے بڑھائی جائے؟
بے میل سوٹ ہو تو بن جائے منہ زمن کا
سستی اگر ہو ٹوپی فیضان بھنبھنائے
بچو! تمہاری عیدی کیسے بڑھائی جائے؟
بچپن میں کھیلتے تھے مٹی کے ہم کھلونے
بجلی سے چلنے والے گڈے تمہیں دلائے
بچو! تمہاری عیدی کیسے بڑھائی جائے؟
بچوں نے عید پر جب نعرے بہت لگائے
ماں باپ نے بھی اپنے دکھڑے انہیں سنائے
بچو! تمہاری عیدی کیسے بڑھائی جائے؟
تم خود ہی کہہ رہے ہو مہنگائی بڑھ گئی ہے
عام آدمی بچارا کیا کھائے کیا بچائے
بچو! تمہاری عیدی کیسے بڑھائی جائے؟

رمضان کا حدت مزہ اور ہی کچھ ہے

(اثر جون پوری)

اذکار کا، طاعت کا مزہ اور ہی کچھ ہے
اس ماہِ محبت کا مزہ اور ہی کچھ ہے
جو بطن تا باطن کو کیے دیتی ہے روشن
اس بھوک کی شدت کا مزہ اور ہی کچھ ہے
ہے موسمِ سرما کا صیام اپنی جگہ پر
رمضان کی حدت کا مزہ اور ہی کچھ ہے
مانا کہ سہولت بھی ہے انعام خدا کا
محنت کا مشقت کا مزہ اور ہی کچھ ہے
دن کی بھی عبادت میں بڑا کیف ہے لیکن
راتوں کی ریاضت کا مزہ اور ہی کچھ ہے
دن بھر کی جگالی میں کہاں پائے گا کوئی
افطار کی لذت کا مزہ اور ہی کچھ ہے
محکوم کو مخدوم بنا دیتی ہے واللہ
احکامِ شریعت کا مزہ اور ہی کچھ ہے
دراصل ہے یہ نامۂ محبوبِ حقیقی
قرآں کی تلاوت کا مزہ اور ہی کچھ ہے
خود شُرب و اَکل لطف سے خالی نہیں لیکن
مہماں کی ضیافت کا مزہ اور ہی کچھ ہے

پتلون کی سلائی پچاؤے روپے دی
عرفی کے بوٹ ساڑھے چھ سو روپے میں آئے
بچو! تمہاری عیدی کیسے بڑھائی جائے؟
بے میل سوٹ ہو تو بن جائے منہ زمن کا
سستی اگر ہو ٹوپی فیضان بھنبھنائے
بچو! تمہاری عیدی کیسے بڑھائی جائے؟
بچپن میں کھیلتے تھے مٹی کے ہم کھلونے
بجلی سے چلنے والے گڈے تمہیں دلائے
بچو! تمہاری عیدی کیسے بڑھائی جائے؟
جائز نہیں تقاضا، لالچ بری بلا ہے
نعرے لگا کے تم نے گھر بھر پہ ظلم ڈھائے
بچو! تمہاری عیدی کیسے بڑھائی جائے؟
تم نے تو اپنے دل کی امی سے کہہ سنائی
ابا کے دل سے پوچھو، بپتا کسے سنائے
بچو! تمہاری عیدی کیسے بڑھائی جائے؟
یہ بات بھی گرہ میں پیسوں کے ساتھ باندھو
سچی خوشی وہی ہے جو مفت ہاتھ آئے
بچو! تمہاری عیدی کیسے بڑھائی جائے؟
اچھا ہیں سویاں مل جل کے تم کھلاؤ
ہم نے تمہارے پیسے اس عید سے بڑھائے
بچو! تمہاری عیدی ایسے بڑھائی جائے؟

درس! جو رمضان کا ہے مت بھلاؤ مومنو

ارسلان اللہ خان

آج یومِ عید ہے خوشیاں مناؤ مومنو!
پُر مسرت دِن ہے کچھ میٹھا بھی کھاؤ مومنو!
عید کا دِن ہے لگاؤ ایک دُوجے کو گلے
اس طرح اپنے گلے شکوے مٹاؤ مومنو!
جس طرح رمضان میں جاتے تھے ذوق و شوق سے
اِی طرح شوّال میں مسجد میں جاؤ مومنو!
ہے مٹھائی، کھیر ہے، چھولے سویّاں بھی تو ہیں
یوں خدا کے رزق میں سے خوب کھاؤ مومنو!
ہے خوشی کا دِن ، ملو سب رشتے داروں سے ضرور
ایک دوجے کے گھروں میں آؤ جاؤ مومنو!
مُفلسوں کو یاد رکھواس مُسرّت کی گھڑی
تم جو کھاتے ہو، وہی اُن کو کھلاؤ مومنو!
نیکیوں کی جو تمہیں توفیق دی اللہ نے
اُس پر اِترا کر اُسے تم مت گنواؤ مومنو!
پیارے بچو! لینا عیدی تم بزرگوں سے ضرور
اس روایت کو نہ ہر گز تم مٹاؤ مومنو!
آج کے دِن تم بھلا کر ہر طرح کے اختلاف
ایک ہیں ہم سب، یہ دُنیا کو دِکھاؤ مومنو!
عید کا دِن رب کی جانب سے بڑا انعام ہے
جو تمہیں تقویٰ ملا، اُس کو نبھاؤ مومنو!
سال بھر یوں ہی رکھو تم نیکیوں کو برقرار
درس جو رمضان کا ہے مت بُھلاؤ مومنو!
ارسلانؔ یہ عید کا پیغام ہے سب کے لیے
زندگی بھر تم کسی کو نہ ستاؤ مومنو!

PUE

PERVAIZ UMAR ENTERPRISE

Highly Experienced Clearing & Forwarding Agents
Advisors and Attorneys in Customs Cases

We are a leading CLEARING, FORWARDING concern operating in Pakistan. We excel to the entire satisfaction of our long list of clientele who have always reposted their complete confidence on us. Imbued with this sense of achievement, we are proud of our countrywide clientele of repute. We are approved and enlisted Clearing and Forwarding Agents of all Commercial and National Banks in Pakistan.

We have vast experience of handling more than 65% imports of Heavy Plants, Machinery and Turn-Key Projects of "Textile, Sugar, Cement and Power Sectors" besides other industrial raw material and commercial consignments, which have enabled us to adopt and handle all sorts of imports and have become our permanent business associates.

Head Office, Karachi

1st Floor, Commerce Centre, Hasrat Mohani Road
TEL: 021-32630724 - 32633641 FAX: 021-32633646
EMAIL: pervaizumar@hotmail.com
headoffice@pervaizumarenterprise.com

Branch Office, Lahore

19-G, Gulberg II, Lahore.
Tel: 042-35764929 - 35764933
Fax: 042-35764934

معاذیوسف، کشمیر سے لکھتے ہیں: ایک مرتبہ ایک ہدہد نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے کہا: ''میں آپ کی ضیافت کرنا چاہتا ہوں۔'' آپؑ نے فرمایا: ''صرف میری؟'' اس نے کہا: نہیں! بل کہ سارے لشکر سمیت فلاں دن آپ فلاں جزیرے پر آجایئے گا۔'' حضرت سلیمان علیہ السلام مقررہ وقت پر وہاں جا پہنچے۔ ہدہد نے فضا میں پرواز کی۔ ایک مکڑی شکار کر کے اس کے دو ٹکڑے کیے اور اسے سمندر میں پھینک دیا اور کہنے لگا: ''اے اللہ کے نبیؑ! اگرچہ گوشت کچھ کم ہے، لیکن شوربہ بہت ہے۔ تناول فرمایئے، اگر کسی کے حصے میں بوٹی نہ بھی آئے تو شوربے پر ہی اکتفا کرلیں۔ یہ سن کر حضرت سلیمانؑ اور آپ کا سارا لشکر مارے ہنسی کے لوٹ پوٹ ہوگئے۔

سویرا فلک کراچی سے لکھتی ہیں: دورِ جدید میں جہاں اندازِ زندگی مشینی ہوگیا ہے، وہیں انسانی ذہن پریشانیوں اور الجھنوں کا شکار نظر آتا ہے۔ ہر معاملے میں دوسروں پر سبقت لے جانے کی فکر اور حسد، یہ ایسے رویّے ہیں، جن سے نہ صرف ذہنی، بل کہ جسمانی صحت اور تندرستی بھی بری طرح متاثر ہوتی ہے۔ ذہنی پریشانیوں سے نجات کا نہایت آسان اور

موثر علاج، آپ کے اپنے پاس موجود ہے۔ اب آپ پوچھیں گے کہ وہ کیا...؟؟ تو وہ علاج ہے ہنسنا، مسکرانا اور خوش رہنا۔ جی ہاں! مقدور بھر عام طور پر خوش رہیے، دوسروں سے خوش اخلاقی سے پیش آیئے، حسد سے بچیئے، گھر میں اور ہر جگہ شگفتہ انداز سے گفتگو کیجیے، اگر ذہنی پریشانی کو آپ دماغ پر سوار کرلیں گے، تو اس صورت میں آپ کے چہرے کے عضلات کھنچے ہوئے رہیں گے، جو آپ کی صحت کے لیے تو مضر ہے، بل کہ آپ کی شخصیت کی دل کشی بھی ماند پڑ جائے گی، جب کہ ہنسنے مسکرانے سے آپ کے چہرے کے مسلز اور رگوں پر نہایت مثبت اثرات پڑتے ہیں۔ آپ خوش رہیں گے تو آپ کی ذہنی آسودگی کا عکس آپ کے چہرے پر نظر آئے گا۔

اس کے علاوہ جب تھکن کا احساس ہو رہا ہو یا کوئی افسردگی و غم پاس آجائے، دل پریشان ہو یا خدانخواستہ کوئی الجھن ہو تو ایک ذرا سی مسکراہٹ آپ کی اداسیوں کے بادلوں کو چھانٹ دے گی۔ صرف آپ ہی کی بات نہیں، آپ کی مسکراہٹ اور بہت سے لوگوں کو بھی خوشی عطا کرسکتی ہے۔ کدورت جو دور کرسکتی ہے، دوستی کا ہاتھ بڑھانے میں مدد دے سکتی ہے اور آپ کی شخصیت میں چار چاند لگا سکتی ہے۔ ایک ہلکی سی مسکراہٹ کی کرن فضا کی ساری تلخی کو سمیٹ سکتی ہے۔

زمانہ شناسوں کے کہنے کے مطابق ایک ہنستا مسکراتا چہرہ بھری محفل میں جان ڈال سکتا ہے۔ اداسیوں کی فضا کو نغمگی میں بدل سکتا ہے، زندگی کی مایوسی کو امید میں بدل سکتا ہے اور جینے کا ولولہ اور زندگی گزارنے کا حوصلہ عطا کرسکتا ہے۔ بیماری کی حالت میں تیمارداری یا معالج کی خوش مزاجی، مریض کی تکلیف دور کردیتی ہے۔ خوش مزاج دکان داروں کا کاروبار خوب چمکتا ہے۔ بطورِ استاد... آپ کی دل آویز مسکراہٹ، آپ کے طالب علموں کو آپ کا دِل دادہ بنادیتی ہے، وگرنہ سخت گیر استادوں کو طالب علم ہرگز پسند نہیں کرتے۔ بطورِ افسر، اگر آپ ماتحتوں کے ساتھ خوش اخلاقی و خوش مزاجی سے پیش آئیں تو وہ لوگ بھی وفادار اور مخلص رہیں گے، اگر آپ کا اپنا کوئی پیارا دوست، رشتے دار یا کوئی بھی عزیز قلبی رشتہ آپ سے ناراض ہو تو آپ نرم، میٹھی مسکراہٹ، شیریں زبان اس گھٹن کے موسم میں ایک دم فضا کو بدل ڈالے گی اور دوسرا خود بخود اپنے دل میں آپ کے لیے نرم گوشہ پیدا کردے گی۔ سو...!! مسکراتے رہیے کہ یہ ایک دل نشین انسانی صفت ہے۔ حضورِ اکرم ﷺ نے اپنی خوش اخلاقی سے دشمنوں تک کے دل موہ لئے تھے۔ اس مسکراہٹ نامی جادوئی نسخے سے آپ کے اندر کا موسم تو سازگار ہوگا، لیکن ساتھ ساتھ اِردگرد کی فضا بھی پُربہار ہوجائے گی۔

مہنگائی کے اس دور میں، اس انمول، ہر حال اور ہر شخص کی دسترس میں موجود ''قیمتی نسخے'' سے فائدہ اٹھایئے،
کیوں کہ اس میں ہینگ لگے، نہ پھٹکری اور رنگ بھی چوکھا آجائے تو بس ایک بار مسکرادیں...!!!

گلدستہ

حمدِ باری تعالیٰ

حوصلہ دے فکر کو اور بارشِ فیضان کر
ہے ثنا تیری بہت مشکل اسے آسان کر
رفتہ رفتہ کھول مجھ پر راز ہائے جسم و جاں
دھیرے دھیرے مجھ پہ ظاہر تو مری پہچان کر
میرے سر پر بیکراں رحمت کی چادر تان کر
کفر آلودہ فضا میں سانس لینا ہے محال
پھر سے اس گم کردہ رہ کو صاحبِ ایمان کر
ختم ہو جائے بساطِ خاک کا سب شور و شر
بے سکونی کو عطا پھر حسنِ اطمینان کر
خیمہ شب سے یہی آواز آتی ہے صبیحؔ
حمد لکھ اور اس طرح بخشش کا کچھ سامان کر

صبیح رحمانی

نعتِ رسولِ مقبول ﷺ

جسے کہتے ہیں مدینہ، ہے نبی ﷺ کا آستانہ
چلو عاصیو! وہیں پر ہے نجات کا ٹھکانہ
اسی بوریا نشیں کی حسیں یاد کے تصدّق
کہ سکھا دیا ہے جس نے ہمیں غم میں مسکرانا
مرے ہاتھ میں تھا جب تک، مرے مصطفیٰ ﷺ کا دامن
مرے پاؤں چومتی تھی، یہی گردشِ زمانہ
جہاں سے وہ سبز گنبد نظر آئے میرے آقا
اسی شاخ پر کسی دن بنے میرا آشیانہ
جلی نورِ مصطفیٰ ﷺ سے میری شمعِ زندگانی
کوئی کھیل تو نہیں ہے، اے اجل! اسے بجھانا
میرے دل میں یاد اُنؐ کی، میرے لب پہ نام اُنؐ کا
بس اسی پہ منحصر ہے مری زیست کا فسانہ
میں ہوں آپؐ ہی کا بیکلؔ، مرے کملی والے آقا
مجھے نعت کے بہانے، مِلا عشق کا خزانہ

بیکلؔ اتساہی

یہ کیسا روزہ ہوا

آپ روزے تو ماشاء اللہ بڑے ذوق و شوق سے رکھ رہے ہیں، لیکن روزے کے کیا معنیٰ ہیں...؟ روزے کے معنی یہ ہیں کھانے پینے اور بیوی کے قریب جانے سے اجتناب کرنا۔ روزے میں ان تینوں چیزوں سے اجتناب ضروری ہے۔ اب یہ دیکھیں کہ یہ تینوں چیزیں ایسی ہیں، جو فی نفسہٖ حلال ہیں۔ نہ کھا رہے ہیں اور نہ پی رہے ہیں، لیکن جو چیزیں پہلے سے ہی حرام تھیں، مثلاً جھوٹ بولنا، غیبت کرنا، بدنگاہی کرنا، جو ہر حال میں حرام تھیں تو روزے میں یہ سب چیزیں ہو رہی ہیں۔ اب روزہ رکھا ہوا ہے اور جھوٹ بول رہے ہیں، روزہ رکھا ہوا ہے اور غیبت کر رہے ہیں، روزہ رکھا ہوا ہے اور بدنگاہی کر رہے ہیں اور روزہ رکھا ہوا ہے، لیکن وقت پاس کرنے کے لیے فلمیں دیکھ رہے ہیں۔ یہ کیا روزہ ہوا...؟ کہ حلال چیزیں تو چھوڑ دیں اور حرام چیز نہیں چھوڑی۔ اس لیے حدیث شریف میں نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ ”جو شخص روزے کی حالت میں جھوٹ بولنا نہ چھوڑے تو مجھے اس کے بھوکا اور پیاسا رہنے کی کوئی حاجت نہیں۔“ اس لیے جب جھوٹ بولنا نہیں چھوڑا جو پہلے سے حرام تھا تو کھانا چھوڑ کر اس نے کون سا بڑا عمل کیا۔ اگرچہ فقہی اعتبار سے روزہ درست ہو گیا۔ اگر کسی مفتی سے پوچھو گے کہ میں نے روزہ بھی رکھا ہے اور جھوٹ بھی بولا تھا تو وہ مفتی یہی جواب دے گا کہ روزہ درست ہو گیا۔ اس کی قضا واجب نہیں، لیکن اس کی قضا واجب نہ ہونے کے باوجود اس روزے کا ثواب اور برکات ملیا میٹ ہو گئیں، اس واسطے کہ تم نے اس روزے کی روح حاصل نہیں کی۔ میں نے آپ کے سامنے جو یہ آیت تلاوت کی:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ

”اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے، جیسے پچھلی امتوں پر فرض کیے گئے (کیوں روزے فرض کیے گئے؟) تاکہ تمہارے اندر تقویٰ پیدا ہو۔“ یعنی روزہ اصل میں اس لیے تمہارے ذمہ مشروع کیا گیا، تاکہ اس کے ذریعے تمہارے دل میں تقویٰ کی شمع روشن ہو۔

(اصلاحی خطبات، مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم، صفحہ: 126-127)

روزہ کی شانِ خاص

یہ تو سب جانتے ہی ہیں کہ روزہ فرض ہے اور اس فرض روزہ ہی کی فضیلت میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمارہے ہیں کہ ”جس شخص نے ایمان اور ثواب کے طلب کے واسطے روزہ رکھا‘ اس کے پچھلے گناہ سب بخشے جاویں گے۔“ لوگ اس فضیلت کو بھی جانتے ہیں ‘لیکن یہ نہیں جانتے کہ وہ کس شان کا روزہ ہے‘ جس کی یہ فضیلت ہے اور آیا یہ خاصیت ہر روزہ میں ہے یا وہ کوئی خاص روزہ ہے۔ سو یہ بھی حدیث سے ہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہر روزہ نہیں ہے‘ بلکہ خاص ہے۔ چناں چہ ارشاد ہے: رَغِمَ اَنْفُهٗ رَغِمَ اَنْفُهٗ رَغِمَ اَنْفُهٗ۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”اس کی ناک خاک میں مل جائے۔ اس کی ناک خاک میں مل جائے۔ اس کی ناک خاک میں مل جائے۔“ صحابہ نے عرض کیا کہ ”یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! وہ کون ہے؟“ فرمایا: ”تین شخص ہیں۔ ایک تو وہ جس نے اپنے ماں باپ کو بڑھاپے کی حالت میں پایا اور اس نے جنت نہ حاصل کی‘ (یعنی ان کی خدمت کر کے) دوسرا وہ جس کے سامنے میرا ذکر آیا اور اس نے درود شریف نہ پڑھا‘ تیسرا وہ جس کے اوپر رمضان کا مہینہ آیا اور اُس نے گناہ معاف نہ کرائے اور وہ اسی طرح نکل گیا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رمضان یا روزہ میں خود معافی کا اثر نہیں‘ بلکہ اس کے اندر خاص شان ہونا چاہیے اور وہ خاص شان وہ ہے‘ جس کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: ”جو شخص روزہ میں باطل بولنا اور برا کام کرنا نہ چھوڑے تو اللہ تعالیٰ کو کچھ حاجت نہیں ہے اِس بات کی کہ چھوڑ دے اپنا کھانا اور اپنا پینا۔“ یہ ہے وہ شرط کہ جس کے پائے جانے سے روزہ کے اندر معافی کی شان آجاتی ہے اور اس شرط کا حاصل ہے معاصی کا چھوڑ دینا۔ سو اس کی طرف عام کا التفات نہیں یا التفات ہے تو عمل نہیں۔

(فضائل صوم وصلوٰۃ‘ از محمد اشرف علی تھانویؒ‘ صفحہ: 162-163)

کم ہمتی

بعض لوگ گرمی کے روزہ میں پیاس کا عذر کرتے ہیں‘ مگر اس رمضان میں لوگوں نے دکھلادیا کہ یہ عذر محض ایک حیلہ اور بہانہ ہے‘ ورنہ اصلی سبب کم ہمتی ہے‘ کیوں کہ میں نے خود دیکھا ہے کہ بعض لوگ صبح صبح اٹھ کر کھیت پر بیٹھے ہوئے تربوز کھاتے تھے۔ بھلا کوئی ان سے پوچھے کہ صبح کے وقت کون سی گرمی تھی؟ یہ وقت کون سی پیاس کی شدّت کا تھا؟ گرمی اور پیاس تو عصر کے وقت زیادہ معلوم ہوتی ہے۔ تم نے روزہ رکھ کر تو دیکھا ہوتا‘ جب عصر کے وقت پیاس کی شدّت معلوم ہوتی اور ضبط نہ ہو سکتا‘ جب ہی تو روزہ توڑا ہوتا‘ مگر اس کا کیا علاج کہ صبح ہی سے روزہ نہ رکھنے کا ارادہ کر لیا اور افسوس اس بات کا ہے کہ پہلے زمانے میں بھی لوگ گناہ کیا کرتے تھے‘ مگر ان میں شرم وغیرت کا مادّہ بھی تھا۔ سب کے سامنے رمضان میں کچھ نہیں کھاتے تھے۔ چوری چھپے کھا لیا کرتے تھے‘ مگر آج کل شرم اور غیرت بھی جاتی رہی‘ اب تو سب کے سامنے کھاتے پیتے ہیں اور ذرا لحاظ ان کو نہیں ہوتا کہ آخر رمضان کا مہینہ ہے‘ اس کا بھی کچھ احترام کرنا چاہیے۔ (اغلاط العوام‘ ص: 126)

آپ کے اشعار

مجھ سے مت کر یار کچھ گفتار‘ میں روزے سے ہوں
ہو نہ جائے تجھ سے بھی تکرار میں روزے سے ہوں
شام کو بہرِ زیارت آ تو سکتا ہوں مگر
نوٹ کر لیں دوست رشتہ دار‘ میں روزے سے ہوں

ماہِ رمضان میں یہ افطار و سحر کا انتظار
بے نشاطِ روح کا ساماں برائے خاص و عام
پیشِ خیمہ عید کا ہے ماہِ رمضان اس لیے
ہو مبارک سب کو برقی اِس کا حُسنِ انتظام

مرحبا صَد مرحبا پھر آمدِ رمضان ہے
کھل اُٹھے مرجھائے دل تازہ ہُوا ایمان ہے
ہم گناہ گاروں پہ یہ کتنا بڑا احسان ہے
یا خدا! تُو نے عطا پھر کر دیا رمضان ہے
ہر گھڑی رحمت بھری ہے ہر طرف ہیں برکتیں
ماہِ رمضان رحمتوں اور برکتوں کی کان ہے
یا الٰہی! تُو مدینے میں کبھی رمضاں دِکھا
مدّتوں سے دل میں بسا یہ ارمان ہے

پریشانی اور تکلیف میں دعا کے قبول ہونے کی علامت کیا ہے

یہ اشکال ہوتا ہے کہ بعض اوقات جب تکلیف کے اندر اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتے ہیں‘ اس کے باوجود وہ تکلیف اور پریشانی نہیں جاتی اور دعا قبول نہیں ہوتی‘ اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا کرنے اور عرض معروض پیش کرنے کی توفیق مل جانا ہی اس بات کی علامت ہے کہ ہماری دعا قبول ہو گئی‘ ورنہ دعا کرنے کی بھی توفیق نہ ملتی۔ اسی کے بارے میں مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”گفت آن ”اللہ“ تو لبیک ماست۔“ یعنی جس وقت تو ہمارا نام لیتا ہے اور ”اللہ“ کہتا ہے تو تمہارا ”اللہ“ کہنا ہی اس بات کی علامت ہے کہ ہم نے تمہاری پکار کو سن لیا اور اس کو قبول بھی کر لیا‘ لہٰذا دعا کی توفیق ہو جانا ہی ہماری طرف سے دعا کی قبولیت کی علامت ہے...!!! البتہ! یہ ہماری حکمت کا تقاضا ہے کہ کب اس پریشانی کو تم سے دور کرنا ہے اور کب تک اس کو باقی رکھنا ہے۔ تم جلد باز ہو‘ اس لیے جلدی اس تکلیف کو دور کرانا چاہتے ہو‘ لیکن اگر اس تکلیف کو کچھ دیر کے بعد دور کیا جائے گا تو اس کے نتیجے میں تمہارے درجات بہت زیادہ بلند ہو جائیں گے‘ لہٰذا تکلیف میں یہ گلہ شکوہ نہیں ہونا چاہیے‘ البتہ یہ دعا ضرور کرنی چاہیے کہ ”یا اللہ! میں کم زور ہوں‘ مجھ سے برداشت نہیں ہو رہا‘ مجھ سے یہ تکلیف دور فرما دیجیے۔“ (اسلام اور دورِ حاضر کے شبہات‘ ص: 308)

یہ جون کا دن تھا۔ ہرے بھرے کھیت بہت خوب صورت لگ رہے تھے۔ صاف آسمان زیادہ نیلا اور زیادہ اونچا معلوم ہو رہا تھا۔ کھیت، غلّے کی سنہری بالیوں اور رنگارنگ پھولوں سے اَٹے پڑے تھے۔ "لگتا ہے پیداوار بہت اچھی ہوگی اور انشاء اللہ! عید ہم بہت اچھی منائیں گے۔" احمر کے دادا جی نے کھیتوں پر نظر ڈالتے ہوئے خوشی سے کہا۔ "سچ دادا جی...!!" پاس کھڑا احمر یہ سن کر بہت خوش ہوگیا۔

احمر چھ سال کا تھا۔ اکثر اپنے دادا جی کے ساتھ کھیتوں پر جاتا تھا۔ اسے ہریالی بہت اچھی لگتی تھی۔ وہ پھولوں پر منڈلاتے، بھنوروں اور تتلیوں کے پیچھے پیچھے دوڑتا۔ احمر دادا جی کے ساتھ کھیتوں پر ہاتھ بٹاتا تھا۔ اس کے گھر والے سب صبح سویرے اٹھ جاتے تھے۔ دادی جان نماز پڑھتیں، مرغیوں کو دانہ ڈالتیں۔ امّاں ناشتہ بناتیں اور ابّا دفتر جاتے ہوئے اسے اسکول چھوڑنے کے لیے ساتھ لے جاتے تو اس کی چھوٹی بہن عذرا اپنے ننھے منے ہاتھوں کو ہلاتی اور "اللہ حافظ" کہتی، لیکن جب اسکول کی چھٹی ہوتی تو احمر دادا جی کے ساتھ کھیتوں پر جاتا۔

احمر کے دادا جی بہت محنتی تھے۔ انھیں زمینوں سے بہت محبت تھی۔ کھیتوں میں فصل بونا، ہل چلانا، فصلوں کو پانی ڈالنا، کیڑوں سے بچانے کے لیے حفاظتی اقدام کرنا اور پھر فصل جب تیار ہو جائے تو اس کی کٹائی کا کام اپنی نگرانی میں کرنا۔ دادا جی کو اتنے سارے کام کرتا دیکھ کر احمر دل ہی دل میں سوچتا کاش! وہ بھی جلدی سے بڑا ہو جائے اور یہ سارے کام خود کرے تو کتنا اچھا رہے گا۔ سب دادا جی کی طرح میری بھی عزت کریں گے۔ دادا جی کا کہنا تھا کہ

"محنت میں عظمت ہے اور محنت کرنے میں شرمانا نہیں چاہیے۔"

احمر اسی لیے دادا جی کے ساتھ ساتھ اتنے سارے کام کرتا تھا۔ گھر میں وہ بھیڑ، بکری، گائے اور مرغیوں کی دیکھ بھال بھی کرتا تھا۔ گائے چارہ کھاتے ہوئے، بھیڑ، بکری گھاس کھاتے ہوئے۔ مرغیاں اپنے آگے احمر کو دانہ ڈالتے دیکھ کر تشکر بھری نظروں سے دیکھتی تھیں۔ یہ سارے پالتو جانور احمر سے نہایت مانوس تھے۔ ایک دن جب وہ اسکول سے گھر پہنچا تو وہ گائے کا نیا آنے والا بچہ دیکھ کر حیران رہ گیا، جو گائے کے پاس کھڑا مزے سے دودھ پی رہا تھا۔ شام کو دادا جی جب گھر آئے تو گائے کا چھوٹا سا بچہ دیکھ کر انھوں نے بھی اللہ کا شکر ادا کیا۔ احمر کو بڑی حیرت ہوئی۔ اس نے پوچھا: "دادا جی! شکریہ تو آپ کو گائے کا ادا کرنا چاہیے، یہ بچہ تو اس نے ہمیں دیا ہے۔" دادا جی مسکرائے اور بولے: "احمر میرے بیٹے! ہم سب کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے۔ یہ بچھڑا بھی اللہ نے پیدا کیا ہے۔ اسی طرح زمین پر ہر چیز کا خالق اللہ تعالیٰ ہی ہے، اس لیے ہمیں اللہ کا ہر وقت شکر ادا کرنا چاہیے۔" اس روز احمر کی سمجھ میں آیا، جب زمین پر فصل بوئی جاتی ہے اور جب فصل تیار ہو کر کٹتی ہے تو دادا جی 'اللہ تیرا شکر ہے' کیوں کہتے ہیں۔ ظاہر ہے فصل بھی اللہ کے حکم سے اُگتی ہے۔

یہ رمضان کا آخری عشرہ تھا۔ افطاری کے بعد نماز سے فارغ ہو کر تاروں بھری رات میں وہ صحن میں دادا جی کے ساتھ لیٹا پوچھ رہا تھا: "دادا جی! اللہ تعالیٰ ہم سے خوش کب ہوتے ہیں؟" دادا جی نے اسے بتایا: "جب ہم کسی غریب کی مدد کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ہم سے خوش ہوتے ہیں۔" تھوڑی دیر وہ خاموش لیٹا سوچتا رہا تو اسے خیال آیا کہ، دینو کا کا بیٹا کرم داد کے پاس عید پر پہننے کے لیے جوتے نہیں ہیں۔ آج وہ کتنا اداس تھا، کیوں کہ دو دن بعد عید ہے۔ اس کے جوتے کیسے آئیں گے؟ دینو کا کا تو خود بیمار ہیں؟

دوسرے روز وہ جب دادا جی کے ساتھ جوتے لینے بازار گیا تو اس نے عید کے لیے دو جوڑی جوتوں کی پسند کی۔ دادا جی نے حیرت سے پوچھا: "بیٹا احمر! ایک جوڑی جوتے کی بات تو سمجھ میں آتی ہے۔ دوسری جوڑی جوتا بھلا کس خوشی میں پسند کیا ہے۔" احمر فوراً بولا: "دادا جی! اللہ تعالیٰ کی خوشی کے لیے... کرم داد کے پاس جوتا نہیں ہے، وہ بہت پریشان تھا، یہ جوتا میں نے اسے دینا ہے۔" دادا جی مسکرائے اور اسے شاباشی دی۔

شام کو احمر نے جب کرم داد کے ہاتھ میں "عید کا تحفہ" کہہ کر اسے جوتا دیا تو وہ بہت خوش ہوا۔ احمر کو لگا جیسے کرم داد کی خوشی ہی احمر کی عید ہے...

حفاظتی اقدام: ہر خطرے سے بچانے کے لیے ضروری کام۔ — بچھڑا: گائے کا بچہ

تشکّر: شکر — بوئی: اگائی — کٹائی: کٹنا

چار محمد

مرسلہ : محمد بن آفتاب، متعلّم جامعہ بیت السلام

ایک بار مختلف ملکوں سے چار طالب علم دینی علوم حاصل کرنے کے لیے بغداد پہنچے۔ جب چاروں جمع ہوئے تو سب نے ایک دوسرے کا نام پوچھا' چاروں کا نام محمد نکلا۔ چاروں نے ایک مکان لیاَ اور سب مل کر اس میں رہنے لگے۔ کچھ دنوں کے بعد جو پیسے ساتھ لائے تھے' وہ ختم ہوگئے اور فاقے ہونے لگے۔ مجبور ہو کر ان کے ذہن میں ایک خیال آیا کہ کیوں نہ باہر جا کر لوگوں سے کچھ مانگ لیں' لیکن اس بات پر کوئی بھی دل سے راضی نہ تھا۔ اس پر انھوں نے سوچا کہ چلو ہم قرعہ ڈال لیتے ہیں' جس کا نام نکلا تو صرف وہی باہر جا کر یہ کام کرے گا۔ جب قرعہ ڈالا تو جس محمد کا نام نکلا' اس نے نفل کی نیت باندھ لی اور اللہ تعالیٰ سے دعا شروع کر دی اور ابھی اس کی دعا جاری تھی کہ دروازہ پر دستک ہوئی۔ ایک نے جا کر دیکھا تو پتا چلا کہ بادشاہ کا وزیر آیا ہے۔ جب وزیر سے پوچھا: ''کیوں آئے ہو؟'' تو وہ بولا: ''بادشاہ نے بھیجا ہے۔'' اور ایک محمد کا نام لیا اور اسے درہموں سے بھری ہوئی ایک تھیلی دی' پھر دوسرے کا نام لیا اور اسے بھی اسی طرح دی اور تیسرے کو بھی دی۔ جب چوتھے محمد کے بارے میں پوچھا تو سب نے کہا: ''وہ دعا مانگ رہا ہے۔'' وزیر نے اس کے لیے بھی تھیلی دی اور کہا: ''یہ اسے دے دینا۔'' جب سارا معاملہ ہو گیا تو طالب علموں نے پوچھا: ''آپ کو ہمارا کس نے بتایا؟'' تب وزیر نے بتایا: ''ایک دن بادشاہ حضور سو رہے تھے اور انھیں خواب آیا کہ کوئی کہہ رہا ہے... تمہارے ملک میں چار محمد تعلیم حاصل کرنے آئے ہیں۔ جاؤ! ان کی خیر خبر لو۔ اس پر بادشاہ نے مجھے حکم دیا اور آپ کی نشانیاں بتا کر بھیجا کہ آپ کی خدمت میں یہ دراہم پیش کر آؤں۔''

تیرے بغیر جنت میں نہ جاؤں گا

ایک شخص نے غصے اور بغض و عداوت میں آکر اپنے وقت کے بہت بڑے ولی حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو طمانچہ مارا تو حضرت امامِ اعظمؒ نے حد درجہ صبر اور انکساری سے فرمایا: ''بھائی!! میں بھی تمہیں طمانچہ مار سکتا ہوں' لیکن ماروں گا نہیں' خلیفہ سے تمہاری شکایت کر سکتا ہوں' لیکن کروں گا نہیں' حساب کتاب کے وقت تیرے ظلم سے خدا تعالیٰ کے آگے فریاد کر سکتا ہوں' لیکن کروں گا نہیں اور قیامت کے روز تمہارے خلاف خصومت اور مقدمہ کر کے انصاف حاصل کر سکتا ہوں' لیکن کروں گا نہیں' بل کہ اگر قیامت کے روز میری سفارش قبول ہوئی تو میں تیرے بغیر جنت میں قدم بھی نہ رکھوں گا۔ مرسلہ : یوسف شیخ، متعلّم جامعہ بیت السلام کراچی

زبان کا صحیح استعمال

آپ ﷺ نے فرمایا: ''زبان سے کوئی خیر کی بات کہو ورنہ خاموش رہو۔''

ایک شخص کے بارے میں آتا ہے کہ اس نے آپ ﷺ سے اپنی چار گناہوں کی شکایت کی اور یہ بھی بتایا کہ ان میں سے ایک گناہ کو چھوڑ سکتا ہوں' مگر سب کو چھوڑنا مشکل ہے۔ وہ چار گناہ یہ ہیں (۱) چوری کرنا (۲) زنا کرنا (۳) شراب پینا (۴) جھوٹ بولنا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جھوٹ بولنا چھوڑ دو۔ رات کے وقت اس شخص کو خیال آیا کہ چوری کروں... یہ منع نہیں ہے' لیکن پھر سوچا کہ صبح کو سچ کہنا پڑے گا' اسی وقت چوری کرنا چھوڑ دی۔ اسی طرح ایک ایک کر کے اس کے سب گناہ چھوٹ گئے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ زبان صحیح ہو گئی تو گناہوں سے بھی بچا جا سکتا ہے' اس لیے ہمیں اپنی زبانوں کو صحیح استعمال کرنا چاہیے۔ اس پہ ایک چھوٹا سا لطیفہ یاد آگیا: ایک بڑھیا نے ایک عورت سے شکایت کی کہ میری لڑائی بہت ہوتی ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ ایسا نہ ہو۔ مجھے تعویذ چاہیے' تاکہ میری لڑائی نہ ہو۔ عورت نے ایک پرچی پہ کچھ لکیریں کھینچ کر اس بڑھیا کو تھما دی اور یہ ہدایت کی کہ جب آپ کی لڑائی ہونے والی ہو تو اس تعویذ کو زبان کے اوپر رکھ کے اس کو دانتوں کے ذریعے مضبوطی سے دبائے رکھنا۔ جب آپ کو لگے کہ اب میری لڑائی نہیں ہو گی' تب تک اس تعویذ کو نہ ہٹانا' چناں چہ بڑھیا نے اس پہ عمل کرنا شروع کر دیا اور اس کی لڑائی ہی نہ ہوئی' کیوں کہ جب وہ ایسا کرتی تو وہ بول ہی نہ سکتی اور نہ ہی لڑائی ہوتی۔ اس لیے ہمیں اپنی زبانوں کو قابو میں رکھنا چاہیے۔ ہم اپنی زبان سے قرآنِ کریم کی تلاوت کریں' اللہ اور اس کے محبوب کی تعریفیں کریں اور اچھی اچھی باتیں کریں۔ انشاء اللہ! ہم دنیا و آخرت میں بہت کچھ کما سکتے ہیں۔ مرسلہ : محمد عمار، متعلّم جامعہ بیت السلام

بیت السلام ویلفیئر ٹرسٹ کی دینی تعلیمی اور رفاہی خدمات کی جائزہ رپورٹ

اخبار السلام

جون 2018ء مطابق رمضان المبارک 1439ھ

مرکز فہم دین کی وفاق المدارس کے نتائج میں 6 پوزیشنیں، ملکی سطح پر عالمیہ سال دوم میں دوسری، سالِ اوّل میں تیسری پوزیشن لی

صوبائی سطح پر عالمیہ سال دوم میں پہلی و تیسری، عالمیہ سال اول میں دوسری اور خاصہ اول میں دوسری پوزیشن رہی

کراچی (پ ر) وفاق المدارس کے سالانہ امتحان کے نتائج کے مطابق اس سال بیت السلام کے مدرسۃ البنات مرکز فہم دین کو کل 6 پوزیشنیں حاصل ہوئی ہیں۔ عالمیہ سال دوم میں بنتؑ صابر حسین نے 572 نمبر لے کر ملکی سطح پر دوسری اور صوبائی سطح پر پہلی پوزیشن لی' عالمیہ سال اول میں بنت جاں زیب نے 558 نمبر لے کر ملکی سطح پر تیسری جب کہ صوبائی سطح پر دوسری پوزیشن حاصل کی ہے' جب کہ عالمیہ سال دوم میں بنت عبد الرحمٰن نے 565 نمبر لے کر صوبائی سطح پر تیسری پوزیشن لی اور بنت گوہر منیر نے 568 نمبر لے کر خاصہ اول میں دوسری پوزیشن حاصل کی۔

کل پاکستان قرآنی کمپیوٹر مسابقے میں جامعہ بیت السلام نے پہلی اور تیسری پوزیشن حاصل کی

جامعہ بیت السلام کراچی کے حافظ اویس نے پہلی اور جامعہ بیت السلام تلہ گنگ کے حافظ عمیر نے تیسری پوزیشن حاصل کی

کراچی (پ ر) رابطہ عالم اسلامی کے ذیلی ادارے آئی آئی آر او نے کل پاکستان قرآنی کمپیوٹر کے مسابقے کا انعقاد کیا' مختلف مراحل میں ہونے والے اس مقابلے کے حتمی اور آخری حصے میں جامعہ بیت السلام کراچی کے طالب علم حافظ اویس بن عبد الشکور نے پہلی جب کہ جامعہ بیت السلام تلہ گنگ کے طالب علم حافظ عمیر بن عبد الرزاق نے تیسری پوزیشن حاصل کی۔ سینیٹر طلحہ محمود اس تقریبِ مسابقہ کے مہمان خصوصی تھے' ان سمیت تمام حاضرین نے طلبہ کو ان کی بہترین یاد داشت اور حاضر دماغی پر داد و تحسین سے نوازا اور ان طلبہ کو خصوصی انعامات بھی دیے گئے۔ دریں اثناء جامعہ دارالعلوم کراچی سے ملحق مدرسہ جامعہ قرآنیہ کورنگی کے تحت کراچی کے ایک مقامی مسابقہ حفظ قرآن میں جامعہ بیت السلام کے طالب علم عبد الحہ بن راج محمد نے تیسری پوزیشن حاصل کی' جس پر طالب علم مذکور کو دس ہزار روپے انعام دیا گیا۔

شعبہ حفظ جامعہ بیت السلام کراچی نے نئے داخلوں کا شیڈول جاری کر دیا

بدھ، جمعرات 27 اور 28 جون صرف دو دن نئے داخلے ہو سکیں گے، شوال کی ممکنہ تاریخیں 12 ، 13 شوال ہو سکتی ہیں

کراچی (پ ر) جامعہ بیت السلام کراچی کے شعبہ حفظ اور گردان میں نئے داخلوں کا شیڈول جاری کر دیا گیا ہے جس کے مطابق نئے داخلے 27' 28 جون 2018 روز بدھ' جمعرات ہوں گے' شوال کی ممکنہ تاریخیں 13' 12 شوال ہو سکتی ہیں۔ اعلامیہ کے مطابق طلبہ کے سرپرست حضرات صبح 8 سے 10 بجے تک تشریف لا سکتے ہیں۔ اعلامیے کے مطابق داخلے کی لازمی شرائط میں ہے کہ بچے کی عمر 8 تا 11 سال ہو' ناظرہ مکمل پڑھا ہوا ہو۔ گردان کے لیے عمر میں 12 سال تک کی گنجائش ہے۔ عصری تعلیم تین کلاس تک ہونی چاہیے جس کی جانچ کے لیے سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ کی تیسری جماعت کی اردو' انگریزی اور ریاضی کا تحریری امتحان لیا جائے گا' داخلے کے لیے یہ ٹیسٹ پاس ہونا ضروری ہوگا۔ دریں اثنا اعلامیے کے مطابق داخلہ کارروائی کے وقت امیدوار کے ب فارم کی فوٹو کاپی' دو عدد تصاویر اور سرپرست کے شناختی کارڈ کی فوٹو کاپی ہمراہ ہونا بھی ضروری ہے۔ اعلامیے کے مطابق مزید تفصیلات معلوم کرنے کے لیے 03052378501 پر کال کی جا سکتی ہے۔

J.
FRAGRANCES
GENERATION
FEEL THE RUSH
GENERATION
J.
Shop online at www.junaidjamshed.com
J.Fragrances
J.JunaidJamshed
FragrancesJ
J.Fragrances

Brighto
Inspired by Nature
Brighto AllColor
Antiqua Polish Plaster
Silky Smooth
Perlata
Luxury Magnified
Velvet
Revisiting the Classic Age
Perlex
Majestic Walls
Brighto
Décor assumes a different meaning with Brighto Special Coatings. They give your living space a prestigious decorative finish by creating a world of beauty, luxury and sophistication.
brighto.paints | Toll Free 08000-1973 | BrightoPaintsPK | www.brightopaints.com
Brighto PAINTS